خیالات ممتاز

موسوم بہ

قطرہ

من نتائج طبع ذکی مولوی محمد ممتاز علی سہسپوری بجنوری

از اہتمام الحقر انام محمد عبد الاحد عفی عنہ۔ بماہ اکتوبر ۹۸ء

در مطبع مجتبائی واقع دہلی طبع گردید

تعداد ۱۰۵۰ قیمت ۸/

یہ کتاب مصنف کے پاس سے بھی مل سکتی ہے پتہ اجودہ پور محلہ سلطانان

اللہ یجتبی الیہ من یشاء ویہدی الیہ من ینیب
الحمد للہ المحمود کہ نسخۂ نادر الوجود از نتائج طبع ذکی مولوی محمد ممتاز علی سہسوی عفی عنہ
خیالات ممتاز
معروف بہ
الفطرت
بحسن نظام و تصحیح و صفای تمام زیر اہتمام مولوی عبد الاحد صاحب
در مطبع مجتبائی واقع دہلی مطبوع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

ای رام رام جپنے والو! ای عیسی مسیح پکارنے والو! ای یزدان اور اہرمن کے ماننے والو! ای مسیح کو سولی پر چڑھانے والو! ای مذہب سے آزاد رہنے والو! ای وحدہ لاشریک کے کہنے والو! جسکو مسلمان مالک اور خالق سمجھکر وحدہ لاشریک لہ پکارتے ہین اُسی کو عیسائی کرسٹو اور گاڈ اور روح القدس کہتے ہین اور جسکو اہلِ توحید قادر مطلق اور واجب الوجود جانتے ہین اسیکو اہلِ ہنود جوتی سروپ نرنکار اور برہما بشن مہیش اور مجوسی یزدان اور اہرمن کے نام سے جپتے ہین-

آپ صاحبون مین کسکی خواہش اپنی نجات اور ابدی عیش کی نہین ہے سبکی غرض اس تسبیح اور مالا جپنے سے یہی ہے کہ مرنے کے بعد آرام ملے اور ہم کسی دائمی عذاب مین مبتلا نہو جاین اور مالک کے روبرو شرمندہ ہونا نہ پڑے-

اسی کے واسطے آپ دان پُن- خیر- خیرات وغیرہ کرتے ہین اور اسی کی خاطر اپنی جان شیرین پر ہزارہا مصائب نفس کُشی اور جپ تپ کے اُٹھاتے ہین- اسی کے لئے ہردوار- جگناتھ- گیا اور مکہ- **بیت المقدس** کا دور دراز سفر اپنا گھربار اور اہل وعیال چھوڑکر گوارا کرتے ہین اور اُسی کے واسطے آپ ایک باپ کے بیٹے ہوکر اجنبی اور مختلف فریق کہلاتے ہین مگر اس اختلاف مین بھی گو آپکے مذہبی طرز جداگانہ اور اکثر ایک دوسرے کے مخالف ہین پھر بھی اسپر سب کا اتفاق ہے کہ مالک اور خالق ہم سب کا ایک ہے یہ ہماری سمجھ اور زبانکا پھیر ہے کہ ہم اُسکو کس کس نام سے پکار رہے ہین اگر ایک برہمن رام رام جپتا ہے اور ایک عیسائی کرسٹو کرسٹو پکار رہا ہے اور ایک مسلمان اللہ اللہ کا وظیفہ کر رہا ہے اگرچہ لفظون کا فرق ہے مگر مفہوم سبکا وہی ذات ہے جو ہمارا خالق اور پروردگار ہے-

لیکن یاد رکھو کہ دو نقیض نہ کبھی آج تک سچے ہوئے ہین اور نہ ہونگے اور یہ کلیہ ایسا مسلم قضیہ ہے کہ روز آفرینش سے آج تک اس سے کسی کو اختلاف ہوا ہے اور نہ ہوگا- عیسائی مسیح علیہ السلام

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ای کردہ ہمہ بسوئے تو رو
سبحانک لاشریک یا ہو

یارب مرے خامے کو زبان دے ۔ منقار ہزار داستان دے

روحانی خیالات کا بڑا اصول معرفتِ الٰہی ہے

عام طور پر جو نظر ڈالی جاتی ہے تو ہر ایک فریق بلکہ ہر متنفس اس خیال مین تھوڑا یا بہت محو اور سرگرم ہے ۔ خداوند تعالی کی معرفت کے طریقے دنیا مین مختلف ہین جنکا شمار اندازے سے زیادہ ہے مگر چار بڑے فرقے اور مذہبی گروہ اس عالم مین پاے جاتے ہین مذہبی خیال قدیم سے دنیا کے لوگون کا چلا آتا ہی اور یہ خیال جیسا اس زمانے مین ہے ایسا ہی ہمیشہ سے دنیا مین شائع رہا ہے ۔ خدا پرست بت پرست دہریے (منکر خدا) پہلے سے ہوتے آئے ہین ۔ ایک فریق خدا کو وحدہ لاشریک جانتا ہے دوسرا اُسکی ذات مین بہتون کو شریک کرتا ہے کوئی خدا کو مجموعہ کئے وجود کا بتلاتا ہے ۔ دہریے ہین کہ وہ اس سبکے منکر اور قدم زمانہ کے قائل ہین ۔ اگرچہ دہریے کوئی مذہب نہین رکھتے مگر مذہبی خیال سے وہ بھی مستثنے نہین ہو سکتے ۔

اُنکا یہ خیال کہ یہ عالم اسی طرح سے ہے اور ہمیشہ اسی حالت پر رہیگا مذہبی خیال ہی جو دیگر مذاہب سے نرالا ہی یا یہ کہو کہ اور مذہبون کے خلاف ہے ۔

روح القدس مریم کو اور اہلِ ہنود برہما بشن مہیش کو خالق ارض وسما کہتے ہین اور مسلمان یہ سنکر کانون پر ہاتھ رکھتے ہین کہ توبہ کرو ھذا بھتان عظیم وہ محض وحدہ لاشریک ہے جسکی خدائی اور ذات مین کسی کی شراکت اور دخل نہین ہے۔

مسلمان۔ یہود۔ نصاری خداوند تعالی کے نام پر جانورون کا قربان کرنا باعث نجات اور موجب ثواب تصور کرتے ہین اہلِ ہنود اسکو جیوہتیا اور مہا پاپ کہتے ہین۔

ایک ہندو اپنے باپ کو دم نکلنے سے پہلے زمین پر ڈالدیتا ہے اور اسکو چتا پر لٹا کر اپنے ہاتھ سے اسکا سر پھوڑنا اور اسکو آگ مین جلانا سعادتمندی اور حق پدری کا ادا کرنا سمجھتا ہے عیسائی اور مسلمان اسکو اپنے ہاتھون سے دوزخ مین جھونکنا اور سخت بیدردی خیال کرتا ہے۔ اور مُردے کو ذرا بھی ایذا نہین دیتا۔ یہودی عیسائی اور اہلِ ہنود عورتون کو گلاب کا پھول تصور کرکے اُنکے جسم کو باہر کی ہوا کا لگنا مثل سروقد مردون کے پسند کرتے ہین مسلمان اُن گلاب کے پھولون کو شیشے مین بند کرنا فرض مذہبی سمجھتے ہین اہلِ ہنود پتھر کی مورتون کو سجدہ کرنا اُنسے اپنی مرادین مانگنا عبادت جانتے ہین یہودی۔ عیسائی۔ مسلمان اسکو کفر اور دوزخ کی نشانی برملا کہتے ہین۔

ایسے ایسے نقیض جو ایک مذہب کے دوسرے مذہب مین پائے جاتے ہین انہین سے بہرنوع ایک ضرور غلط ہوگا پھر یہ غلطی کچھ ایسی غلطی نہین جسکی اصلاح ہوسکے اور نہ مرنے کے بعد تلافی ممکن ہو۔ ہماری عبادت ہماری ریاضت ہماری نکوئی ہماری خیرات ہمارے اعمالِ حسنہ ہمارا جپ ہمارا تپ سب اکارت اور موجب ہلاکتِ جاودانی ہے۔

اس نظر سے یہ مختصر اوراق آپ صاحبونکی بلند نظر کے روبرو پیش کیے جاتے ہین کہ اپنی قیمتی زندگی کا ایک دن اسکے ملاحظے کی نذر کیجیے اور قدرتی قانون کی کسوٹی پر اپنے عقیدے اور دھرم کی جانچ کرکے **فطرت** سے نجات آخرت کا اطمینان فرمائیے اور ہر دم اس امر کو پیش نظر رکھیے کہ ایک دن مرنا اور دنیا کو یقینی چھوڑنا ہے۔

مسلمان - یہ بات بھی مقتضائے عقل نہین ہے کہ آپ ہزارون لاکھون چیزون کے وجود کے قائل اور خالق کے منکر۔
جو آپ خدا کو نہین مانتے تو اس عالم اور عالم کی جملہ اشیا کے وجود سے بھی انکار کیجیے کہ یہ بھی نہین ہین ایک نظری خیال ہمارے پیش نظر ہو کر عالم کی صورت مین نمایان ہو رہا ہے ورنہ فی الحقیقت کچھ نہین ہے اور ہمارا وجود بھی نہین ہے صرف ایک نظری خیال نے ہمکو توہم مین ڈال رکھا ہے۔
دہریہ - یہ کیسے ہو سکتا ہی کہ جن اجسام کو ہمارے حواس دریافت کر رہے ہین اُنکے وجود سے ہم انکار کرین
مسلمان - یہ ہو سکتا ہی کہ مخلوق کا تو آپ اقرار کرین اور خالق کا انکار۔
اگر حواس کے ادراک پر حصر ہے تو کوئی شے اور کوئی ذی روح آپ ہمکو تبلائین جسکا وجود خود بخود ہو گیا ہو۔ جس وقت آپ کسی شے کے وجود کو تسلیم کرینگے اُسکے صانع کا وجود آپکے حواس کو پہلے تسلیم کرنا پڑیگا۔
دہریہ - اگر خدا ہوتا تو اسطرح پردے مین کیون بٹھیتا جیسے اور اجسام نظر آتے ہین وہ بھی نظر آتا۔
مسلمان - قہقہہ لگا کر۔ سبحان اللہ کیا اچھی دلیل ہے کیا خدا پردے مین بیٹھا ہے اُوسکا جلوہ نظر نہ آنے سے اُسکی نفی ہو سکتی ہے۔
خدا تو خدا ہی ہے بہت سی چیزین اس عالم مین ایسی ہین کہ ہمارے حواس ظاہری اُن کو بالکل دریافت نہین کر سکتے مگر ہم ہرگز اُنکے وجود سے انکار نہین کرتے۔
علم۔ عقل۔ جہل۔ حکمت وغیرہ مین سے کسی ایک کو آج تک کسی نے نہین دیکھا اور سب ایسی چیزون کے وجود کو تسلیم کرتے ہین حتی کہ دہریے بھی اور دیکھنے کو آسمان سبکو نظر آتا ہی لیکن آج تک اسکا حال کسیکو بھی معلوم نہین ہوا کوئی اسکے وجود کا اقراری اور کوئی انکاری ہی۔
دہریہ - اچھا یہ تبلائیے کہ خدا نظر کیون نہین آتا۔

(دہریہ اور مسلمان)

دہریہ - میرے نزدیک جسکو لوگ خدا کہتے ہین ایک موہوم اور فرضی شے ہے جیسے **جن** اور **بھوت** وغیرہ کا خیال جو لوگ ایسا خیال رکھتے ہین وہ سوتے ہوئے بھی خوف زدہ ہو جاتے ہین اور جو اس خیال سے آزاد ہین وہ جانتے بھی نہین کہ بھوت اور جن کیا بلا ہے کیا ہندو اور مسلمانون کی عورتون پر بھوت اور آسیب کا اثر ہوتا ہے انگریزون کو دیکھو کہ جنگل سنسان ہین رہتے ہین کبھی آج تک کسی میم یا میم کے بچے کو بھوت یا جن چڑھتے نہین دیکھا اسکی وجہ خاص یہی ہے کہ انگریز جن اور بھوت کو ایک شے موہوم اور فرضی سمجھتے ہین اور ہندو مسلمان اُنکو مجسم فی الاصل تصور کرتے ہین ایسا ہی حال خدا کے وجود کا ہے کہ جو اُسکو واجب الوجود جانتے ہین اُس سے ڈرتے ہین ہر دم اُسکا خیال رکھتے ہین اُسی کے نام پر خیر خیرات دھرم پُن وغیرہ کرتے ہین اور جو اُسکے منکر ہین وہ بالکل بے خوف ہین اور کچھ بھی نہین کرتے -

مسلمان - دلیل اور خیالات کو تو بہت وسعت ہے اور ہر شخص کے خیالات علیحدہ علیحدہ ہین یہ خیال کوئی نیا خیال نہین ہے مذہبی گروہ (خدا کے ماننے والے) اور خدا کے منکر دنیا مین قدیم سے ہوتے آئے ہین لیکن زیادہ گروہ بنی نوع انسان کا پابند مذہب رہا ہے اور جب کسی ملک مین دہریون کی کثرت ہوگئی ہے تو اُن پر آسمانی آفت ضرور نازل ہوئی ہے خیر یہ تو تاریخی بات ہے اگر آپکے نزدیک خداوند جل و علی شانہ نعوذ باللہ کوئی چیز نہین ہے تو یہ عالم قدیم سے اسی طرح سے ہے اور آفتاب ماہتاب آسمان اور زمین غرض کہ جملہ مخلوقات اور یہ کارخانہ جسکو ہم دیکھتے ہین بالذات اپنی حالت مین قائم اور برقرار ہے اور آپ اُنکے بالذات ہونے کو تسلیم کرتے ہین -

دہریہ - بیشک یہ تمام کارخانہ (یہ عالم) قدیم اور بالذات اسی طرح سے ہے جسکو ہم معائنہ کرتے ہین اور ہر دم ہمارے پیش نظر ہے جس سے مین کیا کوئی شخص انکار نہین کر سکتا -

کہ موسیٰ نے اُس مدہوشی کی حالت مین کیا دیکھا اور پہاڑ کب اپنی جگہ پر قائم رہا لَنْ تَرَانِی جو فرمایا تھا وہ فرمانا کیسا صحیح اور صادق ہوا۔ موسیٰ جو پیغمبر اولوالعزم اور صاحب شریعت تھے اُنکی التجا اور درخواست بھی رد نہین ہوی اور چونکہ فنا موسیٰ کے جسم کو لگی ہوئی تھی ذات باری کا جلوہ نہین دیکھ سکے۔ خداوند تعالیٰ نے اپنی قدرت کا کرشمہ موسیٰ کو دکھلا دیا جس سے بخوبی ظاہر ہوگیا کہ دنیا مین خدا کا جلوہ کسیکو نہین ہوسکتا اور کوئی جسم اُسکے نور کی تاب نہین لاسکتا۔

دہریہ۔ یہ ایک خیالی توہم ہے اور خیال کو بہت وسعت ہے جس قدر آدمی خیال کو وسعت دیگا خیالات بڑھتے چلے جائینگے۔

مسلمان۔ خیالات کو بے شک وسعت ہے مگر سب خیالات باطل نہین ہوتے زمین پر اسے زیادہ آدمی خدا کے ماننے والے ہین صرف تھوڑے سے آدمی دہریہ خیال کے ہین اور دہریون کا بھی یہ خیال ہی ہے اگر آپ خیال کو باطل سمجھتے ہین تو آپکا دہریہ پنے کا خیال بھی باطل ہے۔

دہریہ۔ میرے نزدیک سب مذہب دہریہ ہین سب سے پہلے مین اسلام کو ہی دہریہ خیال کرتا ہون کیونکہ وحدت سے کثرت ہوئی ہے اور یہ کثرت اسی وحدت مین ملجائیگی کُنْتُ کَنْزاً مَخْفِیّاً آپکے یہان کی صحیح حدیث ہی جسکا ترجمہ کسی شاعر نے کیا ہی

ابھی جوش جنون نے تو میرے پاؤن نکالے ہین ۔ کیا کرتا تھا اک گوشے مین مین تنہا گذر پہلے

ہمہ اوست اور **انا الحق** آپکے مذہب کے اولیا کی زبان سے سرزد ہوا ہے۔

مسلمان۔ آپ بحث کو دور لے گئے بحث شریعت مین تھی آپ تصوف مین جا گھسے مگر ع

	این ہم اندر عاشقی بالائے غم ہائے دگر	

دہریہ۔ کیا آپ تصوف کو شریعت کے برخلاف سمجھتے ہین۔

مسلمان۔ ہرگز نہین مگر شریعت ظاہری قانون الٰہی کا نام ہے اور تصوف باطنی کا ہے جب آپ ظاہری قانون کو نہین سمجھ سکتے اور اُس مین غوطے کھاتے ہین تو رموز

مسلمان - آپ اپنے وجود اور اللہ جل وعلی شانہ کی ذات پر غور فرمائین کہ اس عالم مین کوئی وجود ایسا نہین جسکو فنا نہو سب کائنات فانی ہے اور عالم کا تغیر فنا کا اظہار ہے اور ذات باری تعالیٰ فنا سے پاک ہے پس ایسے وجود کو جسکو فنا مطلق نہین ہے ہم فانی کیسے دیکھ سکتے ہین ہم تو فانی جسم کے ناظر ہین - ہماری ایسی مثال ہے جیسے شب پرک کی کہ اسکی آنکھین ہین مگر وہ آفتاب کا جلوہ جو عالم پر پڑتا ہی ہرگز نہین دیکھ سکتی اندھی ہو جاتی ہے اسکی وجہ یہی ہے کہ وہ آفتاب کی روشنی کی تاب نہین لا سکتی صرف ستارون کی چمک کی سہار البتہ وہ کرسکتی ہے جو رات کو اسکی آنکھین روشن ہو جاتی ہین - اللہ جل جلالہ کا جلوہ ہر دم اور ہر جگہ عالم پر پڑتا ہی مگر ہم چونکہ وہ قابلیت نہین رکھتے اسسے وہ جلوہ ہمکو نظر نہین آتا -

بجہان در ہمشہ پیدائی	لیک در چشم من نمے آئی
اے کہ در ہیچ جانداری جا	بو العجب ماندہ ام کہ ہر جائی

دنیا مین کوئی جسم ایسا نہین ہے جو باری تعالیٰ کے جلوے کی تاب لا سکے کیونکہ فنا سے کوئی محفوظ نہین اللہ باقی و الکل فانی -

دہریہ - آپکے یہان موسیٰ علیہ السلام کو وہ جلوہ کوہ طور پر کیسے دکھلایا گیا حالانکہ موسیٰ علیہ السلام بھی فنا سے محفوظ نہ تھے -

مسلمان - یہ قصہ آپنے سنا ہے مگر اسپر آپنے غور نہین کیا جسوقت موسیٰ علیہ السلام نے بوجہ بشریت خداوند تعالی سے یہ عرض کیا کہ رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْكَ ای رب میرے مجکو اپنا جلوہ دکھلا جو مین تجکو دیکھون اسکے جواب مین خطاب آیا قَالَ لَنْ تَرَانِیْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرَانِیْ کہ میرا جلوہ موسیٰ تو ہرگز نہین دیکھ سکتا لیکن پہاڑ کی جانب دیکھ اگر وہ اپنی جگہ پر ٹھرا ہے تو دیکھ لیگا - فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا پس جب موسی کے رب نے جلوہ ڈالا تو اس تجلی نے پہاڑ کو توٹکڑے کر دیا اور موسیٰ بیہوش ہو کر گر پڑے اب اس سے آپ سمجھ لیجیے

بھی گناہ کے ارتکاب سے محفوظ رہسکتا ہی اور انعام کی امید پر نکوئی اور اطاعت کرتا ہے
ہر یہ سپنے کے خیال ان سب باتون سے آزاد ہین بیشک دین کی غرض یہی ہے کہ آدمی نکوکار
بنے اخلاقی اور عملی طرز مین وہ مہذب اور شایستہ ہوکر زندگی بسر کرے لیکن یہ غرض اُسی وقت
حاصل ہوگی جب وہ دل وجان سے یہ جانیگا کہ خداوند تعالی جزا اور سزا کا دینے والا ہے اور
جسکو ایک دن اُسکے حضور مین اپنے جملہ اقوال اور افعال کی جوابدہی کرنی پڑی گی جب تک یہ یقین
ہوگا آدمی کا میلان نکوئی کی جانب نہین ہوسکتا ہے۔ نیکی اور بدی بھی ہمکو وہی قانون الٰہی
تعلیم کرتا ہی اور قانون الٰہی نے ہی رواج علی العموم بالمعروف اور نہی عن المنکر کا دنیا مین
پھیلایا ہے یہ امر شرح طلب ہے مگر یہان اسکا موقع نہین۔

دہریہ۔ وحدت اور کثرت کے مسئلہ کا آپنے کچھ جواب دیا اور ہمہ اوست اور انا الحق کی آپنے کچھ تشریح نہین کی

مسلمان۔ مختصر جواب اسکا یہ ہے کہ ایک کے ہندسہ پر آپ نظر کرین کہ وہ درصل ایک
ہے اور تمام شمار کی اصلیت ایک کا عدد ہے اسکا وجود تمام اعداد مین موجود ہے تمام اعداد مین
ایک کے عدد کے موجود ہونے سے عدد واحد کی نفی نہین ہوسکتی نہ اُسکی ذات مین کوئی تغیر
ہوسکتا ہے یہی حال اللہ جل جلالہ کے وجود مطلق کا ہے کہ وہ خود تھا دوئی تک نہ تھی اور کچھ
نہ تھا پھر اُسی کی ذات سے جمیع کائنات ہوگئی لیکن اس موجودات کے ہونے سے اُسکی ذات مین
کوئی تغیر نہین ہوگیا وہ جیسے پہلے ازقدیم سے واحد تھا ویسے ہی اب واحد ہی اور واحد ہی ہیگا
اور ہمہ اوست اور انا الحق جو عاشقان الٰہی کی زبان سے نکلا وہ کمال عشق کا ہی محبوب کے
عشق مین جب عاشق بالکل محو اور مستغرق ہوجاتا ہے تو اُسکو سوائے اپنے محبوب کے کچھ نظر
نہین آتا عالم محویت مین ہمہ تن اپنے کو معشوق گمان کر لیتا ہی یہ عشق کا کمال فنا فی المعشوق
کے درجے مین اُسکو لے جاتا ہی یہ امر نہین ہے کہ اسکا اور عاشق کا وجود ایک ہوجاتا ہی بلکہ محویت
اُسکو ایسے خود کر دیتی ہی جس سے وہ یہ کہنے لگتا ہی کہ جدھر دیکھتا ہون اودھر تو ہی تو ہے۔

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی	تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

که با آسمان نیز پرداختی		تو کار زمین را نکو ساختی

باطنی تک کیسے آپکی رسائی ہوسکتی ہی

تعزیرات ہند کی دفعات مین آپکی عقل حیران ہے اور خود تعزیرات ہند کے منجانب گورنمنٹ ہونے اور نیز گورنمنٹ کے وجود مین آپکو کلام ہے تو آپ کنسرویٹیو اور لبرل کو کیا سمجھ سکتے ہین آپکی ایسی مثال ہے کہ ایک ناسمجھ بچہ حروف تہجی نہین جانتا وہ بدرچاچ کے معمون کو حل کرنا چاہتا ہے نہ اُسکو لغت سے آگاہی اور نہ صرف ونحو سے واقفیت اسٹیشن سے ٹکٹ لیا نہین اور اُس سے کوسون دور آپ پڑے ہین اور چاہتے ہین کہ مین کو دکر گاڑی مین جا گھسون اس سے آپکا سر اور تن کیسے سلامت رہیگا ذرا سا دھکا گاڑیکا آپکو فنا کر دیگا۔

دہریہ۔ پھر کیا کیا جاے۔

مسلمان۔ پہلی منزل مثل اسٹیشن کے شریعت ہے اول اسکو طے کرنا چاہیے یہی اصول ہے۔

دہریہ۔ شریعت۔ طریقت۔ حقیقت۔ معرفت سبکے بیان ہے۔

مسلمان۔ واقعی سب اسکے دعویدار ہین اور جسکی شریعت اچھی ہے اسی کی طریقت معرفت۔ حقیقت سب درست ہی ورنہ باطل ست انچہ مدعی گوید

دہریہ۔ مین تو یہ جانتا ہون کہ اصول مذہب یہ ہے اور تمام عالم کا اسپر قدیم سے اتفاق ہے کہ نیکی کرو اور بدی سے بچو سب آدمیون کو اپنا بھائی سمجھو جہانتک بس چلے بلا خیال قوم اور مذہب کے اُنکے ساتھ نکوئی اور احسان کرو شب و روز امر بالمعروف مین مصروف اور نہی عن المنکر سے محفوظ رہو یہی سب مذاہب کا منشا ہے۔

مسلمان۔ یہ اصول ہرگز نہین حسین عمل ہی جسکو اپنے اصول خیال کر رکھا ہی اصول عقائد کا نام ہے اور حُسین عمل عبادت اور اطاعت ہی بدون عقیدے کے عبادت کلی فائدہ نہ دیگی عقیدے کا درست کرنا مقدم ہے۔ خدا کے وجود کو تسلیم کرنا۔ اسکے قانون کو دریافت کرکے اُس کو بالیقین منجانب اللہ سمجھنا مذہب کا اصول ہی اور یہ فروعات۔ پہلا طبعی دوسرا عملی طرح ہے حُسنِ عمل وہی کریگا جو باری تعالی اور اُسکے احکام کو تسلیم کرتا ہوگا خوف کی حالت مین

کام نہین دیگی مگر جسکے لیے وہ حکم دے۔
دھریہ۔ یہ بے شک رہت ہے اور ایسی سفارش کرنے مین کوئی موقع اعتراض کا نہین ہے
ان دونون صاحب کی گفتگو سے ظاہر ہوگیا کہ مذہبی خیال مین ہر دو صاحب مبتلا تھے۔

وہ چار مذہب جو زمین کے اکثر حصون مین شائع ہین۔

یہود۔ نصاریٰ۔ مسلمان۔ مشرک ہین۔

عیسائی مذہب یہود سے اور اسلام ان دونون سے بہت ملتا ہے۔
مشرکین کا مذہب ان تینون سے بالکل علیحدہ اور مختلف ہے اور جسقدر اختلاف اور کثرت فرقون کی اس مذہب مین ہے کسی مین نہین۔
انھون نے اپنے معبودون کی تعداد پوجاریوں سے بھی زیادہ مقرر کر رکھی ہے جسکا حصر نہین ہمیشہ اسمین افزایش کی جاتی اور معبودون کی تعداد بڑھائی جاتی ہے۔
یہ اپنی مذہبی کتابون اور پستکون سے بھی واقفیت نہین رکھتے رسم و رواج اور آبائی تقلید انکا مذہب ہے۔
اوپر کے تینون مذہبون کی مطابقت اُنکی صداقت کا بہت ہی بڑا ثبوت ہے۔
جن جن باتون مین یہ تینون مذہب متفق ہین اُنکو ہم ذیل مین درج کرتے ہین۔ مذہبی اتفاق

(۱) خدا واجب الوجود ہے۔
(۲) پیغمبر اور انبیا اُسکے رسول اور نبی ہین۔
(۳) آسمانی کتابین خدا کا کلام اور منزل من اللہ ہین جو رسولون پر نازل ہوئی ہین۔
(۴) قیامت آنے والی اور اعمال کی پرسش یقینی ہے۔
(۵) سوائے خدا کے کوئی عبادت کے لائق نہین۔
(۶) خدا کی عبادت فرض ہے۔
(۷) زمین کی ایک جگہ خداوند تعالی نے قبول فرما کر اسکو زیارت گاہ قرار دیا ہے۔

دہریہ- مہربانی فرماکر یہ تو فرمائیے کہ آپکے یہان شفاعت کا مسئلہ مثل عیسائیون کے کیسا ہے
مسلمان- فارسی مین گلستان آپکی نظر سے گذری ہوگی پہلے باب کی پہلی حکایت غالباً آپکو یاد ہوگی
دہریہ- کیون نہین "بادشاہے بکشتن اسیری فرمان داد"۔
مسلمان- شفاعت کا عقیدہ تو سبکے یہان ہے اہل شرک دیوتاؤن کو اور دیگر اہل کتاب پیغمبرون اور نبیون کو اپنا شفیع گمان کرتے ہین-
عیسائی- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت یہ گمان اور عقیدہ رکھتے ہین کہ وہ کفارہ سبکے گناہون کا ہوگئے اور تین دن تک اپنے پیروون کے گناہونکے معاوضے کے لیے دوزخ مین رہے مگر مسلمانون کا ایسا خیال نہین ہے وہ اس حکایت کی مطابق اپنے نبی اور جملہ انبیا کو اپنا شفیع سمجھتے ہین اس قیدی کی حکایت پر آپ نظر ڈالیے کہ قیدی حکم قتل کا سنتے ہی بادشاہ کو گالیان دینے لگا اس حالت مین وہ زیادہ مجرم اور مستوجب سزا کا تھا لیکن بادشاہ کو اُسکی گالیان سنکر بجاے غضب کے رحم آگیا اور چونکہ داب شاہی کا خیال تھا اس لیے وزیر روز شناس سے فرمایا "کہ چہ میگوید" اس "چہ میگوید" کے ارشاد کو وہ وزیر دور اندیش فوراً سمجھ گیا کہ یہ ترحم شاہانہ ہے اور بادشاہ کو اُسکی جان بخشی منظور ہے جو ہم سے دریافت کرتا ہے کہ "چہ میگوید" حالانکہ وہ رُو در رُو بادشاہ کو بُرا بھلا کہا ہے جسکو بادشاہ سنتا اور جانتا ہے-
یہ سمجھ کر وزیر باتدبیر نے عرض کیا کہ اے خداوند ہمی گوید وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ کہ خداوند یہ تو یہ کہ رہا ہے کہ وہ بھی تو آدمی ہی ہین جو غصہ کو مارتے اور لوگونکو معاف کرتے ہین بادشاہ معافی کا ذریعہ چاہتا تھا اُسکے قتل سے درگذرا-
دوسرا وزیر جو اس رمز شاہی سے بےخبر تھا اُسکے مخالف ہوکر معتوب ہوا-
پس ایسی ہی شفاعت جیسی کہ اُس وزیر نے کی ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوگی اور اسمین کوئی دخل یا اختیار متصور نہین ہوسکتا ہے قرآن مین کئی جگہ ارشاد ہی وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ کہ خداوند تعالے کے حضور مین کسیکی شفاعت

یہودی - عیسائی - اہل اسلام - مشرکین ان چار مذہبوں
دیکھنا چاہیے کہ خدائی مذہب کونسا ہے اور ہم کس معیار سے حق و باطل کی تمیز
کرسکتے ہین وہ آلہ ہمارے پاس کیا ہے کیونکہ ہر ایک کو دعوی اپنے اپنے مذہب کی حقیت کا ہے
ہر آدمی کے جسم مین خداوند تعالی نے دو چراغ رکھے ہین یا یہ کہو کہ جس ذات پر لقب انسان
کا بولا جاتا ہے ایک عقل اور دو آنکھین رکھتا ہے ظاہری اجسام کے دیکھنے کے واسطے
آنکھین اور انکی ماہیت دریافت کرنے کو عقل ہے -

ہر چیز کی کیفیت اور حقیقت جو کچھ ہمکو دریافت ہوتی ہے وہ انھین دو ذریعون سے معلوم ہوتی ہے
یہ دونون چراغ اسی واسطے ہمکو قادر مطلق نے عطا کئے ہین کہ ہم انکے ذریعے سے تاریک اور روشن
چیز کو دیکھین پردہ کی بات سے جسکو ہماری آنکھین نہین دیکھ سکتین واقف ہون اپنے جسمانی و روحانی
زندگی کی جست و جو کرین نیک و بد کی امتیاز ہمکو حاصل ہو ہر ایک شئے کو اچھی طرح سے جانچین اور پرکھین
سو غور کرنا چاہیے کہ دنیا مین وہ کیا چیز ہے جسکو ہماری دونون آنکھین اور عقل پرکھ کر ہمکو
یہ تبلا دین کہ یہ مذہب حق ہے اور یہ باطل -

لیکن اس سے کسی فرد بشر کو انکار نہین ہوسکتا کہ جسکو ہم مذہب یا دھرم کہتے ہین وہ ایک قانون الہی ہے
مشرکین نے گو معبودون کی تعداد حد سے زیادہ اور یہودی اور عیسائیون نے کم اور مسلمانون
نے صرف ایک ہی ذات پر حصر کیا ہے مگر سبکے نزدیک مالک اور خالق کل کائنات کا ایک ہی ہے
یہ مسئلہ ایسا مسلم ہے کہ جسمین کسی کو کوئی عذر نہین ہے -

جس ذات نے یہودیون کو بنایا اوسی نے عیسائیون کو جسکے بندے مسلمان ہین اوسی کی
مخلوق مشرکین ہین خواہ کوئی ایک نام لے یا دو اور تین نام سے یا ہزار لاکھ اور کرور سے
پکارے مفہوم ہر ایک کا ایک ہی ذات ہے -

یہ جسقدر مخلوقات اور دنیا کی کل کائنات ہے سب کا وہی خالق اور کرتار ہے اور زمین
و آسمان و ما فیہا اسکی رحمت اور قدرت کاملہ کا ظہورہ ہے -

(۸) ملائک کے وجود مین اشتباہ نہین اور توریت ۔ زبور مین بے شک تحریف کی گئی ہے ۔

جن اصول مین اختلاف ہے اُنکو دیکھو ۔

(۱) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے مسلمان قائل و عیسائی ۔ یہودی منکر ہین ۔

(۲) عیسیٰ علیہ السلام کو عیسائی پیغمبر نہین مانتے خُدا کا بیٹا کہتے ہین مسلمان اُنکو پیغمبر اولوالعزم تسلیم کرتے ہین یہودی اُنکو بالکل نہین مانتے ۔

(۳) موسیٰ علیہ السلام کو ہرسہ مذہب پیغمبر برحق جانتے ہین اور کتاب توریت جو اُنپر نازل ہوئی اسکو آسمانی کتاب اور مُنزل من اللہ سمجھتے ہین مگر یہودی موسیٰ پر نبوت کا خاتمہ کرتے ہین ۔

(۴) یہودی توریت کو عیسائی توریت زبور انجیل کو اور مسلمان انکے سوا قرآن کو بھی آسمانی کتاب اور خُدا کا فرمان جانتے ہین ۔

(۵) یہودیون کا توریت پر عیسائیون کا زبور ۔ توریت انجیل پر اور مسلمانون کا صرف قرآن پر عمل ہے ۔

(۶) یہودی ۔ عیسائی بیت المقدس کو اور مسلمان بیت المقدس کے علاوہ خانۂ کعبہ کو بھی اپنا زیارتگاہ سمجھتے ہین مگر مسلمان بیت المقدس کی جانب رخ کر کے نماز نہین پڑھتے ۔

(۷) طریق عبادت ہرسہ مذہب کا مختلف ہے ۔

(۸) یہودی ۔ مسلمان ختنہ کراتے ہین عیسائی نہین کراتے ۔

(۹) یہودی عزیر علیہ السلام کو عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے ہین مسلمان ان دونون کو نبی اور پیغمبر مانتے ہین ۔

(۱۰) یہودی اور عیسائیونکے نزدیک پیغمبر معصوم نہین اور مسلمان سب انبیا کی عصمت کے قائل ہین ۔

(۱۱) یہودی ۔ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مصلوب ہونے کے قائل ہین اہل اسلام کہتے ہین کہ ایک یہودی کو خداوند تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کے مشابہ کر دیا اور یہودیون نے اُسکو حضرت عیسیٰ سمجھکر سولی پر چڑھادیا اور مسیح علیہ السلام کو آسمان پر اُٹھا لیا گیا ۔

کوئی نہین بنا سکا اور نہ اسکا کسی سے دعوی ہو سکا۔
واقعی جو خدا کا کام ہے اُسکو کوئی نہین کرسکتا کسی جاندار کا بنانا اور پیدا کرنا تو بڑی بات
ہے کوئی فطرتی اثر بھی کسی مین سے کوئی رفع نہین کرسکتا اور نہ بڑھا سکتا ہے۔
ہاتھی کیسا عظیم الجثہ قوی جانور ہے اونٹ کو دیکھو کس شکل و وضع کا ہے اور کس قدر
زور رکھتا ہے اب شیر پر نظر کرو کہ وہ بہاڑی کتے سے زیادہ نہین ہوتا۔
ان تینون جانورون مین قدرت نے جو اثر رکھا ہے وہ نہایت ہی حیرت انگیز اور تعجب
خیز ہے ایسے گران ڈیل جیسے کہ ہاتھی اور اونٹ ہین غور کرو کہ آدمی کی ان کے روبرو
کیا حقیقت ہے۔
قیاس نہین چاہتا کہ ایسے زور اور ہیبت ناک جانور اس طرح آدمی کے بس مین رہین
کہ وہ انکو اپنی باربرداری اور سواری مین لیے پھرتا ہے۔
اونٹ کو ہم دیکھتے ہین کہ شیر سے بدرجہا بڑا اور قوی ہے اور دانت بھی اس کے شیر کے
دانتون سے زیادہ تیز اور محکم ہین بھاگ دوڑ مین وہ اس سے کہین زیادہ ہے اور جب
بدی پر آتا ہے تو کیسے ہی شہسوار کو چپا ڈالتا ہے مگر پھر ایسا غریب ہے کہ ایک آٹھ نو برس
کا بچہ ایک قطار کی قطار کو پکڑے ہوے جہان چاہے لیجاتا ہے ڈرپوک اتنا کہ ادنی جانور کو
دیکھکر بھڑک جاتا ہے۔

فطرتی اثر

پس قدرت نے اسکو شیر کا سا دل نہین دیا اور بقدر ضرورت سمجھ دی ہے جسکے باعث وہ آدمی
کے قابو مین رہتا ہے اور یہ فطرتی اثر اس سے کسی طرح سے رفع نہین ہوسکتا۔
ہاتھی کو اونٹ سے زیادہ قوی ہیکل اور ذی شعور بنایا اور دانت بھی گز گز ڈیڑھ ڈیڑھ گز کے
لانبے اسکو دیے عقلمند بھی جانورون مین اعلی درجہ کا ہے اونٹ کو تو ناک بیدھ کر قابو مین
کرتے ہین اور نکیل ڈالکر جہان چاہتے ہین لیے پھرتے ہین یہان نہ کوئی موقع لگام دینے کا
ہے نہ ناک چھیدنے کا اور نہ گلے مین رسی ڈالنے کا لیکن ہاتھی سے قوی جانور کو یہ خاک کا

پس جس حالت مین ہندو مسلمان - یہودی عیسائی مجوس سب کا ایک ہی خالق اور مالک ہے تو اُسکا قانون بھی ایک ہی ہونا چاہیے اور وہ مذہبی قانون خدائی قانون سے بالکل مطابق ہونا واجب ہے -

اس لیے جو مذہب خدائی قانون سے مطابقت رکھتا ہو وہی خدائی مذہب ہے [illegible] محض باطل اور لوگون کی مَن گھڑت ہے جسکو جاہلون نے اختیار کر لیا اور اُسکا یہ رواج تقلید آبائی کے سبب سے دنیا مین ہو گیا -

جبکہ سب کا یہ عقیدہ ہے کہ مذہب خدا کی جانب سے ہے تو خدائی مذہب کے ایسے ایسے نشانات اور علامات ہونی چاہیین جنکو ہر کوئی دیکھ سکے اور ہر جگہ اور ہر شے اور جملہ مخلوقات مین وہ نشان ظاہر اور باہر ہون -

دیکھنا چاہیے کہ وہ قانون الٰہی جس سے کسی فرقے کے آدمی کو انکار نہین ہو سکتا دنیا مین کیا ہے وہ قانون الٰہی جو ہر دم اور ہر لحظہ ہمارے پیش نظر ہے - **فطرت** ہے جس سے کوئی شے اور کوئی مخلوق خالی نہین اور اس فطرت کو ہماری آنکھین ہماری عقل ہر جگہ ہر دم دیکھ سکتی اور دریافت کر سکتی ہے -

فطرت کیا چیز ہے ! وہ ایک قدرتی اور خلقی اثر ہے جسپر قدرت نے مخلوقات کو بنایا ہے اور وہ اثر اُس شے اور مخلوق سے کسی حالت اور کسی وقت مین زائل نہین ہو سکتا ادنیٰ سے اعلیٰ تک جس چیز پر نظر کرو وہ اثر ہر ایک مین ہمکو نظر آتا ہے -

اس فطرت ہی کا نام طبعی خاصہ ہے اور اسی کے لیے علم طبعی ایجاد ہوا ہے اور یہی قدرتی اثر اور قانون الٰہی ہے جو بر ملا شہادت دے رہا ہے کہ ضرور کوئی خالق ہے جسنے یہ صنعت گری اور مصوری کی ہے جو کسی سے نہین ہو سکتی -

بڑے بڑے فلسفی اور صناع دنیا مین ہو گزرے اور اسوقت مین بھی موجود ہین جنھون نے اپنی حکمت اور صناعی سے بڑی بڑی ایجادین بنا کر ایک عالم کو حیرت مین ڈالدیا مگر ایک بھی

ہمارے پیش نظر ہے اور خود ہمارے ہر ایک عضو سے اُسکا اعلان ہو رہا ہے تو یہ فطرت کے اصول کے خلاف ہے کہ انسان جسکو اشرف المخلوقات جمیع کائنات مین ہم دیکھتے ہین اور نفس ناطقہ اسی کو عنایت کیا گیا ہے اور جو اس عالم کی چیز ہے وہ سب اسکے فائدے اور اسکے آرام کے لیے بنائی گئی ہے ۔

جسم کے پرورش اور طاقت کے لیے تو یہ کچھہ کارخانہ بنایا گیا ہے روحی سامان کچھ نہین کیا گیا کھاؤ ۔ پیو ۔ مزے کرو جب موت آئے چلدو مذہب ملت سے کچھ غرض نہین سب خیالی ڈھکوسلے ہین ۔

جو شخص فطرت کے اصول کو جانتا اور سمجھتا ہے وہ کبھی ایسے آدمی کو انسان نہین خیال کریگا اور ایسے خیال کا آدمی در اصل حیوان مطلق سے کم نہین اور ایسے لوگون سے ہمارا روے سخن بھی نہین نہ وہ قابل گفتگو ہین اور نہ لائق ذکر

جس قادر مطلق نے آدمی کی پرورش کے لیے زمین سے صدہا قسم کے غلے ہزارون قسم کے میوے لاکھون قسم کی ترکاریان قسم قسم کے دودھ طرح طرح کی سواریان ہزارون لاکھون طرح کی پوشاکین اور زیور بنائے اسنے روح کے تزکیہ اور صفائی کے لیے کچھ نہین کیا جو واقعی اصل الاصول ہے اور انسان اُسی سے مراد ہو ورنہ یہ جسم خاکی اُسکا مرکب ہے سو مرکب کی پرورش کے لیے تو دنیا بھر کا سامان اور شہسوار کے لیے کچھ بھی نہین یہ محض خبط اور بے ربط بات ہے جو کسی طرح سے دل کو نہین لگتی ۔

ہر ایک قدرتی شے اپنا ناظر رکھتی ہے اور کوئی شے ہمکو ایسی نظر نہین آتی جو اُس قاعدے سے جسپر وہ بنی ہے تجاوز کرے پھر کیسے سمجھا جاے کہ روحی اصلاح کے لیے کوئی قانون نہین ہے بے شک اور بہت ضرور روح کے لیے قدرتی قانون ہے اور خداوند تعالے نے جو بہت تھوڑی مدت انسان کے دنیا مین رکھنے کی مقرر فرمائی ہے اسکی ضرور کوئی وجہ خاص ہے ۔

اس لیے کہ یہ عالم مکان اور انسان مکین ہے مکان کو تو اس قدر قرار کہ ہزارون لاکھون

پتلا جس کل چاہتا ہے بٹھلاتا ہے اسکو بھی وہ دل نہین دیا گیا جو شیر کو عطا کیا گیا ہے۔
شیر ایک چھوٹا سا جانور جو نہ ہاتھی سے بڑے اور نہ اُس سے زیادہ کسی عظیم الجثہ کا خوف کرے
نہایت نڈر اور بے خوف و خطر ہر ایک پر فوراً حملہ کرتا ہے حالانکہ نہ اوسکا جسم ایسا بڑا ہے
نہ ہاتھی اور اونٹ سے زیادہ زور اور قوت رکھتا ہے صرف قدرت نے اُسکا دل ایسا کیا
اور جانورون مین سب سے زیادہ قوی بنایا ہے۔
پس اسی کا نام فطرت اور اسی کا نام قدرتی اثر ہے اور یہ اثر ہر ایک نباتات۔ حیوانات
جمادات مین اس افراط کے ساتھ ہے جسکی انتہا نہین جس جانور جس درخت جس شے قدرتی
پر نظر کرو صدہا ہزارہا اُن مین قدرتی اثر نظر آئینگے۔

برگِ درختانِ سبز در نظرِ ہوشیار ہر ورقے دفتریست معرفتِ کردگار

آدمی کی صنعت کا یہ حال ہے کہ ایک کل جو آدمی کی ایجاد ہے اُس سے ایک غرض حاصل
ہوتی ہے اور اُس مین صدہا ہزارہا پرزے لگے ہوتے ہین جنکا شمار بھی کرنے کرتے آدمی
تھک جائے قدرتی اثر دیکھو کہ ایک عضو ہے اور اس سے صدہا فوائد ہزارون غرضین حاصل
ہاتھ۔ پاؤن۔ ناک۔ کان۔ آنکھ۔ مونھ کو دیکھو کہ کسقدر مطالب انسے حاصل ہوتے ہین۔
بدون وجود ذات باری خود بخود ایسی صورتین یہ سیرتین ہرگز نہین ہوسکتین
اگر خدا نہوتا اور مادون اور ذرّون کے اثر اور اُنکی ملاوٹ سے یہ مخلوق بنی ہوتی تو
ابتک آدمی جیسے دانا اور عقیل نے کیا سے کیا کر دیا ہوتا مگر قدرت سے وہ نہایت
ہی مجبور اور لاچار ہے۔ بڑے بڑے دانا اور بیدار مغز حکیم اس تختۂ زمین پر ہوگذرے سبکے
سب قدرت کے سامنے دم بخود رہگئے اور بعجز دست بسر ہونے کے اُنسے کچھ بھی نہین بن پڑا
اور یہی اُنھون نے اقرار کیا۔

عالم ترا عجز نے دکھایا	سبحانک یا اِلٰہ عالم

جب یہ معلوم ہوگیا کہ فطرت قدرتی اثر ہے اور یہ خاصہ جمیع مخلوقات مین موجود ہے جو ہر دم

رہتی ہے وجود قائم رہتا ہے جسوقت وہ قوت سلب ہو گئی وجود فنا ہو جاتا ہے اور سب
ذرے خاک مین ملجاتے ہین جو کچھ آرام اور تکلیف ہے وہ اسی عالم مین ہمارے لیے ہے
مرے پیچھے کچھ نہین ایسا خیال کرنے سے انسان بےخوف ہو جائیگا اور اپنی زندگی کے
آرام اور فوائد کی خاطر نہ کسی کے قتل کو گناہ سمجھیگا اور نہ دوسرون کا مال غصب کرنیسے
درگذر کریگا اور نہ کسی کے ساتھ سلوک اور احسان کو اپنے نزدیک مفید گمان کرسکتا ہے
جہانتک اُس سے اس مطلق العنانی مین ممکن ہوگا دغابازی - بے ایمانی - ظلم - غارتگری -
چوری - ریاکاری سے اپنی اغراض کے پورا کرنے مین سعی بلیغ کریگا اور ایسا کرتے ہوئے
اُسکو کوئی خوف کسی قسم کا نہین ہوگا -

دنیا کا مدار مذہب ہے

اگر سب آدمی روے زمین کے مذہبی خیال ترک کردین تو ایک دم بھی یہ کارخانہ دنیا
کا قائم نہین رہسکتا ہے تمام دنیا مین فتنہ اور فساد کی آگ بھڑک اُٹھے امن و آسایش
جس سے دنیوی کام چل رہے ہین نام کو بھی نرہے -

اور جب یہ سمجھا گیا کہ کوئی ہمارا مالک اور خالق ایسا ہے جو ہمارے اعمال و اقوال کو ذرہ
ذرہ ہردم دیکھتا ہے اور وہ ہم سے ہر ایک امر کا مواخذہ کرنے والا ہے اور ہم کو اُسکے روبرو
ہر ایک بات کی جوابدہی کرنی پڑیگی اور اُسکے احکام کے خلاف عمل کرنے مین ہمکو سخت
سزا ملیگی تو آدمی اپنی زندگی کو فضول نہین خیال کرینگے -

خوش معاملگی اور ایمانداری کا برتاؤ رکھینگے راستی - فروتنی - رحم - ہمدردی اور احسان
کرنے کو سرمایہ اپنی نجات کا جانینگے -

اس سے دنیا مین خلقت کو آرام ملیگا فتنہ اور فساد نہین ہوگا نظام عالم نہایت خوبی
کے ساتھ قائم اور برقرار رہیگا -

مذہبی ضرورت

اگر یہ خیال کیا جاے کہ قانون سلطنت واسطے انسداد قتل - چوری - غارتگری - دغا و
فریب کے کافی ہے اور اُسی سے دنیا مین یہ انتظام پھیلا ہوا ہے تو یہ خیال محض باطل ہے

برس سے ایسا ہی قائم اور برقرار اور جسکے واسطے یہ عالم بنایا ہے اسکو کچھ بھی قرار نہین
اسکی وجہ خاص یہی ہے کہ اس دنیا مین انسان کو محض آزمایش اور روحی اصلاح کے لیے
بھیجا جاتا ہے کہ اس دار فانی مین چند روز رہکر وہ اپنی روح کی اصلاح کرے اور اپنے مالک
اور خالق کو یہان کے خدشات اور تعلقات مین نہ بھولے۔

جو لوگ مذہب سے آزاد اور مذہبی خیالات سے اپنے کو علیحدہ سمجھتے ہین وہ قانون فطرت
پر غور کرین تو اُنکو معلوم ہو جائیگا کہ روح کی درستی اور اصلاح کے لیے مذہبی پابندی نہایت
اہم اور مہتم بالشان امر ہے اور خاص فطرت کا اقتضا ہے۔

مذہب کے لیے تین امر بحث طلب اور قابل غور ہین۔

(۱) یہ کہ انسان کے لیے مذہبی پابندی ضروری ہے یا نہین

(۲) یہ کہ اگر مذہبی خیال درست اور صحیح ہے تو روے زمین پر کونسا مذہب حق ہے جسکی
پابندی کرنے سے انسان کو اپنی نجات کا کُلّی یقین ہو جاے

(۳) یہ کہ ہمارے پاس وہ کیا ذریعہ ہے جس سے ہم بآسانی دریافت کر سکین
کہ یہ مذہب حق ہے۔

ہم انھین تین امر کی بحث کرنا چاہتے ہین۔

امر اوّل - اگرچہ اوپر تحریر ہو چکا ہے کہ مذہب روح کی شایستگی اور اصلاح کے لیے
ہے لیکن یہان اُسکی کسی قدر وضاحت کیے دیتے ہین۔

بہ نظر غور تعصب اور جہالت سے آزاد ہو کر جو قانون قدرت (فطرت) پر نظر ڈالی
جاتی ہے تو مذہب کی پابندی ہر ایک فرد بشر کے لیے نہایت ہی ضروری ہے کیونکہ
انتظام عالم اُسی پر منحصر ہے۔

اگر آدمی مذہب سے برطرف ہو کر یہ عقیدہ رکھینگے کہ کوئی ہمارا مالک نہین ہے اور نہ ہمارے
لیے جزا و سزا ہے ہر ایک جاندار اور ذی روح مین از خود ایک قوت ہے اور وہ قوت جب تک

دیکھو خدا کا فعل یہ ہے کہ اُسنے تمام دنیا کو ایک خاص قاعدے کی موافق بنایا اور اسکا حکم مذہب ہی اگر دونون مین اختلاف ہوگا تو ذات باری تعالی پر الزام عائد ہوتا ہی جو محال ہے لہذا وہی مذہب حق ہے جو فطرت سے ملتا ہی اور وہی قدرتی اور خدائی مذہب ہے جو انسان کی اصلاح کے لیے عنایت ہوا ہے وہی اسکی تہذیب اور نجات کا باعث ہے اور وہی اُسکی حیات جاودانی کا سبب۔

اُسی کے اصول سنجیدہ اور اُسی کے فروع پسندیدہ ہین جسقدر اُسکی اشاعت روے زمین پر ہوگی اُسی قدر شایستگی۔ تہذیب۔ ہمدردی۔ حیا۔ عفت۔ عدالت اور دیانت سے دنیا کا انتظام ترقی پذیر ہوگا۔

بہت کم لوگ دنیا مین ایسے ہین جو مذہبی خیال سے آزاد اور اُسکو خیالی ڈھکوسلا سمجھتے ہین اور ایسے خیالات کے آدمی فی زمانہ مہذب خطۂ یوروپ اور امریکہ مین اکثر ہین۔

اسمین شک نہین کہ جیسا مذہبی معاملہ پیچیدہ ہی ایسا کوئی معاملہ دنیا کا پیچیدہ اور اُلجھا ہوا نہین ہے جو لوگ اہلِ کتاب ہین وہ بُت پرستون آتش پرستون اور دیگر مشرکین کے مذہب کو نہایت نفرت بھری نگاہ سے دیکھتے ہین اور اُنکو قابلِ خطاب نہین سمجھتے۔

ہمارے ہندوستان کے اہل ہنود اہلِ کتاب کے ہاتھ کا پانی تک نہین پیتے اور اُنکو ملیچھ خیال کرتے ہین وہ کیا چیز ہے جس سے اہل کتاب اہل ہنود سے متنفر اور اہل ہنود اہل کتاب سے وحشت ناک ہین وہ خاص مذہبی خیال ہے جسنے بنی نوع انسان مین یہ تفرقہ ڈالا ہے ورنہ یہ سب جانتے اور سمجھتے ہین کہ ہم سب ایک باپ کے بیٹے ہین۔

اہل کتاب کا مذہب اُنکو مواکلت اور مناکحت کی اجازت دیتا ہی مگر پھر بھی اسکا رواج نہین رسم کی پابندی مذہب پر بھی غالب ہی۔

سب سے زیادہ خراب حالت مشرکین اور مجوس کی ہے کہ وہ اپنی مذہبی حقیقت پر مطلق غور نہین کرتے رسم و رواج اور آبائی تقلید کی پابندی مین جکڑے ہوئے ہین کہ جس طریقے پر

اول تو ہر جگہ اور ہر شخص کی نگرانی شاہی قانون نہین کرسکتا صدہا ہزارہا موقع ایسے
ہین جہان سرکاری ضابطہ کچھ بھی نہین کرسکتا۔
دوم جب وضعان قانون مذہب سے آزاد ہونگے تو وہ بھی اغراض سلطنت کو مقدم رکھینگے
انسداد جرائم کی جانب کیون راغب ہونگے انکو جو یہ جد و جہد جرائم کی نسبت ہے وہ بھی اسی
مذہبی خیال کا باعث ہی اور چوری۔ قتل۔ ٹھگی۔ ڈکیتی وغیرہ کو جرم بھی ہمکو مذہب نے بتلایا ہی
اور مذہبی قانون نے ہی ہمکو طریق تمدن اور آئین سلطنت کی تعلیم دی ہے۔
جیسا آدمی کی زندگی قائم رکھنے کے لیے غذا کی ضرورت ہی کہ بدون غذا کے آدمی زندہ
نہین رہسکتا اور سب جاندار غذا کے محتاج ہین اسی کے باعث کوئی امیر اور کوئی فقیر کوئی
بادشاہ اور کوئی غلام کہلاتا ہی۔
ایک تخت جواہر نگار پر تاج مرصع بر سر نشستہ دوسرا اُسکے روبرو دست بستہ کمر بستہ۔
یہ وہی غرض ہے جو انسان کو مجبور کر رہی ہے ورنہ یہ آزادی پسند انسان ہرگز کسیکا
فرمان بردار نہوتا اور کسی بادشاہ کے سامنے بھی سر نہ جھکاتا مگر پیٹ کی آگ نے اسکو نہایت
عاجز اور ناچار کر رکھا ہی کہ نہ اسکو اپنی شرافت کا خیال ہی اور نہ کسی قسم کی ندامت کا ملال۔
وہ وہ ناشایستہ اور بے شرمی کے کام اس سے سرزد ہوتے ہین کہ جسکی نظیر نہین۔
اسی طرح حیات جاودانی اور روح کی تازگی کے لیے مذہبی ضرورت ہے وہ جسمی غذا ہی تو یہ روحی غذا۔
انھین دونون چیزون پر تمام دنیا کے انتظام کا انحصار ہی۔
اس سے بخوبی ثابت ہوا کہ انسان کے لیے مذہبی پابندی نہایت ضروری ہی وہو المراد۔

کونسا مذہب حق ہے

امر دوم ۔ پر نظر کرو کہ دنیا کے تمام مذاہب مین کونسا مذہب حق ہے۔
اگرچہ بادی النظر مین اس سوال کا جواب نہایت مشکل اور پیچیدہ معلوم ہوتا ہی مگر تھوڑی سی
غور کرنے سے دریافت ہو جائیگا کہ مذہب حق وہی ہے جسکے اصول قانون الٰہی
(فطرت) سے ملتے جلتے ہین کیونکہ خدا کے افعال و احکام مین فرق نہین ہوسکتا۔

جہان خواہ کیسے ہی اعمال نیک کرین اور اوپر کی اُجلی ذاتین کتنی ہی بدی کرین پھر بھی
یہ اعلیٰ درجے مین اور وہ نیچے کے درجے مین رہینگے اور برہمن گو کیسا ہی ظالم۔حرام کار
ور زمانے بھر کا بداعمال ہو ہر حال مین بے پوچھے بہشتی ہی اُس سے کوئی مواخذہ کسی قسم کا نہین ہوگا
کوئی مشرک خواہ بت پرستی کرے یا نہ کرے جب تک وہ کسی غیر قوم کے ساتھ کھانے پینے
سے محترز ہے ہندو دھرم ہے اور خواہ عقائد مین وہ ہندو دھرم کا پابند ہو اور کسی غیر قوم
کے ساتھ جہان اُسنے کھانا کھایا دھرم سے باہر ہوا۔
طرفہ یہ ہے کہ برہمن چھتری کے ساتھ اور چھتری بیس کے ہمراہ کھانا نہین کھاسکتا اور شُدر
کو تو اپنے شامل کیون کھلانے لگے ہین اور نہ شدر باہم کھاسکتے ہین جس حالت مین یہ سب
ایک دھرم رکھتے ہین تو پھر کھانے پینے مین یہ پرہیز حیرت انگیز ہے۔
اہلِ ہنود کے اقوال اور اُنکے افعال مذہبی سب اسی قسم کے ہین جنکے دیکھنے اور سُننے سے
نہایت تعجب ہوتا ہے۔
اہل بصیرت آگاہ ہین کہ یہ دھرم اس ملک مین برہمنون کا ایجاد ہے جنھون نے اپنے فوائد
اور اغراض نفسانی کی غرض سے یہ مذہب وضع کیا ہے اور ہر ایک عبادت اور ہر کام مین
اپنا فائدہ مدنظر رکھا ہے۔ایک اپنے لیے تو یہ افتخار اقتدار غیر محدود کہ برہمن جو چاہے
سو کرے کسی نوع قابل گرفت نہین اور دیگر قومین برہمن کے سوا کسی حالت مین اُس
درجے کو نہین پہونچ سکتین۔
جیسا اپنے ہم مذہبونکو مذہبی قاعدے سے برہمنون نے ذلیل وخوار کیا ہی اُسکی نظیر بھی کسی مذہب مین نہین ملتی
بھنگی۔چمار۔ٹھوری۔بھیل۔باوری۔سانسی۔کنجر وغیرہ خاص
اُنکے مذہبی بھائی ہین مگر کوئی برہمن۔چھتری۔بیس اُنسے اپنا پلا تک نہین بھڑاتا۔

ہندو دھرم

ایک زمانہ ہندوستان کا ایسا بسر ہوا کہ جسمین علم نام کو نہین تھا اور سب آدمی محض جاہل

آریہ کی

اُنکے باپ دادا چلے آئے ہین اُنھین کے قدمون پر یہ دوڑتے ہین اور مطلق غور نہین کرتے کہ وہ گمراہ تھے یا رو براہ وہ عالم تھے یا جاہل محقق تھے یا مُقلد۔

اس دھرم کے لوگ اپنے عقیدے پر ایسے مطمئن اور بے فکر ہین کہ مطلق پروا نہین کرتے اور بُت پرستی مردم پرستی آتش پرستی نباتات پرستی حیوانات پرستی کہان تک شمار کی جاے جملہ مخلوقات پرستی رات دن کرتے ہین اور آنکھ اُٹھا کر نہین دیکھتے کہ یہ کیا واہیات ہے۔

مشرکین کا مذہب

جنکا نام جپتے اور جن اشیا کو پوجتے ہین اُنکو اچھی طرح سے جانتے ہین کہ یہ آدمی تھے اور یہ اشیا مخلوقات ہین جو آدمی کے لیے بنائی گئی ہین پھر بھی اُنکو معبود اور اصلی مقصود سمجھتے ہین حالانکہ جنکی وہ پرستش کرتے اور جنکا نام ہر دم جپتے ہین کوئی فرمان یا دستاویز مذہبی اُنکی عبادت کرنے کی اُنکے پاس نہین اور نہ عبادت کا طریقہ مختص ہے کوئی مہادیو جی کی اور کوئی کرشن جی کی اور کوئی آفتاب کی اور کوئی بالاجی کی اور کوئی پارسناتھ جی کی اور کوئی گنگا اور لکھشمی کی عبادت کرتا ہی اسقدر معبود ہین جنکا شمار کوئی نہین کر سکتا باوجودیکہ یہ کچھ اختلاف اُنکے اصول مذہبی مین ہے مگر وہ سبکو اپنا ہم مذہب سمجھتے اور سب مشرکین کو ایک نگاہ سے دیکھتے ہین۔

یہ ہرگز نہین خیال کرتے کہ کون کسکی پرستش کرتا ہی اور کیون اور کس وجہ سے کرتا ہی حالانکہ ہر ایک کے مذہبی اصول مختلف اور عبادت کے طریقے بھی جداگانہ ہین اور اُنکے مذہبی اختلاف کی حد نہین۔

وہ اپنے زعم مین یہ سمجھے ہین کہ نجات ہر ایک کی ہر ایک طور سے ہر مذہب مین ہو جائیگی جو خیال فاسد ہے فرمان بردار اور نافرمان کیسے برابر ہو سکتے ہین۔

برہمن[1] - چھتری - بیس قدرتی سدھ ہین باقی سب شدر اور ملیچھ ہین جو خدا کے

[1] (برہمن) ابتدا مین برہمن کوئی خاص قوم یا نسل نہ تھی ایک عہدہ تھا جو دوسری قومون کو بھی حاصل تھا اسکی تصدیق سنسکرت صفحہ ۸ اشلوک ۸۳ سے ہوتی ہی وسوامتر جیند رسنی چھتری تھا جو ریاضت اور عبادت کی وجہ سے برہمن کہلایا اور برہمن اور بیس بھی چھتری کہلاتے تھے غرضکہ یہ لقب ذات پر نہ تھے بلکہ ہنر اور پیشہ پہ تھے۔ جنھنے جو پیشہ برہمن۔ چھتری یا بیس کا اختیار کیا وہ اُس نام سے موسوم ہوا جیسے فی زماننا بابو کا لقب قومی نہین ہے عہدہ کا لقب ہی جسپر بنگالیون نے زیادہ قبضہ کر لیا ہے (دیکھو ہر بنس پوران)۔

نہ کپڑا پہن سکے نہ کوئی تقریب شادی و غمی تیر تہوار کی ادا کر سکے ہر بات اور معاملے مین برہمن کا حق رکھدیا۔ برہمنون نے نہ ہندوستان پر قبضہ کیا اور نہ وہ کسی قطعہ زمین کے مالک ہوئے اہالیان اور باشندگان ہند کو اُنھون نے نسلاً بعد نسلٍ اپنے لیے مکفول اور رہن کر لیا اور سبکو اپنی جاگیر بنا لیا مردونکو بھی اپنے ٹیکس سے بری نہین کیا مرنے مارنے کے لیے اہل ہند اور اُنسے محاصل وصول کرنے کے لیے آریہ اُنکو دین و مذہب سے اور اپنے اور اہل ہند کے جہنمی ہونے سے کوئی غرض نہین تھی کسیکا مردہ دوزخ مین جاوے یا بہشت مین اُنکو تو اپنے برہم بھوج سے مطلب تھا۔

یہ بھولے بھالے ہندوستانی جو نہ کوئی علم رکھتے تھے اور نہ عقل اُنکی سحر طرازی اور دم بازی مین آگئے اور جسقدر ناچ اُنکو اُنھون نے نچائے ناچنے لگے۔

آریہ کی کارروائی

مشاہدہ شہادت دے رہا ہی کہ آریہ وہی برہمن ہین جنکے حقوق کل افراد اقوام ہند پر ہین وہی سب سے پہلے مغربی ملک سے جہالت کے زمانے مین یہان تشریف لائے اور مطلع صاف دیکھکر آتے ہی اپنا سکہ جمایا۔

ہند کے سادہ لوحون کے دل مین یہ نقش بٹھایا کہ موت ۔ حیات ۔ مال ۔ اولاد تمھاری سب برہمن کی زبان پر ہے۔

وہی یہ قوم ہے جو کہین گوڑ برہمن اور کہین سرجاپی اور کہین اوجھے اور کہین چوبے اور کہین پُشکرنون کے نام سے ہندوستان مین پھیلی ہوئی ہے۔

ان مین سے بعض تیرتھون کے پانڈے اور بعض مندرونکے پوجاری اور بعض گروجی مہاراج بن بیٹھے ہین دراصل ایک قوم ہی جو مختلف مقامون مین رہنے سے علحدہ علحدہ لقب سے مشہور ہوگئی ہے۔

تاریخ سے تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ قوم قبطی ہے جو فرعون کی قوم تھی اسیکو بعض محقق سُلانیک کہتے ہین۔ جیسے اُنھون نے مصر مین فرعون کو معبود کہلوایا ایسے ہی اس ملک ہندوستان مین بہت سے راجون کو مالا پر جپوایا جیسا کہ اب تک اہل ہنود کرشن اور رام چندر جی کا نام جپتے اور خدائی مین اُنکو شریک سمجھتے ہین ؎

اور بالکل بھولے بھالے تھے آریہ[1] (برہمن) جو ایران سے آئے یہ لوگ بڑے فیلسوف اور چالاک تھے علم کے سوا شعبدہ بازبھی بڑے تھے یہان اُنھون نے اقوام ہند کو وحشی اور جاہل دیکھکر جس طرحسے چاہا اپنا مطیع اور فرمان بردار بنایا اور چند اصول ایسے ایجاد کیے کہ جسکے سبب ایک عرصے دراز تک اِنکا راز فاش نہین ہوا۔

یہ قوم آریہ ایران کی نکلی ہوئی اور ستم دیدہ قوم تھی آئین مذہب و سلطنت سے بھی آگاہی رکھتی تھی بادشاہون اور پیغیبرون کی آنکھین بھی انھون نے دیکھی تھین۔

اُس وقت اگر وہ چاہتے توراج پاٹ کے مالک ہوجاتے مگر وہ جانتے تھے کہ سلطنت رہنے والی چیز نہین باہمی لڑائی اور فساد کی جڑ ہے اور غیر ملک کے حملہ آورون کا مسکن۔

اس دوراندیشی سے اُنھون نے وہ قوانین اور آئین جاری کیے کہ بادشاہی سے زیادہ لطف اور استحکام رہے بڑے بڑے راجے مہاراجے ڈنڈوت کرتے ہوئے برہمنون[2] کے قدمون پر جان و مال قربان کرتے رہین اور نہ غنیم کا ڈر اور نہ راہزن کا خطر۔ زمین سے کوئی تعلق نہین کھارا جہ سے لیکر پرجا تک سبکے اوپر اپنے حقوق فرض کردیے کہ کوئی متنفس بدون ادائے حق برہمن کے نہ روٹی کھاسکے

[1] (آریہ) سکندر اعظم کے وقت مین ہرات کا نام آریات تھا قوم آلانی جو کوہ قاف کے اطراف سے ہرات مین مقیم ہوئی اُنکو آلینات پھر آلیات بعدہ آریات کہنے لگے ایک زمانے کے بعد الانیہ سے آلیہ اور پھر آریہ مشہور ہوگیا اسمین کسی خاص قوم کی تخصیص نہ تھی کل اقوام کے لوگ شامل تھے پنجاب مین آریہ سولہ سو برس قبل عیسیٰ علیہ السلام کے آئے اور ملک مصر سے قبطی اور خطا سے چھتری شام سے ناگ عرب سے جات ہند مین آئے اور یونانی انکے شامل ہوگئے وہ بھی آریہ کہلائے جیساکہ حال کے زمانے مین انگریز۔ فرانسیس۔ جرمن وغیرہ جو ہندوستان مین ہین اُن کو اہل ہند فرنگی اور صاحب بہادر کہتے ہین۔ اُنسے پہلے ہند مین سیاہ اور دون خام بن نوح علیہ السلام کی اولاد کی نسل موجود تھی جو کسی قدر ننلے ڈول اور بدشکل تھی جنکو آریہ گورے چمڑے والے راکھش کہنے لگے اور اب وہ لوگ گونڈ۔ سنتھال۔ بھیل۔ ماری۔ راوڑی کے نام سے مشہور ہین۔

[2] ابتدا مین برہمن کوئی ذات نہ تھی بلکہ جو لوگ خدا پرست یا مذہبی پیشوا ہوتے وہ اُس نام سے ملقب ہوتے تھے اسیواسطے یہ ممتاز لقب ان نو وارد ایرانیون نے اختیار کیا۔ جو برہمن نہ تھے بلکہ برہمن تھے۔

گھاٹی خیبر کی یہان سے داخل ہونے کی تھی جسکی روک کے لیے دریاے اٹک اُس
تمام سمت مین اپنے پانچ معاونون کے ساتھ بڑے زور شور سے دخلین کا سدراہ تھا۔
اسی باعث کئی ہزار برس تک مغربی سمت سے کوئی حملہ آور نہین ہوسکا اور جسقدر دقت یہانکے
آنے مین تھی اسقدر کسی ملک کے فتح کرنے مین بھی واقع نہین ہوتی تھی۔
پھر زندگی کا کل سامان ایک ہی ملک مین مہیا۔ سب چیزین بافراط یہان پیدا۔
وہ قبطی جو مصائب اُٹھاکر ایرانین آئے اور وہان بھی اُنھون نے معرکہ آرائیان اور لڑائیان دیکھین دین
تو مار گزیدہ از ریسمان پیچیدہ اُنکا ایک فریق یہان آگیا ملک دیکھا ہندوستان جنت نشان
سب طرح مامون اور محفوظ یہین رختِ اقامت ڈالدیا اور وہ قدم جمائے کہ ہزارون برس
گذر گئے ابتک وہی اعزاز اور وہی احترام اہلِ ہنود کے نزدیک برہمنون کا ہے۔
انکے وقار اور حُسن معاشرت کا شہرہ سُنکر انکے برادر خواہ فسر جو بعد مین وارد ہوئے اور انسے
خواستگاری معاش کی کی تو مجبورًا اُنکی گذر کے لیے نئی قسم کے مذہبی ٹیکس سب اقوام پر
ایسی خوش اسلوبی کے ساتھ لگادئے کہ اپنی دچھنا مین کوئی نقصان یاہرج واقع نہو اور وہ مرفہ الحال
اور فارغ البال ہوجائین کسی کو مردہ کے دان پر اور کسی کو سینچر او رطلا دان پر راضی کرلیا کہ
جسم کا صدقہ اور مُردون کی خیرات اور سونے کا دان اُنکو دیا جایا کرے۔
جو قومین بعد مین آئین وہ اگر پہلی قوم سے اعلیٰ اور افضل نہین تھین تو کم بھی نہین تھین مگر چونکہ
یہ نئے اختیار نو وارد اور وہ قابو یافتہ اور مختار کل تھے کیا کرسکتے تھے مُردون کی خیرات اور
سینچر دان پر راضی ہوگئے انکے اعزاز اور وقار کے لیے پہلی قوم نے اُنکا لقب اپنے سے زیادہ
مہابرہمن (سب سے بڑا برہمن) رکھدیا جو اب کہین **اچارج** اور **کاٹھیا** اور
ڈاکوت کہلاتے ہین۔
ایک مدت درازتک ان برہمنون نے بڑے آرام او رعیش کے ساتھ زندگی بسر کی اُنکے احکام آسمانی فرمان سمجھے
جاتے تھے بڑے بڑے راجے مہاراجے اُنکے چرن لیتے تھے اور اُنکی رضامندی کو ذریعہ نجات کا جانتے تھے۔

جسکو انھون نے زبردست اور غالب دیکھا اُسی کو اوتار کا لقب بخشدیا۔
ان راجاؤن کا اس لقب سے بڑا فائدہ یہ تھا کہ تمام رعایا برایا جان نثاری کو اپنی نجات کا باعث سمجھتی
بادشاہت کے استحکام اور دوام کا انحصار رعیت کی رضامندی پر ہے اسکے واسطے بادشاہ
کرڑورون روپیہ صرف کرتے اور ہزارون طرح کی تدبیرین کرتے ہین اور پھر بھی رعایا کی
رضامندی حاصل نہین ہوتی یہ عظیم فائدہ ایک بات کی بات مین حاصل ہوگیا پھر وہ راجے
مہاراجے پنڈت جی مہاراج کی قدردانی اور اُنکے حقوق کی نگرانی کیون نہ کرتے۔
انھون نے راجہ کو اوتار کہلوایا اور راجہ سے خدا بنایا راجہ نے پنڈت جی کو مہاراج کا خطاب
عطا فرمایا "من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو"۔
یہی آریہ جو دراصل مصر کے باشندے ہین اسوقت تک مصر جی کہلاتے ہین یہ لقب انکی
سکونت اور اصالت کی برملا شہادت دے رہا ہے۔
اسمین شک نہین کہ ہندوستان مین یہ لوگ ایران سے آئے جو اریہ کہلائے غالبًا
ایرانیہ کا آریہ ہوگیا ہے جیسا کہ امتداد زمانہ کی وجہ سے ہوجاتا ہے جسکا حال زبان دان
جانتے ہین اور یہ صرف ایک تاویل فی زمانہ دیانندیون نے واسطے رفع الزام کے بلا تحقیق
کی ہے کہ آریہ مذہب کا نام ہے جسکے معنی نکوکار کے ہین اور یہ مذہب تمام دنیا مین شائع تھا
جسکا کوئی ثبوت نہین اور دعوی بلا دلیل ہے۔
ایک تو مصر کی تاریخ مین فرعون کا واقعہ کہ جب فرعون اور اُسکی قوم دریائے نیل مین غرق
ہوئی تو باقی قبطی بنی اسرائیل کے خوف سے ایشیا مین بحر قلزم کے اس طرف چلے آئے۔ قبطی ہین
دوسرے ہند اور مصر کا تعلق جو صدہا برس رہا وہ ہمارے بیان کی تصدیق کرتا ہے۔
ہندوستان کا ملک پہلے زمانے کی حالت مین نہایت محفوظ اور امن کی جگہ تھا کہ تین طرف تو سمندر سے
اور ایک جانب ایک عظیم اور بلند پہاڑ ہمالیہ سے جو دو ہزار میل تک ہندوستان کی ایک
شمالی سمت کو گھیرے ہوے چلا گیا ہے محدود ہے صرف اُسکی مغربی سمت مین ایک

اپنی فسون سازی اور دم بازی سے تمھاری آنکھون کو اُنھون نے اندھا کر دیا ہے ۔
مذہب سے تم کو مس تک نہین اُسکی بو بھی تمھارے دماغ تک نہین پہونچی تم جیسا احمق تم
جیسا بیوقوف دنیا مین دوسرا نہوگا کہ اپنا جان و مال ایک قوم پر نثار کر رہے ہو جس نے
تمھارے ساتھ ٹھگائی کر رکھی ہے یہ برہمن ٹھگ سے بھی بدترین ٹھگ کا یہی کام ہے کہ وہ
مال لے جان لے مگر یہ جان لیکر بھی پیچھا نہین چھوڑتے تمھارے مرنے کے بعد ورثا کو
خوب جھنجوڑتے ہین ۔
اگر تمکو ذرا بھی عقل رہنمائی کرتی تو تم خود سمجھ جاتے کہ بُت جو تمھارے ہاتھ کے گھڑے ہوے
اور بنائے ہوئے ہین اُن پر تم جل چڑھاتے ہو اُنکا مونہ دھوتے ہو اُنکو بھوگ دیتے ہو
کپڑے سلوا کر پہناتے ہو سب طرح تم اُنکی سیوا کرتے ہو اور اُسکو یہ سمجھتے ہو کہ ہم بڑا دھرم
کر رہے ہین ہماری برابر کوئی گیانی اور دھرم وان نہین ہے دنیا کے سب اقوام مین ہم ہی
سدھ ہین کتنے ہی پاپ کرین جہان گنگا اشنان کیا سب پاپ دُھلگئے **بدری نراین**
گئے اور کایا سدھ ہوی **کالی دیوی** کے درشن کرتے ہی سب کلیس دور ہوئے ۔
ظالمو! یہ سب پاپ کے کام ہین جو تمکو نرگ مین لے جائینگے ذرا سی سمجھ کا آدمی بھی
تمھاری اس بیہودگی کو گوارا نہین کرسکتا بُت پرستی سے بدتر کوئی پاپ نہین اور یہ جل چڑھانا
بھوگ دینا بُت کو مزین کرنا پھر اُسکو ڈنڈوت کرنا بہروپیون کا سانگ ہے ۔
ای قوم! آگاہ ہو کہ بت پرستی خلاف فطرت انسانی ہے اُسے ترک کرو اور وحدہ لاشریک
کی عبادت کرو جو تمھارا اور ان برہمنون کا مالک اور خالق ہے ۔
برہمنون کی اطاعت اور فرمان برداری سے یک قلم آزاد ہو جاؤ ۔
اُس **جوتی سروپ نرنکار** کی عبادت کرو جسکے نزدیک سب قومین برابر ہین اور
اُسکو کسی کی شرکت اپنی خدائی مین نہین بھاتی ۔
اُسکے نزدیک **شدر** اور **ملیچھ** وہی ہین جو اُسکے سوا اُسکی مخلوقات کو مالک اور خالق

کالنجر کئی ہزار برس کے بعد مہابیر سکھیا گوتم بدھ[۵۱] پیدا ہوا جسنے قوم کو متنبہ کیا کہ یہ سب فریب ان آریہ کا ہے اور یہ تمھارے ہم قوم نہین ہین غیر ملک کے لوگ ہین جنکو تم سری پوج سمجھتے ہو یہ دھرم کوئی دھرم نہین ہے۔

یے برہمن خود گمراہ اور دھرم بھشٹ ہین تمکو اُنھون نے اپنی اغراض کے لیے گمراہ کیا ہے اور تمکو محض نادان۔جاہل۔وحشی سمجھکر دھرم کے پیرایے مین یہ آئین اور قوانین اپنے آرام اور لطف زندگانی کے لیے ایجاد کیے ہین جنکو کوئی دانا قبول نہین کرسکتا۔

جس قدر طریقے پوجا پاٹ کے ہین ان سب مین برہمنون کا اور اُنکی قوم کا فائدہ ہے اسی واسطے مذہبی امور کا زیادہ ٹھاٹھ اُنھون نے پھیلایا ہے اور جملہ رسوم پر اپنا قبضہ کر رکھا ہی

---

[۵۱] (گوتم) گوتم جسکا نام بودھ اور پھر گوتم رکھا گیا ۵۹۶ برس قبل عیسوی کے تھا کول خاندانکی لڑکی سے ساکیا خاندان مین پیدا ہوا بودھ اس سے پہلے بھی ہوگیا ہی اسکے باپ کا نام سودھوان ہے چانا برہمن اسکا مشیر تھا اور بودھ مذہب نے طوفان نوح علیہ السلام کے ایک ہزار برس بعد خوب ترقی پائی طوفان نوح علیہ السلام کے بعد شریعت نوح ؑ پر سب لوگون کا مذہب تھا جسکی بنا توحید مطلق پر تھی پھر وہی مذہب صابیی کہلایا اُسکے عقائد شیث ؑ اور ادریس ؑ پیغمبرون سے ملتے تھے کیومرث سے جمشید تک یہی مذہب پایا جاتا ہے اور عرب یونان مصر وغیرہ مین موسی علیہ السلام تک زیادہ تر اسی شریعت کا رواج رہا پھر اسمین بت پرستی شامل ہوگئی۔بودھ سنسکرت یعنی ماژندرانی زبان کا لفظ ہی جسکے معنی مجموعہ حکما اور مجموعہ عقل کے ہین وہ واسطے امور صلاح و انتظام سلطنت کے ایک جمہوری قانون تھا جسکا نام اصول بودھ رکھا گیا تھا مذہب سے کوئی تعلق نہ تھا اور سب شریعت نوح اور مذہب صابیی کے پابند تھے شاکمونی حکیم بودھ مذہب کا پیغمبر مانا گیا ہی جو ملک خطا مین پیدا ہوا تھا مسلمانونکے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ۱۶۳۰ برس پہلے۔تزک ہند جو کالنکا پرکاش کی شرح ہی اسمین لکھا ہی کہ بودھا اوتار کو سمت ۱۹ تک دو ہزار آٹھ سو ترسٹھ برس گذرے ہین راجہ اشوک برادر زادہ راجہ جینک نے اسکو خوب ترقی دی اور لنکا تک پھیلایا شاکمونی کو بودھا اوتار اور بیدم پوران مین گوتم کو گوتما بودھ لکھا ہے اور یہ گوتم جو بہار مین پیدا ہوا بودھ مذہب کا پیرو تھا اس سے معلوم ہوتا ہی کہ شاکمونی جسکو بودھا اوتار کہتے ہین اور اُسی کا نام گوتم ہے اس بہاری گوتم سے پہلے ہوا ہے علاوہ ازین اس گوتم کے خیالات فرقے مجوس سے ملتے ہین۔

ہندوستان سے چھانٹنا اور کاٹنا شروع کیا۔
پھر وہی مورتی پوجن اور برہمنی دھرم اس مُلک مین پھیل گیا اور اُن چارون چھتریون کی نسل پرمر۔ چوہان۔ سولنکھی۔ پرہار کے نام سے موسوم ہوکر فرمان روائی کرنے لگی۔

برہمنون کا قانون

جسوقت ان برہمنون نے اپنی گئی بادشاہت پھر اپنے قبضہ مین دیکھی اور بودھ والون کا نام ونشان اِس ملک سے مٹادیا تو آئندہ کے واسطے براہ دوراندیشی چند تجاویز ایسی کین جسکے اجرا سے اُنکے مذہب اور ملت کا قیام اسوقت تک موجود ہے۔
(ا) یہ کہ ذاتون کی تقسیم کرکے علیحدہ علیحدہ اُنکے کام مقرر کردئے۔
چھتری۔ راج تاج کے مالک اور وہ سپہ گری کا پیشہ اور سکے ہنر سیکھین۔
بیس۔ بنج بیوپار۔ تجارت اور دکان داری کرین۔
شُدر۔ (نیچ ذات جو اُنکے سوا ہین) نوکری۔ خدمتگاری اور دیگر پیشے کاشتکاری اور مزدوری وغیرہ اختیار کرین۔
ان تینون کو علم سے کوئی سروکار نہین۔
برہمن (پنڈت جی مہاراج) آرام سے بیٹھے ہوئے علم کی پستکین بانچین اور سب طرح کے علوم حاصل کرین اسکے سوا انکا کوئی شغل نہین۔
جو حقوق قدیم سے برہمنون کے فرض ہین وہ بدستور جاری رہین اُنکا حفظ اور اُنکا عمل نجات کا باعث ہے۔
سب کی طرف سے پوجا پاٹ بھی برہمن ہی کیا کرین اور جنم پتری وغیرہ اور کل مذہبی فرائض اُنکے حقوق دیگر اُنھین سے ادا کرائے جائین۔
بیس صرف حساب بھی۔ کھاتہ بقدر ضرورت سیکھ لیا کرین باقی علوم سے کوئی سروکار رکھین یہی سبب ہے کہ کوئی بنیا یا چھتری مذہبی پُستک نام کو بھی نہین جانتا۔

سمجھتے ہین مُنکی مُکتی ہرگز نہو گی اُنکو نرگ مین جھونک دیا جائیگا اور کہین پناہ نہین ملے گی
دنیا چند روزہ ہے ان مفویونکے دام فریب مین آکر کیون اپنی اور اپنی قوم اور اولاد کی عاقبت
خراب کرتے ہو مرنا یقینی اور بدیہی امر ہے اور خدا کے یہان اعمال کی جزا و سزا واقع ہونے
والی ہے مصیبت کے دن سے غافل مت رہو اور اس چند روزہ زندگی مین اپنی عاقبت کی فکر کرو
مرنے کے بعد پچتانے سے کوئی فائدہ نہو گا۔
ہمکو غیر اقوام کی تاریخ سے اسکا پتہ نہین ملتا کہ یہ گوتم کون تھا مگر اسمین شک نہین کہ وہ موحد و خدا پرست تھا
قوم متنبہ ہوئی اور باہم اتفاق کرکے بتونکی پُوجا اور برہمنونکی اطاعت موقوف کی۔

گوتمی مذہب

گوتمی مذہب کا رواج تمام مُلک مین ہوگیا اور برہمنون کو مُلک سے نکالنا اور قتل کرنا شروع کیا۔
ایک عرصے تک خوب تلوار چلی اور برہمن بھاگ کر اور جان بچاکر دوسرے ملکون مین چلے گئے۔
مدت دراز تک **بدھ مذہب** کا رواج اس ملک مین رہا اُس وقت علی العموم اور درباری
مذہب یہی تھا کوئی قابو اُس آریہ قوم کا نہین چلا تمام ملک اُنسے باغی ہوگیا لیکن وہ تاک مین
لگے ہوے تھے اور ہزارون تدابیر کرتے تھے۔

برہمنونکی چالاکی

آخر کار چند برہمنون نے چار چھترون کو شجاع اور تنومند اور اپنے مطلب کے دیکھکر اپنے ہمراہ لیے
اور اُنسے کہا کہ اگر ہماری راے کی مطابق عمل کروگے تو ایک روز تخت سلطنت پر جلوہ فرما
ہو جاؤ گے اُنکو عام کے روبرو لاکر یہ ظاہر کیا کہ ہمنے ارُبد گر (آبو کے پہاڑ) پر ایک اگن کنڈ
(آتش کدہ) بنایا تھا اُسمین چار مورتین ڈالدی تھین سو اُس اگن کنڈ سے **اگن کل** کے
چار چھتری یہ پیدا ہوے ہین جنکو ہم اپنے ہمراہ لائے ہین جو کوئی انکی اطاعت اور فرمانبرداری
کریگا اسکی مُکتی ہوگی ورنہ نرگ مین پڑیگا۔
اسپر بہت سے جاہل اُنکے دام تذویر مین آگئے اور اُنھون نے مطلق غور نہین کی کہ یہ دام
فریب کس غرض اور منشا سے بچھایا گیا ہو اور برہمن مہاراج اس آڑ مین کیا شکار کھیلنا چاہتے ہین۔
اتفاق اور جُہلا کے ہر بونگ سے ایک جم غفیر ہوگیا اور تمام مُلک مین غدر پڑگیا اور بدھ والونکو

جو اقوام ہین نہایت ناپاک اور قدرتی نجس ہین اُنسے ہندو دھرم کو ہمیشہ متنفر رہنا چاہیے اگر کپڑے بھی اُنکے کپڑوں سے بھڑینگے تو کپڑے اور جسم سب ناپاک ہوجائیگا۔

(۵) گوشت کھانا خود بھی ترک کردیا اور دوسرون کو بھی اسکی سخت ممانعت کردی۔

ان ضوابط سے غرض یہی تھی کہ اہل ہند دوسرے ملک مین جانے اور دیگر اقوام کے میل جول سے محترز رہین گو ماس بھوجن چھوٹے مگر موہن بھوگ تو ہاتھ سے نجائے۔

واقعی جہالت آنکھون کو اندھا اور کانون کو بہرا کردیتی ہے اور دل کی بصارت جاتی رہتی ہے۔ اہل ہنود نے اُسکو نفاست خیال کیا اور اصلیت پر نظر نہین کی کہ پنڈت جی کے احکام اور قوانین کس بنا پر مبنی ہین اور وہ دھرماتما بنانے کے لیے نہین ہین بلکہ اُنکو اور اُنکی نسلون کو ترقی سے روکنے اور خسر الدنیا والاخرۃ بنانے کے لیے وضع کیے گئے ہین۔

انھین قوانین نے اہل ہند کو کم زور اور ذلیل کیا اور وہ ہمیشہ مغربی اقوام کے ہاتھ سے ذلیل اور خوار ہوے اور اپنی ہزارون برس کی سلطنت کو ہاتھ سے کھو بیٹھے۔

یہی وہ اصول ہین جنکے سبب برہمنی دھرم اس ملک مین ابتک قائم اور برقرار ہے۔

یہ قوم آریہ اور اُنکی نسل بڑی دور اندیش اور خود غرض تھی دولت حاصل کرنے اور عیش کی زندگی کے لیے ہزارون ذریعے معاش کے اُنھون نے اپنے لیے قائم کرلیے کہین تیرتھ کے مقام بنائے تاکہ وہان صوبے صوبے مین ہرسال ہندو جمع ہون اور اپنی اپنی فیاضی سے برہمنون کو مالامال کرین اور کہین ہوم اور برہم بھوج کے احکام جاری کردئے کہ جب کوئی بیماری یا مصیبت واقع ہو تو برہمنون کو دان ۔ پُن دیا جائے جسمین سونا ۔ چاندی ۔ مشک ۔ زعفران ۔ جواہرات ریشمی ۔ سوتی پارچہ ۔ غلہ ۔ مویشی ۔ ہتیار ہر قسم کی چیزین داخل کردین جسکی تجویز بھی برہمن کرے۔

آئے دن برہمنون کو جمایا جائے کل خیرات اور صدقات خاص برہمنون کا حق ہے اور کسی کے دینے کا کچھ فائدہ نہین خواہ کوئی کیسا ہی محتاج اور اپاہج ہو صرف برہمن کو دینے کا دھرم ہے خواہ وہ لکھ پتی ہو۔

یہ اصول برہمنون نے اسی غرض سے قائم کیا کہ یہ علوم پڑھنے سے ہوشیار اور واقف کار ہوجائینگے تو ہمکو نہین پوچھینگے جہالت کی حالت مین ہی ہماری کار برآری ہوسکتی ہے۔

اس حالت مین یہ سب طرح سے برہمن کے محتاج جملہ امور مین رہینگے یہی سبب ہی کہ کوئی کام اہل ہنود بدون برہمن کے نہین کرسکتے۔

گوتم رکھ کا واقعہ اُنکے پیش نظر تھا یہ سبق اُنکو وہی تعلیم کرگیا کہ علم کو اپنے قبضے سے علحدہ کسی کے لیے نہین کرنا چاہیے یہی اپنی کلید اور یہی نوید جاوید ہے۔

تاریخ سے کسی بائس یا چھتری کا بدیاوان ہونا نہین پایا جاتا اسکی خاص وجہ یہی ہی کہ برہمنون کے سوا دیگر اقوام کے لیے مثل زمانۂ سابق **یوروپ** کی علم پڑھنا جرم تھا۔

اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوستان سے علوم جاتے رہے صرف **بیدک۔ جوتش۔ حساب۔ علم ادب** رہگیا جو سنسکرت مین اس وقت تک موجود ہے۔

(۲) یہ قانون وضع کیا کہ کوئی ہندو دھرم جہاز کا سفر نکرے جہاز پر قدم رکھا اور دھرم بھشٹ ہوا۔ وہ جانتے تھے کہ خشکی تو ایک ہی جانب مین ہندوستان کے ہے اور سمندر تین طرف سے محیط ہے اور خشکی کا سفر مشکل اور تری کا آسان۔ اگر یہانکے باشندے غیر ملکونمین جائینگے اور اپنے یہان کے اوٹکھے مذہب پر غور کرینگے تو یہان آکر بدل جائینگے اور لوگون کو نفرت اُس دھرم سے دلائینگے جسکا انجام یہ ہوگا کہ ہمارے قابو سے یہ گھیرے باہر ہوجائینگے اور برہمن پیٹر مارے مارے پھرینگے۔

(۳) یہ قانون بنایا کہ کوئی کسیکے ساتھ نکھائے و رپانی اور کھانے اور برتنونمین چھوت ٹھہرادی۔ مٹی کے برتن کو اس وجہ حقیر کردیا کہ جو ایکمرتبہ استعمال مین آیا پھر قابل برتنے کے نہین ہوسکتا۔ اُسکی وجہ بھی یہی تھی کہ وہ جانتے تھے کہ دیگر اقوام ایسے برتنون کا استعمال کرتے ہین تاکہ اہل ہنود اُنسے متنفر رہین اور اُنکے گھر کا پانی تک نہ پئین۔

(۴) دنیا کی سب اقوام کو **ملیچھ** (نجس و ناپاک) کے لفظ سے تعبیر کردیا کہ دیگر ممالک مین

یہ مورتین جو مندرمین قائم کر رکھی ہین جنکی پوجا بڑے خلوص سے کرتے ہو محض گمراہی ہے
انکو توڑو جلادو خاک مین ملادو اور جوتی سروپ نرنکار کی پوجا کرو جو تمھارا اور
اِن بتون کا خالق اور مالک ہی۔
یہ دھرم جو رائج ہی بالکل بید کے خلاف ہی اس سے مکتی ہرگز نہو گی۔
یہ فطرت کا پہلا مسئلہ ہی جسکی اشاعت کے واسطے سیامی جی نے سب جگہ کتھا کہی اور اہلِ ہنود کو برانگیختہ کیا۔
اگرچہ اسکا رواج کچھ زیادہ نہین ہوا اور کسی مقام سے بُت نہین اُٹھائے گئے لیکن خیالات مین
اہل ہنود کے کچھ تغیر ضرور آگیا اور جو لوگ سیامی جی کے مقلد ہین وہ بتون کی پرستش سے بیزار
اور متنفر ہین اور وہ انکو ایسا ہی سمجھتے ہین جیسا کہ دیگر مذاہب کے لوگ جس سے امید ہے کہ آیندہ کو
ان خیالات کے ترقی پانے سے بتون کی پوجا اس ملک سے بالکل اُٹھ جائیگی کیونکہ علم اپنا قبضہ ہر جگہ
اور ہر قوم پر کرتا جاتا ہی اور جو باتین پہلے لوگون کو معلوم نہ تھین وہ علم کی بدولت اچھی طرح سے
واضح ہوتی چلی جاتی ہین غیر ملکون کا سفر بھی اہل ہنود کرنے لگے ہین۔
مگر افسوس کہ سیامی جی نے بُت پرستی سے تو مخالفت کی لیکن معرفت الٰہی کے مسئلے مین بھی
کھنڈت ڈالدی کہ جسطرح باری تعالی کا وجود قدیم مانا ہے اسی طرح مادۂ علم اور ارواح کو بھی قدیم
بنادیا جس سے نئے شمار واجب الوجود بن گئے اور خداوند تعالی کا قادر مطلق ہونا جو مذہب کا رکن
اعظم ہے باطل ٹھرگیا۔
تاہم جو عقائد مذہبی بے اصل تھے اُنکی کسی قدر حقیقت اہل ہنود کو دریافت ہونے لگی ہے۔
اس زمانے مین علم وہ کام کر رہا ہے جو کسی زمانے مین تیر و نیزون سے نہین ہوسکتا تھا
علم کا کام جہالت مٹانے اور خیالات کے درست کرنے کا ہے اور اب علم کا دور دورہ ہے
سو جھوٹے مذہب بہت جلد اب دُنیا سے اُٹھنے والے ہین اور وہی مذہب سرخرو اور قابل قدر
رہیگا جسکے اصول نہایت پختگی اور ثبوت کے ساتھ یہ ظاہر کرینگے کہ یہ خدائی مذہب موافق فطرت ہی۔
یہ حجاب اکبر جو تقلید آبائی نے آنکھون پر ڈال رکھا ہے کوئی دن کا ہی جس قدر زوال وہ ن بدن

ایک غریب بیوہ بھی اگر اپنے لیے روٹی پکاوے تو اُس مین بھی برہمن کا حصہ ہے۔

اس قدر تھوا مقرر کر دئے کہ برہمن ہمیشہ دوسرون کے گھر ہی جیمتے رہین اور چلتے وقت جیب خرچ کے لیے دکھشنا (دانت گھسائی) لیکر جائین۔

تمام مندرون اور تیرتھون پر برہمن ہی قابض رہین اور وہان جسقدر چڑھاوے اور نذر و نیاز چڑھے وہ عین المال برہمنون کا ہے۔

برہمن یہ اچھی طرح سے جانتے تھے کہ یہ اصول وہی لوگ مان سکتے اور تعمیل کر سکتے ہین جو علم و عقل سے بے بہرہ ہون اسواسطے علم کی اجازت کسیکو نہین دی گئی۔

جتنے بڑے بڑے راجا مہاراجہ گزرے اُنمین سے ایک بھی لکھا پڑھا نہین تھا سب جاہل اور کُندہ ناتراش تھے اسی وجہ سے وہ اس وشنے کے زمانے مین بھی ناخواندہ ہین اور ہندوستان مین ایسا تو ایک بھی راجہ نام و نشان کو نہین ہے جو اپنے مذہبی علوم سے آشنا ہو اور یہی حال اُنکے مصاحبون کا ہے۔

ہمکو کسی قوم کی تاریخ لکھنا مد نظر نہین ہے صرف مختصر طور پر مذہبی خیالات اور واقعی اور مذہبی حالات عام پر ظاہر کرنا مقصود ہے سو اس سے ناظرین خیال کر سکتے ہین کہ یہ اصول اہل ہنود کے کس قدر نفرت انگیز اور تعجب خیز فطرت کے خلاف ہین۔

جو کچھ بھی علم و عقل رکھتا ہو گا وہ ہرگز ایسے لغو اور بیہودہ عقائد کو پسند نکریگا فوراً سمجھ لیگا کہ یہ دھرم کرم کچھ نہین ہے صرف برہمنون کی شکم پُری کی باتین ہین اور قوم کے لیے گمراہی اور بے دینی کی گھاتین۔

شکر ہے کہ اُس زمانے مین انگریزی تعلیم کے اثر نے اُنکو کسی قدر متنبہ کیا ہے اور کچھ لوگ نئی روشنی کے جو اپنے کو آریہ سماج کہتے ہین کسی قدر آگاہ ہوے ہین جنکا پیشوا سوامی جی پنڈت سری دیانند سرستی جی پہلا شخص ہے جسنے اہل ہنود کو آگاہ کیا کہ بید جسکو تم آسمانی کتاب کہتے ہو وہ بتون کی پرستش کا حکم نہین دیتا ہے۔

سوامی دیانند سرستی جی

اُسکے نواہی سے واقف ہوجاؤ اور اُسکے مطابق تعمیل کرنے کو اپنی نجات کا باعث سمجھو لیکن تم ایسی میٹھی نیند مین مست اور سرشار ہو کہ کروٹ تک نہین لیتے گویا کہ سانپ سونگھ گیا ہے جھوٹے اور وضعی مذہب کی پیروی کرتے ہو اور اُسپر ایسا تمنے اعتماد کر رکھا ہے کہ چھان بچھوڑ اُسکی کچھ نہین کرتے کھانے اور پینے کی احتیاط کو تمنے اپنا مذہب سمجھ رکھا ہے اصول کی تمکو خبر تک نہین کہ مذہبی اصول کیا ہین۔

یہ کھانے پینے سونے جاگنے چلنے پھرنے کی خواہش تو حیوانات مطلق مین بھی ہے پھر کیا تم انکی ہی برابر رہنا چاہتے ہو جس منشا اور مطلب کے لیے تمکو دنیا مین بھیجا گیا ہے اور آدمیت کا خلعت تمکو پنہایا گیا ہے صاحبو! اُسکا دل سے خیال رکھو اور اُس سے غافل مت رہو۔

عمرین تمکو ایسی ناکافی نہین دی گئین کہ جسمین تمکو دنیوی امور سے فرصت نہ ملتی ہو کہ تم گیان دھیان مین تھوڑا سا وقت صرف کرو بہت سا حصہ تمہارے اوقات کا محض فضول اور مشاغل لاطائل مین برباد جاتا ہے۔

تمھاری مجلسون مین دنیا بھر کے بکھیڑے ہزار طرح کے جھگڑے طے ہوتے ہین اور رات دن دنیا کے کمانے مین تمکو آرام کی فرصت بھی نہین ملتی مگر تم کبھی بھولے سے بھی اس طرف غور نہین کرتے کہ مہادیو اور سری کرشن کون تھے اُنکے افعال اور اقوال کیا تھے اُنکی تعظیم اور پرستش کیون کی جاتی ہے اُنکے واقعی حالات کیا تھے دیوتا اور اوتار کا عقیدہ قابل تسلیم ہے یا نہین اُس سے ذات باری تعالی پر کیا الزام عائد ہوتا ہے

مندرون مین جو مورتین سلاوٹونکے ہاتھون کی گھڑی ہوئی ہین وہ عظمت اور ڈنڈوت کی قابل کیسے ہوسکتی ہین۔

دریا کے پانی سے اشنان کرنے سے کیسے گناہ رفع ہوسکتے ہین سری ماتا اور گنگا جی کسطرح ہمارے گناہونکا بار اُٹھا سکتی ہین دیوی کیا ہے کالی بھوانی کون بلا ہے۔

سب سے اعلی فرض انسان کا یہ ہے کہ وہ معرفتِ الہی کو دریافت کرے جب اسی کا حال

اہل ہنود کے مذہب کو ہے اور ہوگا اس سے زیادہ کسی مذہب کو نہین اور ہونا ہی چاہیے کیونکہ
جھونٹ ہمیشہ نہین چل سکتا کاغذ کی ناؤ ایک ہی دفعہ پانی مین چل سکتی ہے۔
کوئی بھی پہلو اس ہندو دھرم کا عقل کی موافق نہین ہے جسقدر اصول اور فروع ہین سب ہی لغو
اور بیہودہ ہین مذہب کی بو تک اُنکے دماغ کو نہین لگی بھیڑونکے ریوڑ کی طرح وہ آبائی تقلید کی
ڈگر پر پڑ لیے ہین اور اُسکو مذہب سمجھ رکھا ہی جو جہنم کا راستہ ہے۔
درصل اہل ہنود کو مذہب کی جانب رغبت نہین ہے دُنیا نے اُنکو اسقدر غافل اور ملوث کر رکھا ہی
کہ وہ رات دن معاش کی فکر مین سرگردان اور پریشان رہتے ہین اور کچھ خیال اُنکو اس بات کا نہین
ہی کہ موت سر پر سوار ہے دنیا رہنے کا مقام نہین ہے یہان کا قیام ایسا ہی ہے جیسا اسٹیشن کا قیام
کہ وہان مختلف اقوام کے لوگ جمع ہو جاتے ہین کوئی دو گھوڑونکی اور کوئی چار گھوڑون کی اور کوئی
ایک گھوڑے کی بگھی مین سوار ہو کر وہان اُترتا ہے اور کوئی پیادہ پا اپنا استر بستر بھی سر پر لیے
جانے کے ارادے سے آتا ہی وہان اس تھوڑے سے قیام مین اگر کسی کو بیٹھنے کے واسطے کرسی
اور کھانے کو شیرینی اور میوے ملے تو کیا اور جو کسی نے بے فرش زمین پر پڑ کر باسی روٹی کھا
دو گھونٹ پانی پیکر گذر کی تو کیا گاڑی کا سفر سب کو برابر ہے اور وہ اسٹیشن کا مکان ہمارا نہین ہمارے
باپ کا نہین جسپر ہم کوئی فخر یا گھمنڈ کرین۔
رسمی اور تقلیدی طور سے اہل ہنود مذہبی عمل کرتے ہین مگر دلی سعی اور تجسس مذہب کی جانب
مطلق نہین ہے اور وہ آنکھ اُٹھا کر کبھی نہین دیکھتے کہ ہم کیا کر رہے ہین۔
صاحبو! اس ناپائدار زندگی پر جو تم بپھرے ہوے اور مغرور پھرتے ہو اسکے قیام اور اسٹیشن
کے مقام مین صرف تفاوت تو اسیقدر ہی کہ اسکے قیام کے منٹ اور اسکے قیام کے برس اور مہینے ہین
فطرت نے تمکو اسقدر آگاہ اور متنبہ کیا ہی جسکی انتہا نہین ہزارون مشاہدات اور بدیہیات کو تمھاری
عبرت کے لیے ہر دم پیش نظر کر دیا ہی کہ کسی طرح سے تمھاری آنکھین کھلین اور تم اس مست خواب سے بیدار
ہو اور خدا کی جانب دل لگاؤ اور اسکے پاس پہونچنے سے پہلے اُسکے احکام اُسکے فرمان اُسکے اوامر

سنسکرت[1] جسمین اصول اُنکے دھرم کے ہین اُس سے محض ناآشنا ہین اور وہ نام کو رہگیا ہے نہایت ہی کم مقدار کے آدمی اُسکی تحصیل کرتے ہین اور جو کرتے ہین وہ جوتش حاصل کرکے دنیا کماتے ہین اصول اور عقائد پھر بھی حاصل نہین کرتے۔

ایک زمانہ عنقریب ایسا آنے والا ہے کہ اُنکی مذہبی پُستکین اور وہ چارون بید[2] جنکو وہ آسمانی کتاب سمجھے ہوئے ہین ترجمہ ہوکر شائع ہوجائینگے اس وقت اُنکو یہ رازسربستہ خود بخود کھلجائیگا

---

[1] (سنسکرت) اصل اسکی سہنسکرت ہے سہنس قدیم مازندرانی زبان کا لفظ ہے ساکنان مازندران دنیا مین دیو بولے جاتے تھے اسی واسطے وید کو دیوتاؤن کی زبان لکھا جاتا ہے سہنس کے معنی ہزار کے ہین اور کرت کے سریانی زبان مین بار۔ مرتبہ اور مدت کے ہین چونکہ یہ زبان طوفان نوح علیہ السلام سے ایک ہزار برس کے بعد جاری ہوئی اسواسطے یہ نام ہوا اسمین سریانی۔ عبرانی۔ عربی۔ دیہاتی۔ پہاڑی وغیرہ زبانین شامل ہین قدیم زبان آدم علیہ السلام سے نوح علیہ السلام تک سریانی تھی طوفان کی چھٹی صدی مین ہود عبیر نے جو قوم عاد کا پیغمبر تھا زبان عبرانی جاری کی ساتوین صدی مین ہود عبیر کے پوتے یعرب نے عبرانی کو نئی تبدیلیون کے ساتھ فصیح بناکر عربی جاری کی اور پارسی زبان جو سنسکرت سے مشابہت تمام رکھتی ہے اُسکی وجہ یہی ہے کہ ملک پارس مازندران سے ملا ہوا ہے اور پارسی پارس بن ہوشنگ نبیرۂ کیومرث بن سام بن نوح علیہ السلام نے طوفان کی پانچوین صدی کے اخیر مین جاری کی۔

[2] (بید) مولف وجہ تپر کا احمیر اور دیگر مورخ اقراری ہین کہ بیاس جی نے اپنے شاگردون رج۔ یجس۔ سامن۔ اتھرونا سے زندواوستا کا ترجمہ کرایا جسکی تعلیم اُنھون نے زردشت سے بلخ جاکر حاصل کی تھی اُن چارون ویدون کو اپنے شاگردون کے نام سے موسوم کیا رج سے رگوید۔ یجس کے نام سے یجروید اور سامن سے سام وید اور اتھرونا کے نام پر اتھرین وید نام رکھے گئے اور بیاس جی کا خطاب وید بیاس ہوا ان ویدون کو تالیف ہوے ساڑھے تین ہزار برس ہوے زندواوستا کے مضامین کے مطابقت ویدون کے ماخذ کی شاہد ہے اور جبھی سے اہل ہنود مین آگ کی تعظیم شروع ہوئی۔

وید کے معنی علم۔ دانائی۔ واقفیت کے ہین۔

تمکو معلوم نہوا تو یہ زندگی اور مال دولت سب اکارت ہے۔
دنیا مین رہکر تمنے کیا کیا پیٹ تو اپنا جانور بھی بھر لیتے ہین اس حالت مین تم اُنسے بھی بدتر ہو کیونکہ
اُنسے کوئی مواخذہ نہین اور تم سے ہر ایک بات کی گرفت ہوگی۔
یہ دولت اور یہ ثروت اور یہ حکومت کچھ کام نہ آئیگی اُلٹا وبال جان و آفت کا طوفان اُٹھائیگی
اُسوقت کا افسوس تمکو کچھ فائدہ ندیگا۔
تمنے دُنیوی امور مین اپنے باپ دادا کا چلن بالکل چھوڑ دیا کوئی برہمن اور مہاجن ملازمت
نہین کرتا تھا اب قوم کی قوم نوکری پر جان دیتی ہے پوشاک خوراک تمھاری سب بدل گئی کوٹ
پتلون سوڈھا واٹر برانڈی کا علی العموم رواج ہے اسکو ہرگز آبائی طرز کے خلاف نہین سمجھتے اور نہ
ایسا عمل کرنے مین کوئی دوس خیال کرتے ہو لیکن مذہبی عقائد وہی چلے جاتے ہین اور برہمنون
کے دام فریب سے رہا ہونے کو جی نہین چاہتا اسی گمراہی مین خود مبتلا ہو اور اپنی آیندہ نسلونکو
بھی اسی گمراہی کی وصیت کرتے ہو۔
دراصل اہل ہنود مین وہ مادّہ ہی نہین ہے دوسرے مذہبونکی تحقیق تو وہ کیون کرنے لگے ہین
خود اپنے مذہب کی پُستکین اور پوتھیان بھی وہ نہین بانچتے
جو عبادت وہ کرتے ہین اُس پر یہ غور نہین کرتے کہ ہمارے یہان کیا سند اس عقیدے اور عبادت
کی ہے یہ جو طریقہ پوجا کا رائج ہے کہانتک پایہ ثبوت رکھتا ہے یہ نوش ہے یا نیش زہر ہے یا امرت۔
دنیوی ترقی کے واسطے وہ بڑی بڑی کوششین کرتے ہین اور واقعی دنیا کی ترقی مین وہ بہت
بڑھے ہوے ہین لیکن جیسے وہ دنیا کمانے مین دیگر اقوام ہند سے سبقت لے گئے ہین ویسے ہی
مذہب مین سب سے ہیٹے اور پس ماندہ ہین اس کی جانب ذرا بھی اُن کو رغبت نہین جہان
اُن کو ہمیشہ رہنا ہی۔
تھوڑی سی نئے بنیاد زندگی کے لیے دنیوی علوم حاصل کر کے بڑے بڑے پاس کرتے ہین مگر
دائمی زندگی کے لیے ایک کتاب بھی نہین پڑھتے۔

گوشت کی وید مین کہین ممانعت نہین ہے بلکہ **ماس بھوجن** کو سب کھانون مین افضل لکھا ہے اور سب اوتار اور دیوتا نے گوشت کھایا ہے لیکن برہمنون نے یہ سمجھکر دنیا کی کل اقوام اُسکو برغبت تمام کھاتی ہین ذبیحہ کو گناہ قرار دیا کہ یہ جیو ہتّیا ہے تاکہ غیر اقوام سے اہل ہنود پرہیز اور نفرت کرین اسی مین اُنکا مدعا وابستہ تھا چھتریون کی گوشت خواری کے مجبورًا وہ روادار ہوئے کیونکہ وہ فرمانروا اور جنگجو قوم تھی اس سے اُنکو مستثنےٰ کردیا گیا۔

یہ بھی ایک تعجب کی بات ہے کہ برہمن۔ چھتری۔ بیس اور شدر ایک مذہب کے تابع اور پیرو کار اور پھر اُنکے باہم کھانے پینے اور عبادت مین یہ اختلاف اور پرہیز اور اصرار کہ برہمن چھتری کے یہان کا کھانا نہین کھاسکتا اور نہ بنیا شدر کے ہاتھ کا کھانا کھاسکتا ہے۔

چھتریون کو گوشت مباح اور برہمن اور بیس کو حرام۔ لیکن برہمن مین بڑے ہوشیار گو کچھ لوگون نے اس عمدہ غذا کے کھانے سے پرہیز کیا تاکہ اسکا رواج ہو مگر **قنوجی کشمیری بنگالی**۔ برابر نوش جان فرماتے ہین اور شدر مین تو کوئی پرہیز ہی نہین ہی البتہ بیچ مین مارے گئے بچارے بنیے کہ عمدہ غذا سے بھی محروم رہے اور برہمن کے درجے کو بھی نہین پہونچے گوشت چھوڑنے سے بالکل بزدل ہوگئے۔

ہندوستان کی جمیع اقوام مین بنیون سے زیادہ ڈرپوک کوئی قوم نہین ہے تلوار بندوق تو بڑی چیز ہین میدان مین ایک اچھوت یا دوسری قوم کا نھتا آدمی دس بنیون کو جو چاہے سو کرسکتا ہے۔

یہ قوم ہرگز لڑائی کے کام کی نہین رہی جرأت اور بہادری نام کو اُن مین نہین ہے یہ طفیل برہمنون کا ہے جنھون نے اُنکو اس درجہ نامرد اور بزدل بنایا ہے۔

اُنکی نسل خدا کو رکھنے منظور تھی جو پیشوایان مذہب نے گوشت کے ساتھ جانورون کا دودھ بحال رکھا اُنکو تو یہ سمجھ نہین تھی کہ دودھ خون سے بنتا ہی جو برہمن مہاراج اسکا بھی اظہار کرکے دودھ کو حرام کردیتے تو بس بنیون کا خاتمہ ہوا تھا۔

اور وہ جان لینگے کہ ہم اور ہمارے بزرگ سخت گمراہی مین تھے اور جسکو ہمنے امرت سمجھا تھا وہ بالکل سنکھیا تھا اور جسے سنکھیا گمان کرکے نفرت کرتے تھے وہی امرت نکلا۔

اچھے کو بُرا بُرے کو اچھا سمجھے	کتنی یہ بُری سمجھ ہے اچھا سمجھے

برہمنون نے ایک چالاکی یہ کی کہ تاریخی حالات یہان کے اور نیز اپنے قلم بند نہین کیے ضرور ہے کہ یہان خدا پرست اور مقدس بزرگ بھی ہوے ہون اور اُنھون نے لوگونکو ہدایت کی ہو کیونکہ اہل ہنود مین کوئی بات کسی مذہب کی اور کوئی کسی مذہب کی جو پائی جاتی ہے جسکا حال آگے معلوم ہوگا اُسکی وجہ یہی ہے۔

یہ بھی قیاس مین نہین آتا کہ جو طریقہ عبادت کا اُسوقت رائج ہے وہ قدیم ہے بلکہ عبادت کا طریقہ بھی مختلف رہا ہے۔

راجہ رام چندر جی کے زمانے اور اُنسے پہلے عہد مین پرستش کا دوسرا طریقہ ضرور ہوگا اسی طرح سری کرشن جی کے بعد اور اُنسے سابق کے زمانے مین عبادت اور ہی وضع پر ہوگی۔

مگر اسمین شک نہین کہ علی العموم مورتی پوجن اہل ہنود کا اصول رہا ہے اور کھانے پینے کی احتیاط کو عقائد پر مقدم رکھا گیا ہے۔

جو کسی نے مہادیو کی پرستش ترک کرکے راجہ رام چندر جی یا سری کرشن جی کا نام جپنا شروع کیا تو اُس سے کوئی تعرض نہین کیا گیا لیکن کھانے پینے مین اگر کوئی بے ضابطگی وقوع مین آئی تو اُسکو ہندو دھرم سے فوراً خارج کیا گیا غرض کہ اہل ہنود کے یہان مہتم بالشان امر کھانا پینا ہے جو دوسری قومون کے میل جول اور ربط ضبط کے لیے ایک بڑی دیوار حائل ہے برہمنون کو مذہب سے تو غرض تھی نہین جو اُسکی پابندی کا خیال ہوتا اُنکو تو اپنی وچھنا اور برہم بھوج سے سروکار تھا اسواسطے اُنھون نے اُسی کا زیادہ التزام کیا عقائد مذہبی کی اُن کو کیا پروا تھی۔

اپنے ہاتھ سے روٹی نہین پکاتے صاف پانی نہین پیتے میل کچیل برتنون کا دھوون گھرون سے مانگ کر لیجاتے ہین اُسی کو پیکر زندگی بسر کرتے ہین جوتا نہین پہنتے نہ بال سر پر رکھتے ہین کہ جوئیین پڑینگی غسل بالکل نہین کرتے اور نہایت ناپاک رہتے ہین انکے افعال و اقوال ناشایستہ ناگفتہ بہ ہین۔

ان مین سے جو فریق ایسا ہے وہ بالکل تارک الدنیا علانیہ رہتا ہے عورتین بھی اس مذہب کی سر منڈوا کر اس پنتھ مین شامل ہوجاتی ہین اور آزادانہ طور سے رہتی ہین اور بے پردہ دربدر روٹی مانگتی پھرتی ہین۔

یہ ڈونڈیہ پنتھ عجیب قسم کا ہے۔

بھیک مانگنا جو بدتر گناہ ہے وہ اُنکے نزدیک اعلیٰ درجے کا حُسن عمل ہے۔

کسی کو کوئی ظلم یا کبیرہ گناہ کرتے ہوئے دیکھکر روکنا انکے یہان بڑا گناہ ہے۔

یہ لوگ گھر واسہ بھی نہین کرتے عورتین اور مرد مجرد رہنا ثواب سمجھتے ہین مگر عورتون اور مردون کا ایک جگہ مجتمع رہنا گناہ نہین خیال کرتے

جب اس پنتھ مین کوئی مرد یا عورت داخل کی جاتی ہے تو اس پنتھ کے گرو جمع ہوتے ہین اور بڑی خوشی کرتے ہین عورت کے سر کے بال کھسوٹ کر اوسکا سر صاف کر دیتے ہین اور پھر اپنے طریق مین اُسکو داخل کر لیتے ہین۔

اہل ہنود کی بیوہ عورتین اکثر اس پنتھ مین شامل ہوجاتی ہین۔ اور خویش و اقارب سے کنارہ کر کے گھر بار چھوڑ کر ایسے لوگون مین جا ملتی ہین اور انھین کے ساتھ زندگانی بسر کرتی ہین۔

اب مین ناظرین کو اس جانب متوجہ کرنا چاہتا ہون کہ جن کو اپنے مذاہب کی نسبت یہ دعویٰ ہے کہ ہمارے مذہب موافق قانون فطرت ہین اور ہم خدائی دین کے تابع فرمان ہین۔

گوشت کی ممانعت پہلے اس طرح سے نہین تھی بڑے بڑے بھگت اور رشی برغبت تمام اسکو کھاتے
تھے غالبًا دوسرے عہد برہمنی مین گوشت کھانے کا انتظام کیا گیا بودھ والون کے یہان
گوشت خواری اور مورتی پوجن جرم تھا انکے دھرم مین دونون کا عمل درآمد تھا جو قومین
بودھ مذہب کی یہان مغلوب ہو کر رہین مورتی پوجن برہمنون کا انکو اختیار کرنا پڑا اور گوشت
نہ کھانے کا طرز برہمنون کو بودھ والون کا پسند آیا ہم یہ نہین کہہ سکتے کہ فریقین کے باہم ایک
مدت تک جدال وقتال رہی تو اُس پر یہ فیصلہ ہوا کیونکہ ہمارے پاس وہ صلحنامہ نہین ہے
جو اُنکے باہم ہوا تھا مگر اسمین شک نہین کہ جب برہمنون نے دوبارہ بودھ والون پر غلبہ پایا
اور ہزارون لاکھون کو اس ملک سے نکالدیا تو جو لوگ یہان بودھ مت کے رہے وہ بھر نوع
دب کے رہے اور دبنے کی حالت مین فریق غالب نے سخت شرائط پر ان لوگونکو اس ملک
مین رہنے کی اجازت دی ہوگی برہمنون کا اصل اصول بُت پرستی تھا اسی شرط کو اُنھون
نے بودھ والون سے منظور کرایا اور بودھ والون کا بڑا اصول جیو رکھشا تھا وہ برہمنونکو
قبول کرنا پڑا جسکی تعمیل سب سے زیادہ بنیون نے کی خواہ آپس کی مجانست اور موانست نے
جو عرصے کے بعد ایک جگہ رہنے سے ہوگئی بت پرستی کا رواج بودھ والون مین کردیا
جیسے پردے کا رواج اہلِ ہنود مین قطعی نہین تھا اور لباس بھی اُنکا اور ہی وضع کا تھا
مسلمانونکی مجانست سے اُنھون نے پردے کی رسم اختیار کی اور اُنھین کا لباس زیب تن کیا۔
اب جو بودھ مت والے **جین دھرم** کے نام سے مشہور ہین وہ بھی علانیہ بُت پرستی
کرتے ہین اور **پارسناتھ جی** کی مورت اپنے مندرونمین نصب کرتے اور پوجتے ہین
جسطرح سے برہمن چوبیس اوتار کو خدائی مین شریک کرتے ہین ایسے ہی وہ چوبیس تیرتھنکر کی
نسبت یہ عقیدہ رکھتے ہین اور بھجن گاتے اور پوجا کرتے ہین الغرض برہمنون نے بودھ والونکو
بھی اپنی مت کا کرلیا جیسے وہ مشرک ہین ایسے ہی جین والے ہین۔

جین مت

جیو ہتیا کی احتیاط مین تو اس درجہ مبالغہ اور غلو کیا ہے کہ مونھ کو ہر دم بندھا رکھتے ہین

اظہار کیا گیا ہے جسکے سبب کسی نے کچھ اور کسی نے کچھ مطلب سمجھا اور باعث اختلاف کا ہوا لیکن **قرآن** مین اصول ایمان کو جن پر مذہب کا دار و مدار ہے ایسی وضاحت اور تفصیل سے بیان کیا ہے کہ جس سے سامع کو کوئی اشتباہ کسی قسم کا نہین رہتا نہ تاویل کی ضرورت ہوتی ہے۔

فروعات مین بعض بعض کلمات البتہ اس طرح کے ہین کہ جنکے معنی مین تاویل کی جاتی ہی اور کوئی کچھ اور کوئی کچھ معنی لگاتا ہی مگر اس سے کوئی دقت واقع نہین ہوتی بلکہ باعث آسانی اور سہولیت کا ہے کہ عاقل جس پر چاہے عمل کرے۔

سب سے پہلے ہمکو وہ اصول قائم کرنے چاہیین کہ جو از روے فطرت مذہب کے لیے نہایت ضروری اور مہتم بالشان امور ہین پھر دیکھنا چاہیے کہ وہ کس مذہب مین پائے جاتے ہین اور کس مین نہین۔

اول اصول اور لب لباب اور سب سے بڑا مسئلہ خداوند جل و علی شانہ کے وجود کا ہی کہ ہم اُسکی ذات کو تسلیم کرین کہ وہ مالک اور خالق روے زمین اور تمام عالمون کا ہے اور وہ ہم سے ہر قسم کا مواخذہ کرنے والا اور ہمکو عذاب و ثواب دینے والا ہے کسیکو اُسکے حکم مین دخل نہین سب اُسکے تابع فرمان ہین ایک ذرہ بے اُسکے حکم کے ہل نہین سکتا اور جو اوصاف اُسمین ہین وہ کسی مین نہین۔

یہ ہم پہلے لکھ آئے ہین کہ فطرت خود ہمکو بتلا رہی ہے کہ کوئی ہمارا خالق ایسا ہے کہ جسنے یہ کارخانہ بنایا ہے اور سب کا وہ مالک ہی اسی کی بادشاہت آسمانون اور زمین مین ہے اور جو کچھ اُسکے اندر ہے وہ اُسی کے قبضۂ قدرت مین ہی وہ سب سے نرالا اور یگانہ ہی نہ کوئی اُسکا شریک و عدیل ہے اور نہ کوئی مصاحب اور وزیر۔

وہ قدیم ہے جسکو کبھی کسی قسم کا تغیر تبدل نہین ہوگا جس حالت مین ہے اُسی حالت مین ہمیشہ رہے گا۔

مذاہب ثلثہ

یہود ۔ نصاری ۔ مسلمان تینون مذہبون کے دعویدار اپنے اپنے مذہب کو دین حق اور بموجب فطرت کے کہتے ہین اور تینونکے پاس جو مذہبی قانون ہے اُسکو آسمانی کتاب تبلاتے ہین اور یہ تینون مذہب تمام روے زمین کو گھیرے ہوے ہین کسی ایک مُلک یا ایک قطعہ زمین مین محدود نہین ہین ۔

یہ تینون مذہب خدا کو خدا سمجھتے ہین اور انبیا کے اور اُنکی رسالت اور وحی کے قائل ہین اور قیامت کا ہونا بھی مانتے ہین ۔

تاریخ سے ان تینون مذہبونکی اصلیت ابتداے آفرینش بنی نوع انسان سے پائی جاتی ہے اور تینون کے نزدیک یہ امر مسلم ہے کہ سب سے پہلا انسان حضرت آدم علیہ السلام اس زمین پر آیا جسقدر انسان ہین سب اُسی کی اولاد ہین اُسی کو مجوس آباد اور دیگر مشرکین آد اور مہادیو کہتے ہین ۔

اُسکی پیدائش اور دنیا مین آنا اور وحدانیت اور رسالت کا قائل ہونا بھی تینون مذہبونکے نزدیک ایک ہی طرح سے ہے جسمین کچھ تفاوت نہین ۔

آدم علیہ السلام کی رسالت بھی تینونکے نزدیک مسلم ہے اور تینونکے یہان ایک ہی نام ہے یہود کے یہان موسیٰ علیہ السلام تک اور نصاری کے یہان حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک اور اہل اسلام کے نزدیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک نزول وحی کی حد ہے ۔

ان تینون کی کتابین آسمانی ایک دوسری کی تصدیق اور واقعات کا حال ایک ہی وضع اور نام سے ظاہر کرتی ہین ۔

توریت مین تشبیہات زیادہ زبور ۔ انجیل مین کم اور قرآن بالکل مفصل ہے ۔

توریت ۔ زبور ۔ انجیل مین کنایون اور اشارات مین اکثر مطالب کا

دنیا مین ہمکو کوئی شے اور کوئی وجود ایسا نہین ملتا جو خود بخود ہوگیا ہو اور کوئی اُسکا صانع نہو سب اشیاء دنیا کی اُسی وقت بنی ہین جب اُن کے صانع پہلے پیدا ہوگئے ہین اس سیلیے مقتضائے فطرت دنیا مین یہی امر ہے کہ ہم خالق عالم کے وجود کو سب سے اوّل تسلیم کرین۔

جب یہ معلوم ہوگیا کہ بے شک اس موجودات کا کوئی خالق ہے اور اُسکی ذات کے وجود کو تسلیم کرنا مقتضائے فطرت ہے تو اب اُسکے اوصاف ہمکو ازروے فطرت دریافت کرنے چاہیین کہ وہ کن اوصاف کے ساتھ متصف ہے۔

سب سے اعلیٰ اور افضل قدرت کا نمونہ انسان ہے اسپر نظر ڈالو کہ یہ کیا تھا اور کیا سے کیا ہوگیا۔ اگر غور کرو تو قدرت نے بڑی ہی شان اور جلوہ گری کا اظہار کیا ہے کہ ایک قطرۂ منی سے جو محض ناپاک تھا اور جسکے نام لینے سے بھی نفرت آتی ہے حضرت انسان کو کس صناعی کے ساتھ پیدا کیا ہے کہ خون سے تو منی بنائی تھی پھر وہ رحم عورت مین جاکر خون ہوگئی اور اُسکے اثر نے حیض کے خون کو اپنی جانب کھینچنا شروع کیا وہ خون جو ماہوار عورت کے شکم سے جاری ہوتا تھا اب وہ رحم مین جمع ہونے لگا اور جمع ہونے سے اُسمین غلظت آگئی غلیظ ہوکر ہڈیان گوشت کے ساتھ بننی شروع ہوئین اور پھر ایک ہی چیز نہین صدہا چیزین اپنے اپنے موقع پر اور کس خوبی کے ساتھ اُنھین ناپاک اور متنفر چیزونکے میل سے بنین جنکے دیکھنے سے کراہیت اور حقیقت پر نظر کرنے سے نہایت ہی حیرت اور تعجب ہوتا ہے۔

وہی مرد اور عورت کا خون ہے جس سے ہڈیان علیحدہ بن رہی ہین بال علیحدہ دانت۔ ناک۔ آنکھین۔ کان۔ ہاتھ۔ پاؤن۔ سر۔ ناخن وغیرہ اعضاے ظاہری اور اندرونی اعضاے دل۔ جگر۔ دماغ وغیرہ علیحدہ بن رہے ہین جن مین سے ایک کی شرح کے لیے بھی دفتر چاہیے اور پھر کسقدر جلد کہ نو مہینے مین یہ مضغۂ گوشت اچھی طرح سے بن سنور کر دم کے دم مین سلامتی کے ساتھ صاف ستھرا عالم شہود مین جلوہ گر ہوگیا۔

نہ اُسکے واسطے مکان کی ضرورت ہی نہ قیام کی حاجت۔ نہ وہ جنم لیتا ہی اور نہ اولاد رکھتا ہی
نہ اُس کے ماں باپ ہے اور نہ بیوی اور نہ خاندان نہ خویش نہ اقارب۔ وہ انسانی
صفات سے بالکل مبرا اور منزہ۔ اور فطرتی اوصاف سے قطعی مُعرّا۔
تمام عالم رائی کے دانے کی برابر ہر دم اُسکے پیش نظر ہے۔
نہ وہ کسی کی عبادت کا محتاج ہے اور نہ ارام و راحت کی اُسکو احتیاج۔
سب کو فنا ہے مگر وہ ذات جیسی ہے ویسی ہی ہمیشہ رہیگی نہ اُسکے واسطے پہلے
کوئی وقت ہی اور نہ آیندہ کے لیے اُسکو وقت کی ضرورت ہے۔
وقت بھی اُسکی ایک مخلوق ہے جیسی کہ روح اور جمیع کائنات اُسکی مخلوقات ہی۔
جب تک ہم ایسی ذات کو بصفات بالا تسلیم نہ کرینگے فطرت کا مسئلہ حل نہین ہوگا۔
کیونکہ جب کسی چیز صنعتی یا علمی پر ہم نظر ڈالتے ہین تو ہمارا فطرتی خاصہ یہ ہے کہ ہمکو اُس
شے کے دیکھنے سے اُسکے واضع اور صانع کی قابلیت کا اندازہ فوراً دریافت ہوجاتا ہی۔
جسوقت کوئی کل یا کوئی کتاب ہماری نظر سے گذرتی ہے تو اُسکو دیکھکر ہم اُسکے
صانع اور مصنف کو گو آنکھ سے نہ دیکھین مگر عقل سے ہمکو اُسکی لیاقت اور قابلیت کا
علم ہوے بدون نہین رہتا پھر کیا وجہ کہ لاکھون کروڑون قدرتی اشیا کو ہم دنیا مین
اپنی آنکھ سے دیکھین اور اُسکے صانع حقیقی نے جو لاکھون صنعتین قسم قسم کی اسمین خفیہ
اور علانیہ رکھی ہین اُنکو دیکھکر اُسکے صانع سے منکر ہوجائین۔
ایسا کرنا فطرت کے محض خلاف ہوگا۔
ہماری عادت ہی یہ واقع ہوئی ہے کہ ایک نقش کے دیکھنے سے بھی فوراً نقاش کا خیال
یقین کے ساتھ ہمارے دل مین آجاتا ہے۔
پس یہ خیال عین فطرتی خیال ہے جو ہم سے کسی حالت اور کسی وقت مین کسی طرح
سے رفع نہین ہوسکتا۔

جنکی خاطر یہ اپنی جان قربان کرتا تھا اور رات دن اُنکے آرام کے لیے سر کھپاتا تھا اور کچھ پروا
اس بات کی نہین تھی کہ ایک دن یہ محبت اور یہ الفت میرے جی کا وبال ہوگی وہ کچھ بھی
اسکی غمگساری اور ہمدردی نہین کر سکتے۔
یہ ہے اور اُسکے اعمال نہ کوئی اسکا رفیق اور نہ کوئی عزیز یہ سب ظاہری دنیا سازی کی باتین ہین
اور غفلت کا پردہ آنکھون پر پڑا ہوا ہے۔
عاقبت کی خبر تو خدا جانے دنیا مین دیکھو تو آدمی کا کوئی بھی ہمدرد اور غمخوار نہین ہے۔
جب تک اسکے ہاتھ کو وسعت ہی دشمن بھی دوست اور انتہا درجے کے مہربان ہین جسوقت
تنگی آئی گھر کے عزیز و اقارب بھی اسکے دیکھنے کے روادار نہین وہ بھی ہردم تحقیر اور خونخوار
نگاہ سے دیکھنے لگتے ہین خود اپنے زن و فرزند کو یہ بار خاطر گذرتا ہے۔
یہ سب کہنے کی باتین ہین سب غرض کے آشنا اور وقت پر دھوکا دینے والے ہین۔
آدمی ناحق اور بے فائدہ اُنکی محبت کے نشے مین دیوانہ ہو رہا ہے دنیا مین دوست صادق
اِسکا ایک بھی نہین۔
دراصل اسکا اصلی اور سچا دوست جو ہردم اسکے اچھے بُرے حال کا خبرگیران اور ہر صورت
اور ہر موقع کا نگران خواہ یہ کسی حال مین ہو اسکو یہ اچھا ہی معلوم دیتا ہے اور وہ اسکے جمیع امور
جسمانی روحانی کا متکفل نہ اس سے کسی چیز کا خواہان نہ اس پر نظر کہ ہندو ہے یا مسلمان اپنے
خزانہ سے ہردم اسکو مالا مال کرنے لیے آمادہ۔ اور دمبدم نگاہِ لطف و کرم زیادہ۔ وہ ذات
اسی خداوند وحدہ لاشریک کی ہی جسنے اسکو پیدا کیا ہی او عدم سے عالم شہود مین لایا ہے۔
وہی اسکا معاون اور مددگار اور بگڑی کا بنانے والا اور وہی اسکو ہر بلا سے بچانے والا ہے۔
دنیا مین دل لگانے اور جان فدا کرنے کی قابل اگر کوئی ذات ہی تو وہ خدا کی ہی ذات ہے
جسکا کوئی عدیل نہین لیکن اسکے اکرام اسکے انعام کا معاوضہ جان قربان کرنے سے بھی نہین
ہو سکتا بقول مرزا غالب

جان دی دی ہوئی اُسی کی تھی	حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہوا

اس شور نے کیا مزہ چکھایا	الحمد لواہب العطایا
جسنے ہمین آدمی بنایا	والشکر لصانع البریہ

یا تو یہ حالت تھی کہ اسکی اصلیت کو کوئی دیکھ بھی نہین سکتا تھا نام لینے سے بھی ستے آتی تھی
یا اب یہ کیفیت ہے کہ گود مین لیتے ہین چومتے ہین چاٹتے ہین آنکھون سے لگاتے ہین اور
یہ زندہ ہے سکو دیکھتا ہے مگر مُردے سے بدتر نہ اسکو یہ خبر ہے کہ مین کون ہون اور یہ کون
لوگ ہین جو مجکو آنکھون پر لیے پھرتے ہین اور کہانسے آیا ہون اور کس حال مین تھا نہ اپنے
جسم کی سدھ ہے نہ کسی چیز کی خبر نہ اُٹھائے سے اُٹھے اور نہ بٹھاے سے بیٹھے۔
دنیا مین آگئے مگر کسی کام کے نہین پھر جو اُسنے بڑھنا اور نشو و نما پانا شروع کیا تو اچھا قوی زبردست
خوب صورت تنومند جوان بنگیا۔
اب کسی کو نظر مین نہین لاتا غرور جوانی پر منڈلا رہا ہے ایسا نشے مین سرشار ہے کہ نہ اپنے فرائض
کا خیال ہے اور نہ کسی طرح کا ملال کہ مجکو اس دنیا مین رہکر کیا کرنا ہے اور کس غرض سے مجکو یہان
بھیجا گیا ہی کس قدر جھگڑے اور کتنے بکھیڑے میرے جی کو لگے ہوے ہین کچھ پروا نہین
اپنے زور مین مست اور اپنی نیند کے نشے مین متوالا ہو رہا ہے۔
موت کا فرشتہ سر پر چڑھا ہر دم موت کا حکم سُنا رہا ہے مگر یہ غافل پڑا ہوا کروٹ تک نہین لیتا۔
یہ بھی ایک دریا کا سا چڑھاو تھا جو وقت معین کے بعد اُتر گیا سب اعضا ضعیف ہو گئے وہ
جسم مین توانائی رہی اور نہ دل مین وہ امنگ نہ وہ رازمائی محض ناقابل مردے سے بدتر ہو گیا
اور ایکدن آخر کو ہزارون حسرتین اور لاکھون تمنائین دلمین لے جا کر راہی مُلک بقا ہوا۔
یا تو اس ذراسی زندگی پر بڑے بڑے انتظام اور بڑے بڑے کام کر رہا تھا اور زمین و آسمان کے
قلابے ملا رہا تھا یا اب دیکھنے کو بھی اسکا کوئی نشان نظر نہین آتا یہ بھی معلوم نہین کہ کہان گیا
اور کیون چلا گیا آرام مین ہے یا تکلیف مین۔
مان باپ زن و فرزند سب ایسا گیا کہ نہ اُسکو اُنکی خبر اور نہ انکو اُسکی اطلاع۔

ہی اُن مین نظر آنے لگتا ہے۔
کہان آفتاب کا جسم اتنا بڑا کہ جسکی برابر ہم کسی جسم کو تشبیہ تک نہین دے سکتے اور کہان ایک ذرا سے ظرف کا پانی اور ایک چھوٹا سا آئینہ جسمین آفتاب سما جاے اور ہمکو نظر آنے لگے اس سے صاف ظاہر ہے کہ کچھ چھوٹے بڑے اور ادنیٰ اور اعلیٰ پر منحصر نہین ہے وہ جلا اور صفائی کا خواہان ہی جہان یہ صفائی ہوگی اُسی جسم مین وہ اپنا انعکاس ڈالیگا۔
قلعی اُسی برتن پر اچھی ہوتی ہے جسمین کلوٹ نہین رہتی اور جسمین میل بھرا ہوتا ہے کیسی ہی قلعی کرو کبھی وہ برتن اجلا نہین ہوتا یہ قصور قلعی کا نہین ہے دراصل قصور اُس برتن کا ہے۔
لیکن اس بیان سے یہ نہین سمجھنا چاہیے کہ خداوند تعالیٰ کا جلوہ کسی کو نظر آتا ہے البتہ اُس کا جلوہ عالم پر پڑتا ہے مگر۔

ہر جائی ہے تیرا جلوہ لیکن	دیکھا تو کہین نظر نہ آیا
تجکو ہی سزا ہے کبریائی	کرسی کا نہ عرش کا یہ پایا

اوپر جو ہمنے انسان کی پیدایش اور اُسکی زندگی کا حال قلم بند کیا وہ اُسکا ایک جسمی خاکا تھا اب جو اُسمین فطرتی اوصاف ہین انپر غور کرو جسکے سبب یہ تمام مخلوقات مین معزز اور محترم ہے۔
قدرت نے جو اوصاف اسکو عطا فرمائے ہین اُنمین سے ایک بھی کسی غیر مین نہین پایا جاتا۔
(۱) یہ کہ اسکو روح دی گئی ہے جو کسی کو نہین دی گئی شاید بعض آدمیون کو یہ خیال گزریگا کہ دیگر حیوانات اور نیز نباتات مین بھی روح ہے اسلیے ہم بتلاتے ہین کہ روح سوا انسان کے کسی مین نہین ہے اور حیوانات اور نباتات مین روح ہرگز نہین اُنمین ایک قوت روان ہے جسکے سبب وہ چلتے پھرتے اور نشو و نما پاتے ہین جسکو **جان** یا **جیو** کہتے ہین۔

روح اور **جان** کا امتیاز دریافت کرو۔

روح ایک جوہر لطیف ہی جو بتلاتی ہے کہ یہ کام نیک اور یہ کام بد ہے وہ کسی حالت مین بدکام سے خوش نہین ہوتی بلکہ مکدر رہتی ہے اسکا اندازہ ہر شخص کر سکتا ہے کہ نیک کام

بڑی بڑی مشکلات مین وہ آن کی آن مین ایسی دستگیری اور فریادرسی کرتا ہے کہ آدمی کو
ازخود بالیقین معلوم ہوجاتا ہو کہ یہ اُسی کا کام ہے اور اُسی کے فضل سے یہ مشکل حل ہوئی ہر
اُسوقت سارے دہریون اور فلسفیون کے اقوال جو خداوندکریم کے منکر ہین باطل اور یک
قلم مردود ہوجاتے ہین -

فطرت کا جوش جب زور کرتا ہے اور آدمی کو اپنی اصلی حالت پر لے آتا ہے تو ہر ایک ملحد
اور منکر خدا سے اُسکی قدرت کاملہ کا اقرار کرادیتا ہے -

جو لوگ مصائب زدہ خصوصًا جہاز کے سفر کردہ ہین اُنسے اس امر کو کوئی دریافت کرے -

---

اس قدرت کے دیکھنے کا انکو بہت ہی زیادہ اتفاق پڑتا ہے اور جو اہل باطن عارف باللہ
ہین وہ تو قدرت کے جلوے مین ہردم محو رہتے ہین -

روحانی خیالات اُسی وقت صاف اور عمدہ اور پاکیزہ ہوتے ہین کہ جب دل صاف ہو
اور دل کا صاف کرنا ریاضت اور نفس کشی پر منحصر ہے جس قدر نفس امارہ کو مارا جائیگا
اور لذات اور خواہشات لایعنی سے اُسکو روکوگے اسی قدر قلب صاف ہوگا اور جب تک
یہ مکدر ہو رہا ہے اُس وقت تک انوار الٰہی کا پرتو اثر انگیز نہین ہوسکتا -

اللہ رب العالمین کا فیض عام ہے اور وہ تمام عالم پر محیط ہے -

یہ امر نہین ہے کہ اُسکا جلوہ کہین پڑتا ہے اور کہین نہین ہر جگہ اسکا جلوہ روشن ہے لیکن
جو اجسام اُسکی قابلیت رکھتے ہین اُنپر زیادہ اثر ہوتا ہے اور جو کم قابلیت رکھتے ہین اُنپر کم
اور جو بالکل نہین رکھتے اُنپر مطلق اثر نہین ہوتا -

دیکھو! آفتاب کیسا جسم روشن ہے مگر تاریک اور مکدر جسم کو وہ ہرگز روشن نہین کرسکتا
جن اجسام کی سطح صاف اور چمکیلی اور شفاف ہو وہ کیسے روشن معلوم ہوتے ہین -

پانی اور آئینے پر غور کرو کہ اُنمین کدورت نہین ہوتی تو اُنکا یہ حال ہوتا ہے کہ خود آفتاب

شیر۔ بھیڑئے۔ چیتے اور لومڑی وغیرہ کے روبرو کیسی ہی سبز گھاس اور پتے رکھو وہ
کبھی نہین کھائینگے اُنکی غذا گوشت ہے۔
گائے۔ بیل۔ بھینس وغیرہ گوشت کھانے سے بالکل متنفر ہین اس سے معلوم ہوتا ہی کہ آدمی کے
اور انکے ذائقے مین ضرور تفاوت ہی اور جو ذائقہ آدمی کو دیا گیا ہے وہ ذائقہ ہی اور ہے
اور حیوانات کو بھی جو ذائقہ دیا گیا ہے وہ بھی مختلف ہی چیل اور گدھ کے روبرو مٹھائی مٹی
کی برابر ہے خواہ کسی قسم کی ہو پھر جو چیزین وہ کھاتے ہین اُنکی ماہیت سے قطعی بیخبر ہین
صرف اسقدر ادراک اُنکو ہے کہ یہ ہماری خوراک ہے۔
یہ ہرگز نہین سمجھتے کہ یہ گھاس یا درخت کے پتے ہین یا زراعت کے ڈوکھے اور کیسے اُگتے ہین
اور کسطرح سے ہمارے کھانے مین آئے ہین اُنکو کھانے سے غرض ہے۔
باصرہ کی قوت بھی اُنکی ایسی ہی ناقص ہے کہ وہ جس چیز پر نظر کرتے ہین اسکی اصلیت کو
نہین سمجھ سکتے اگر وہ اصلیت کو جانتے تو اپنے سے ادنی جانور کو دیکھکر کیون خوف کھاتے۔
گھوڑے اور اونٹ کو دیکھو کہ کیسے قوی جانور ہین اور ادنی جانور بیل اور گدھے اور خرگوش تک
کو دیکھکر بھڑک جاتے ہین گاڑی کی گڑگڑاہٹ سے بالکل بے قابو ہوجاتے ہین۔
شیر سب سے زیادہ بے باک اور دلیر جانور ہی مگر آگ کے دیکھنے سے کوسون بھاگتا ہے۔
ہاتھی جو نہایت قوی ہیکل ہے ایک پٹاخے کی آواز کی سہار نہین کرسکتا۔
یہی حال اُنکے دیگر حواس کا ہی اور وہم وخیال تو اُنکو مطلق نہین ہے نہ وہ اپنی حالت پر غور
کرسکتے ہین نہ کوئی منصوبہ کسی طرح کا اپنے دل مین باندھ سکتے ہین نہ خود واقف ہین کہ ہم کون
ہین کسی طرح کے نیک و بد کی اُنکو تمیز نہین بمقابلہ انسان کے اُنکی زندگی ایسی ہی جیسی نباتات
کی کہ وہ نشو ونما پاتے اور آدمی کے کام آتے ہین اُنمین جو قوت ہی وہ جب زائل ہوجاتی ہے
تو وہ بے جان ہوکر گر پڑتے ہین مثل انسان کے اُنکی جان قائم نہین رہتی کہ دوسرے عالم کی سیر کرے۔
اور یہ قوت جمادات مین بھی پائی جاتی ہے صرف اُنکی قوت اور حیوانات کی قوت مین اسقدر

کرنے کے بعد روح پر غور کرو تو اُسکو ایک طرح کی فرحت اور خوشی حاصل ہوتی ہے اور بد کام
کرنے سے گو حظ نفس ہو مگر روح پر کلفت کا اثر دیر تک رہتا ہے پس یہ روح ہی ہے جو نیک
و بد افعال سے خوش اور غمگین ہوتی ہے اور یہی **نفس ناطقہ** ہے۔

جس قدر عمدہ اور پاکیزہ خیالات دل مین حلول کرتے ہین وہ روح کا اثر ہے عقل روح
نہین ہے وہ روح کی مشیر اور اُسکی صلاح کار ہے۔

فطرت نے روح کی حفاظت کے واسطے جہان اور مددگار اور محافظ دیے ہین اُنمین عقل اعلیٰ ہے۔

روح تمام جسم کے رگ و ریشہ مین دائر اور سائر ہے رنج و راحت جو کچھ پہونچتا ہے وہ روح
کو ہی محسوس ہوتا ہے۔

حواس خمسہ باصرہ۔ سامعہ۔ لامسہ۔ ذائقہ۔ شامہ جنکو حواس ظاہری کہتے ہین
اور وہم خیال حس مشترک وغیرہ باطنی حواس سب روح کے تابع فرمان ہین۔

اگر یہ کہو کہ یہ قوتین دیگر حیوانات مین بھی پائی جاتی ہین کہ وہ بھی دیکھتے۔ کھاتے۔ پیتے اور
سُنتے ہین اور باطنی حواس سے اپنی مُضر اشیا کو دریافت کر لیتے ہین اور اُس سے اپنے کو بچاتے ہین
اور اپنے آرام و آسایش کے لیے صدہا طرح کے بندوبست کرتے ہین جس سے بخوبی عیان ہے
کہ جیسے حواس انسان کو دیے گئے ہین ویسے ہی دیگر جانورونمین موجود ہین۔

لیکن حقیقت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ فطرت نے موافق اُنکی حفاظت کے اُنکو سمجھ دی ہے
جیسی سمجھ انسان کی ہے ویسی اُنکو ہرگز نہین دی گئی اگر ایسی سمجھ اُنکو دی جاتی تو وہ کبھی
انسان کے بس مین نہ آتے بلکہ آدمی کا دنیا مین رہنا مشکل کر دیتے۔

ایک ذائقہ کی قوت پر نظر کرو کہ آدمی کے ذائقے اور حیوانات کے ذائقے مین نہایت تفاوت ہے
یہ نباتات گھاس لکڑی وغیرہ آدمی کو تلخ اور بدمزہ معلوم ہوتی ہے اور چارپایون کو شیرین اور
خوش گوار کہ وہ مزہ کے ساتھ برغبت تمام کھاتے ہین اور بعض چارپائے اُس کو
سونگھتے تک نہین۔

کی ہو وہ گناہ پر اٰمادہ نہین ہو سکتے ہر حال اور ہر وقت مین وہ تابع فرمان خداوند ذوالجلال کے رہتے ہین
یہی وہ فطرتی اثر تھا جسنے **یوسف** علیہ السلام کو زلیخا جیسی حسین اور دلربا شاہزادی سے
ایسی حالت مین کہ جسمین انسان بے اختیار ہو جاتا ہے گناہ سے باز رکھا۔
کافرون کو دیکھو کہ دُنیا کے معاملات مین وہ کیسے سنجیدہ اور سریع الفہم کہ بڑے مشکل عقدون کو
ایک نگاہ مین حل کرتے ہین اور ایسے چالاک اور ہوشیار ہین کہ کسی عیّار کے دام فریب مین
نہین آسکتے مگر مذہب کی جانب سے ایسے کودن اور بے مغز کہ مطلق غور نہین کرتے اور اُن کو
ذرا بھی خیال نہین ہوتا کہ ہمارا مذہبی عقیدہ درست ہی یا نادرست۔
اُنکو خواہ کوئی کیسی ہی ترغیب دے اور کیسی ہی دلائل اور براہین اُنکے روبرو کوئی پیش کرے وہ
اُس جانب مائل ہی نہین ہو سکتے اور اُس طرف کا اُنکو خیال بھی نہین آسکتا ورنہ اقتضاے فطرت
انسانی یہ ہے کہ جس امر مین یہ اپنا کچھ بھی فائدہ سمجھتا ہے اُسکی جانب بجان و دل متوجہ ہو جاتا ہے
اور اُسکے موانع کا دفعیہ بڑی کوشش اور سعی کے ساتھ کرتا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ ایسے بڑے
فائدہ کے لیے یہ راغب نہین ہوتا اور ایک عارضی اور ناپائدار نفع کی خاطر ہر دم اپنی
اوقات گرانمایہ کو ضائع کر رہا ہے۔
جو انسان ذرا سی عقل بھی رکھتا ہے اُسپر کوئی مقدمہ فوجداری کا خدانخواستہ دائر ہو
اور وہ اگرچہ ہنوز ماخوذ بھی نہوا ہو لیکن اس خیال سے کہ شاید جرم ثابت ہو جاے اور مین
سزایاب ہو جاؤن ایک دم چین سے نہین بیٹھ سکتا خواہ اُسکا گھر برباد ہو جاے اور زن
و فرزند کیسے ہی فاقے سے مرین یہ اپنے بچاؤ کیواسطے اپنی محنت اور خرچ مین کمی نہین کر سکتا۔
گو یہ اچھی طرح سے جانتا ہو کہ جو جرم مجھ پر لگایا گیا ہے اُسکی سزا دائم الحبس نہین پھانسی نہین
صرف چندروز کی سزاے قید یا جرمانہ ہے مگر وہ ہرگز اُس سے غافل نہین رہ سکتا اور خواہ اُسکو
کیسا ہی یقینی ذرائع سے اطمینان دلاؤ وہ مطمئن اور فارغ البال نہین ہو سکتا۔
موت کا حکم خدا کے گھر کا ہر دم منادی کر رہا ہے اور باآواز بلند سبکو پکار رہا ہے کہ موت کیواسطے

تفاوت ہی کہ ان مین روانی ہے اُن مین نہین وہ نشو ونما پاتے ہین اور یہ نہین۔
ان کی توالد تناسل پر نظر کرو تو یہ وصف بھی اُن مین ایسا نہین ہے جیسا آدمی مین ہے
عورت کو حیض ہوتا ہی اور حیض کے خون سے بچہ بنتا ہی حیوان مطلق مین یہ بات نہین پائی جاتی۔
اُنکی شہوت بھی وہ شہوت نہین ہے جو آدمی مین ہے نر اور مادہ کو جفتی کی خواہش اُسیوقت تک
رہتی ہے جب تک نطفہ قرار نہین پاتا جہان نطفہ ٹھہر گیا نر مادہ کو اور مادہ نر کو سونگھتی تک
نہین اور آدمی کو ہر حالت مین بدستور وہی خواہش رہتی ہے ۔اس سے ظاہر ہے کہ آدمی کی جو
خواہش ہے اَور ہے اور حیوانات کی خواہش صرف بضرورت نسل ہے۔
پھر ایک تفاوت یہ ہی کہ جب تک اُنکے بچّے پرورش نہین پاتے اُسوقت تک بچّے حیوانات کو
اور حیوانات بچّونکو نہین چھوڑتے بڑے ہونے پر وہ بالکل اجنبی ہو جاتے ہین۔
غرضکہ روح جسکے واسطے یہ سب کارخانہ قدرت نے قائم کر رکھا ہے صرف حضرت انسان ہی کا
حصہ ہے اور اسی کے باعث یہ جملہ مخلوقات مین اشرف المخلوقات کہلاتا ہی اور اسی واسطے اسکے لیے
جزا و سزا ہے اور اسی مین کوئی بڑا اسرار الٰہی ہے جسکو ظاہر نہین کیا گیا۔
روح روح مین بھی تفاوت ہی ایک روح ایماندار (فرمان بردار) بندونکی ہے اور ایک روح کافرون
(نافرمانون) کی ہے جو روح فرمان بردارون کی ہے اسمین بھی کئی درجے ہین۔
ایک تو وہ ہین جو دل سے خداوند تعالیٰ اور اُسکے احکام کو تسلیم کرتے اور مانتے ہین مگر عمل
نہین کرتے اور مغلوب النفس ہین۔
دوسرے وہ ہین کہ درمیانی چال چلتے ہین بہت سے نیک اور بہت سے بدکام اُنسے سرزد ہوتے ہین۔
تیسرے وہ اللہ کے بندے ہین جو ہر دم نیکیون مین مشغول اور مصروف ہین اور خالق
عالم کی نافرمانیون سے کوسون بھاگتے ہین اور وہ سابق بالخیرات ہین کہ نیکی کرنے سے
کسی وقت اُنکو سیری نہین ہوتی۔اس تیسرے فریق مین سے ایک فریق اُن بندگان
عالی شان برگزیدہ کا ہے جنکا انتخاب خود قدرت نے کیا ہے خواہ کوئی صورت کسی قسم

اور قوم کے اور اپنے خاندان کے لعن وطعن اور رسوائی کا مطلق لحاظ و پاس تک نہین کیا اور نہ قہر سلطانی سے خوف آیا۔

جن لوگون کا دل خدا کی جانب سے غافل اور دنیا مین شاغل ہے اور وہ مذہب کی تلاش اور تفتیش کچھ نہین کرتے آبائی تقلید پر مرمٹے ہین اور اُنکو کسی وقت یہ خیال نہین آتا کہ ہمارے عقائد مذہبی کیسے ہین قدرتی ہین یا مصنوعی باپ دادا جو گذرتے چلے گئے وہ محقق تھے یا مقلد مرنے کے بعد خاص ہماری فرات سے سوال ہوگا آبائی تقلید ہمکو کچھ فائدہ نہین دیگی۔

اگر ہمارے باپ دادا گمراہ اور خلاف حکم خدا ہوے تو اُنکا اتباع ہمارے لیے سم قاتل ہوگا اور پھر ہم دوسری بار دُنیا مین نہین آئینگے جو تلافی مافات کرسکین صرف ایک دفعہ کی زندگی اعمال اور عقائد کے لیے عطا کی گئی ہے۔

فطرت کا یہ خاصہ ہی نہین ہے کہ مرنے کے بعد دوسری مرتبہ پھر دُنیا مین کسی کو بھیجا جاے آج تک کوئی مردہ لوٹ کر نہین آیا عدم کا راستہ وہ ہے جسکی واپسی نہین۔

جنکو یہ خیالات نہین آتے وہ اچھی طرح سے یقین کرین کہ اُنکی روحین از روے فطرت خبیث ہین جنکو دوزخ مین جھونکدیا جائیگا۔

گو وہ یہان چندروزہ زندگی مین دنیا کا مزہ اُٹھالین اور جو جو دل کی حسرتین ہین وہ ایک وقت معین تک جب تک کہ اُنکو موت نہین آتی ہے بخوبی نکال لین مگر مرنیکے بعد وہ یہی فریاد کرینگے کہ ہاے "کیا اچھا ہوتا کہ ہم دنیا مین مٹی ہوتے"۔

وہ حکومت اور دولت اور وہ عیش جب سب خاک مین ملجائیگا تو کچھ بھی یاد نہین آئیگا صرف ایک خواب وخیال سا رہجائیگا اس وقت وہ یہ کہینگے کہ "ہمکو ہمارے باپ دادا اور سرداروں اور دنیا کے جاہ وحشم نے برباد کیا،، ہم جسکو نوش سمجھتے تھے وہ سراسر نیش تھا جسکو امرت خیال کیا تھا وہ زہر ہلاہل تھا اور سردار اسی طرح سے اُنکو نادم اور شرمندہ کرینگے کہ تمنے ہمکو کھویا۔

کاش اُس دولت اور ثروت کی عوض ہم دُنیا مین محتاج اور ذلیل ہوتے فاقے کرتے ہر قسم کے

ہوشیار اور خبردار ہو جاؤ اور ہزاروں لاکھوں کو اپنی آنکھوں کے روبرو روزمرّہ مرتے ہوے
دیکھتے ہیں پھر بھی کچھ پروا نہیں ہوتی اس عارضی زندگی کو حیات ابدی اور سرمایۂ جاودانی جانتے ہیں۔
پس اسکی وجہ یہی ہے کہ اُن کفار کی روح از روے فطرت وہ جوہر لطیف نہیں ہے کہ جو ایمان وار بندونکی ہے
ایمان دار دل ایماندار روح ہر دم اور ہر لحظہ اسی ذکر و فکر مین مصروف و مشغول رہتی ہے۔
مرد مومن دار آخرت کی درستی اور صلاح کے لیے دنیا کو مزرعۂ آخرت سمجھکر مونہ لگاتا ہے ورنہ
دل سے ہرگز راغب نہیں ہوتا اور یون کہتا ہے۔

مرا در منزل جانان چہ امن و عیش چون ہر دم جرس فریاد میدارد کہ بر بندید محملہا

وہ نفیس اور پاک روحین خواہ کسی قوم اور ملت مین جنم لین اور کیسے ہی جان و مال کے خطرے
اُنکو پہونچین وہ خدا کو نہیں بھول سکتین۔
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیسے بُت پرست اور اشد کافر کے گھر مین جنم لیا تھا کہ تمام
خاندان اور قوم کے آدمی اور بادشاہ تک خدا کے منکر تھے اور انھون نے قسم قسم کے عذاب بھی دیے اور
بادشاہی قہر و غضب سے بھی سب طرح سے ڈرایا مگر وہ ہرگز اُنکے ڈرانے سے نہیں ڈرے اور بہت
جوش اور مبالغہ کے ساتھ بتون کی توہین اور اُنکے عقیدے کی تذلیل نہایت جرأت اور
جوان مردی سے کرتے رہے۔
وہ کیا چیز تھی جسکے باعث اُن بت پرستون ملحدون جاہلون کو پکار پکار کر کہتے تھے کہ "
اے قوم! اس گمراہی اور جہالت سے باز آؤ اور وحدہ لاشریک جس نے تمکو اور تمھاری قوم
کو پیدا کیا ہے اُسکی عبادت کرو"
"وہ تمھارا اور تمھارے باپ دادا کا رب ہے"
کیون بتون کی پرستش سے عذاب الٰہی اپنے اوپر لیتے ہو اور کس واسطے اس تبہ کار عقیدے سے
اپنے مکان ہمیشہ کے لیے دوزخ مین بناتے ہو۔
وہ روح پاک تھی جو ایسی بدکار قوم سے نکل کر علحدہ ہو گئی اور اُسنے قوم کو للکارنا اور پکارنا شروع کیا

انسانی خواص

(۳) انسان کو علم دیا گیا ہے جو دیگر حیوانات کو نہین دیا گیا۔
(۴) سخاوت۔
(۵) شجاعت۔
(۶) امانت۔
(۷) دیانت خاص انسان ہی کا حصہ ہے جس سے کل جانور محروم ہین۔
یہان دو وصف **شجاعت** اور **امانت** کی ہم تشریح کرینگے باقی کی صراحت کی ہم ضرورت نہین دیکھتے۔

شجاعت

شجاعت

شجاعت اس جوانمردی اور بہادری کا نام ہے کہ جہان موقع جان کے لڑانے اور خطرے مین ڈالنے کا ہو وہان آدمی جرأت کرے اور کچھ خیال اُسکو اپنی جان کے جانے کا نہین رہے۔
یہ وصف انسان کا کس وقت برانگیختہ ہوتا ہے **اول** حفظ آبرو **دوم** حفظ جان **سوم** حفظ مال **چہارم** حفظ دین۔ انہین سے تین وصف تو دیگر حیوانات مین مطلق نہین ہین حفظ جان کے واسطے وہ بھی حملہ آوری کرتے ہین جیسے شیر۔ چیتا۔ ہاتھی۔ سانپ۔ بچھو وغیرہ کہ اپنی جان کے خوف سے وہ آدمی کو مار لیتے ہین وہ شجاعت نہین ہے انسان کی بہادری سے اُسکو کوئی مناسبت ہی نہین ہے وہ حملہ آوری اُنکا خاصہ ہی ہے خواہ اُنکا دوست ہو یا دشمن اور موقع ہو یا بے موقع اُنکو حملہ آوری سے غرض ہے

نیش عقرب نہ از پئے کین ست	مقتضائے طبیعتش این ست

شیر اپنے پرورندہ کو اور ہاتھی فیلبان کو اکثر مار ڈالتا ہے جو خاصہ ان جانورونکے اندر ہے اُسکو شجاعت نہین کہتے ہین جُبن اور تہوّر کا جو وسط ہے اُسکو شجاعت کہتے ہین جس سے حیوان مطلق کوسون دور ہین۔

امانت

امانت

یہ بار امانت آدمی پر ہی ڈالا گیا ہے اور اسی نے اس بار امانت کو اپنے سر پر اُٹھایا ہے

مصائب اُٹھاتے لوگ ہمکو ذلیل رکھتے دولت۔ثروت۔حکومت کچھ ہمکو ندی جاتی صرف ہم خداے واحد کی عبادت کرتے اور اس دام فریب مین نہ آتے تو آج کیون اس بلا مین مبتلا ہوتے دنیا کی ہزار مصیبتون اور آفتون کو ہم جھیل لیتے یہ عذاب ہمکو ندیا جاتا۔

لیکن اُس وقت کا یہ افسوس کچھ فائدہ ندیگا اور اُس پچتانے سے کچھ حاصل نہوگا۔

(۲) انسان کو عقل عطا ہوئی ہے جو کسی کو نہین دی گئی اور قدرت نے یہ جوہر نفیس اور نلے بہا بھی اُسی کو بخشا ہے حیوانات مطلق مین یہ ادراک نہین ہے۔

یہ عقل وہ چیز ہے کہ جہان ہماری نگاہ نہین پہونچ سکتی جسکو حواس ظاہری نہین پاسکتے وہان وہان یہ پہونچ جاتی ہے اور اصل کا پتہ لے آتی ہے۔

یہی اشیا کو اور اُنکی حقیقت کو کماینبغی دریافت کرتی ہے اور طرح طرح کے تجربونسے نتائج نکالتی ہین حیوان مطلق کو جو سمجھ دی گئی ہے وہ اُس سے کسی چیز کی اصلیت یا حقیقت کو ہرگز دریافت نہین کرسکتے صرف انکو اتنی ہی سدھ ہے کہ وہ اپنی خوراک اور آرام کی چیزون کو جانتے ہین اور اپنے مُضر کو پہچانتے ہین انسان کی عقل ہے کہ عالم بالا تک کی اشیا کو دریافت کرتی ہے اور اُنکی حقیقت معلوم کرکے قسم قسم کی اشیا اور چیزین بناتی ہے۔

جس قدر آرام و آسایش کا سامان اس عالم مین پھیلا ہوا ہے وہ عقل کا ہی زور ہے۔

اگرچہ بعض چرند پرند اپنے لیے عمدہ مسکن اور گھونسلے بنا لیتے ہین لیکن وہ اُس عقل سے بہرہ نہین رکھتے جو انسان من ہے وہ ایک طرح کا گھونسلا یا مکان بنانا اُنکا فطرتی خاصہ ہے کہ جب وہ بنائینگے اسی قسم کا بنائینگے۔

چڑیا اپنی وضع کا اور دیگر اپنی وضع کا گھونسلا بنائیگا دوسری وضع کا ہرگز اُس سے نہین بن سکیگا۔

انسان ہے کہ روزمرہ نئی ایجاد نئی وضع نیا طرز ہر ایک امر مین اپنی عقل خداداد سے کرتا اور بناتا رہتا ہی۔

انسان کی عقل غیر محدود اور حیوان مطلق کی سمجھ بالکل محدود ہے۔

"آسمان بار امانت نتوانست کشید	قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند"

(۸) انسان فاعل خود مختار ہے اپنے اقوال اور افعال مین وہ پورا آزاد ہے اور اس آزادی ہی کا باعث ہی جو زمانہ بھر کے جھگڑے دنیا بھر کے بکھیڑے اسکے پیچھے لگے ہوئے ہین حیوانات مین یہ وصف نہین ہے وہ خود مختار ہرگز نہین صرف اپنی خورش اور آسایش کا انتظام وہ اسی فطرتی قاعدے سے کر سکتے ہین کہ جو اُنکے لیے مخصوص ہے۔

(۹) انسان مین ہمدردی ہے ہر ایک کے رنج و راحت مین یہ شریک ہوتا ہے اپنی قوم اپنے خاندان اپنے عزیز و اقارب کے سوا تمام بنی نوع انسان اور حیوان کے آرام کے لیے ہزارون تدبیرین اور کوششین کرتا ہے اُنکی اصلاح اور فلاح کے لیے جان و مال خرچ کرتا ہے اور اپنی زندگی کا نتیجہ اور ذاتی فرض ہمدردی کو سمجھتا ہی یہ وصف نہایت ہی اعلی اور افضل انسان مین ہے۔

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو ورنہ طاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کروبیان

یہ چند اوصاف مذکورۂ بالا جو ہمنے انسان کے ظاہر کئے انکے ملاحظے سے ثابت ہی کہ قدرت نے جو اوصاف فطرتی انسان مین رکھے ہین وہ کسی کو عطا نہین فرمائے جسقدر مخلوقات ہی سب مین انسان ممتاز ہے اور جو صنعتین کہ انسان بناتا اور ایجاد کرتا ہے اُن مین انسان کا کوئی وصف نہین پایا جاتا۔

ہزارون کلین اور لاکھون طرح کی چیزین انسان کی بنائی ہوئی موجود ہین اور بعض کلین ایسی ہین کہ لاکھون آدمیون کے زور کا کام دیتی ہین لیکن انسانی وصف اُن مین مطلق نہین ہے۔

گھڑی اگرچہ وقت تبلاتی ہے مگر انسان جیسا تنفس اس مین نہین ہے گھنٹہ ہرچند کہ آواز دیتا ہے لیکن آدمی کا سا نطق اُس مین کہان۔

جس طرح سے انسان کی مصنوعی اشیا قسم قسم کا کام دیتی ہین اسی طرح سے قدرت نے انسانی ضروریات کے لیے حیوان مطلق بنا دیے ہین وہ چلتے ہین پھرتے ہین کھاتے ہین

یہ وہ بار ہے جسکا بجز انسان کے کوئی متحمل نہین ہو سکتا
انسان کو جو روحانی اور جسمانی طاقتین اور حواس ظاہری اور باطنی عطا فرمائے گئے ہین
یہ سب امانت ہین اور زن و فرزند خویش و برادر جس قدر بنی نوع انسان ہین سبکا بار اسکے
ذمے ڈالا گیا ہے اور ہر ایک کا حق اسپر لگایا گیا ہے۔
آنکھ امانت۔ کان امانت۔ ہاتھ پاون امانت جملہ اعضا امانت ہین کہ انکو یہ ضروری کام مین
لگائے بیہودہ اور لغو امور مین ذرا لگایا اور خائن کہلایا۔
منکرات مین انکو مصروف کیا اور مجرم ہوا برخلاف دیگر حیوانات کے کہ وہ اس سے بالکل
آزاد ہین اور کوئی بار امانت اُنکے ذمے نہین ہے۔
دنیا مین وہ صدہا حرکات کرتے ہین کسی جانور کو مارتے کسیکو مجروح کرتے کسیکی زراعت برباد
کرتے ہین کسیکا گھی۔ دودھ۔ مکھن وغیرہ کھا جاتے ہین اور ہزار طرح کے نقصان کرتے ہین
مگر قانونًا اُنسے کبھی کوئی مواخذہ نہین کیا جاتا اور آدمی ہے کہ اگر بی بی کو نان و نفقہ نہ دے اولاد
کی پرورش نکرے ماں باپ کی خدمت مین کمی کرے عزیز و اقارب کو اُنکے حقوق نہ دے اُس سے
فورًا باز پرس ہوتی ہے۔
پھر یہی نہین ہزار طرح کے بار اسکے علاوہ اُسکے ذمے ہین سب جانور غیر مکلف ہین اور یہ
ذرا سا بندہ ضعیف البنیان مکلف۔
آسمان۔ زمین۔ خاک۔ باد۔ آب۔ آتش۔ سورج چاند وغیرہ مین سے کوئی بھی ایسا شکنجے
مین جکڑا ہوا نہین ہے جیسا کہ انسان ہے پیٹ کے فکر کے سوا لاکھون طرح کے تفکرات اسکی
جان کو لگے ہوئے ہین۔
آج بی بی کے پاجامے اور کرتی کی فکر ہے تو کل بیٹے کے انگرکھے اور جوتے کی۔
اولاد کی پرورش اُنکی تعلیم ماں باپ کا نان و نفقہ اور اُنکی خدمت بھائی بہنونکے حقوق
غرضکہ دُنیا بھر کا بار اسی خاک کے پُتلے پر ڈالا گیا ہے۔

اسواسطے وہ تین خدا علحدہ علحدہ مانتے ہین۔

(۱) برہما پیدا کرنے والا۔

(۲) بشن پرورش کرنے والا۔

(۳) مہیش (مہادیو) قہر کرنے والا۔

یہ انکی سخت غلطی ہے وہ آدمی کی حالت پر نظر کرین کہ وہ ایک ذات ہو کر کتنے اوصاف رکھتا ہے کہ سخی ہے۔ دولتمند ہے۔ عالم ہے۔ بہادر ہے۔ حسین ہے۔ سنتا ہے۔ دیکھتا ہے۔ لکھتا ہے۔ پڑھتا ہے۔ چلتا ہے۔ پھرتا ہے۔ موجد ہے صدہا ہزارہا اوصاف ایک ذات مین موجود ہین یہ تو محال نہین اور خداوند تعالی مین ان تینون صفتونکا ہونا محال اور ناممکن سمجھا جائے محض دعوی باطل ہی۔

تثلیث

اسی طرح سے جو یہ سمجھے ہوئے ہین کہ اب (باپ) ابن (بیٹا) روح القدس (جبرئیل) یہ تینون وجود ہین جو مالک اور خالق زمین و آسمان ہین۔

یہ عقیدہ بھی فطرت اور قانون قدرت کے خلاف ہے کیونکہ باپ یا بیٹا ہونا انسانی خاصہ ہے اگر خدا کو باپ تصور کیا جائیگا تو وہ انسانی صفات سے جو الوہیت کے شایان نہین ہے متصف ہوگا اور جیسا خاصہ توالد تناسل کا انسانین ہی وہی خدا کی ذات مین ماننا پڑیگا۔ اگر یہ لوگ اللہ اور مسیح دونون کو قدیم جانتے ہین تو بیٹا ہونا ہی اس کے منافی ہے اسلیے کہ بیٹے کے لیے ضرور ہی کہ باپ کے بعد ہو اور یہ شان ہی حادث کی اور دونونکو حادث کہین تو خدا تشریف لیگئے اور اگر باپ کو قدیم بیٹے کو حادث جانین تو باپ بیٹے مین مجانست نہی مغایرت ہوگئی کچھ کام نہ نکلا بہر طور مقدمات دلیل فاسد اور دعوی باطل ہے۔

یہ عقیدہ مذہب کے اصل اصول کو ہی نسیًا منسیًا کیے دیتا ہے۔

اس لیے کہ سب سے پہلا اور اعلی مسئلہ مذہب کا یہی ہے کہ بندہ یہ جانے کہ ہمارا مالک اور خالق کون ہے جب یہی اسکو دریافت نہوا اور پہلے ہی مقام مین یہ بھٹک کر رہگیا تو آگے اسکا جانا معلوم۔

اس عقیدے سے مین چند عقائد ہین:-

پیتے ہین جاگتے ہین سوتے ہین گرمی سردی سے موثر ہوتے ہین بولتے ہین سمجھاتے ہین دیکھتے ہین سونگھتے ہین سُنتے ہین چھوتے ہین مگر جیسے اوصاف انسان مین ہین وہ اُنمین نہین۔

ایک قوت ناطقہ انسان کی ہے کہ جیسے دریا کا دہانہ کھولدیا اور وہ روان ہورہا ہے اور ایک بولنے کا خواص حیوانات مین ہے کہ جسقدر اُنکو قدرت نے سکھادیا ہے وہی اوازین وہ بول سکتے ہین اور جو انسان کی بولی اُنکو سکھائی جاے تو اُسکے مفہوم کی کچھ خبر اُنکو نہین ہوتی۔ **طوطا** اور **مینا** گو آدمی کی بولی سیکھ جاتے ہین لیکن مفہوم کو ہرگز دریافت نہین کرسکتے اور جو سکھایا جاتا ہے نہ اُس سے تجاوز کرسکتے ہین۔ یہی حال اُنکے دیگر خواص کا ہے۔

جب یہ معلوم ہوگیا کہ جو اوصاف انسان مین ہین وہ حیوانات مین نہین اور جو حیوانات مین قدرت نے اوصاف رکھے ہین وہ دیگر مخلوقات مین نہین پائے جاتے اور خود آدمی جن چیزون کا صانع ہو اُنمین بھی کوئی وصف آدمی کا نہین پایا جاتا **تو اب یہ مسئلہ** کہ

"خداوند جلّ وعلی شانہ بیٹا رکھتا ہے" یا

"وہ رحم عورت مین حلول کرتا ہے"

محض غلط اور صریح بہتان ہے اور فطرت کے خلاف

جس حالت مین کہ اُسنے انسان کو باین صفات بنایا کہ اُسکے سے اوصاف کسی مین نہین رکھے تو خود وہ انسانی صفات سے کیسے متصف ہوسکتا ہے۔

یہ عقیدہ اُسکی قدرت کاملہ کو دھبہ لگانے والا اور خدائی زور کا مٹانے والا ہے۔

جن لوگون کا یہ عقیدہ ہے کہ ایک ذات مین تین وصف ہون کہ

وہ خالق بھی ہو۔
پروردگار بھی ہو۔
قہار بھی ہو۔

محال ہے۔

ہند اور یونان میں بھی ایک زمانے تک جو تعلق رہا ہے وہ کسی تاریخ دان سے پوشیدہ نہین کیا عجب ہی کہ مثل تناسخ کے یہ مسئلہ یونان کے عیسائیون سے اہل ہنود نے سیکھا ہو اور یہان آکر اپنے مذہب کی مطابق یہ تشکل بنا لی ہو۔

تاریخ پکار رہی ہے کہ ساتوین صدی عیسوی تک **مصر۔ روم۔ یونان** مین عیسائی اور **ایران** مین بت پرستی۔ آتش پرستی کا مذہب درباری مذہب تھا اور ملک **عرب** مین گو کوئی مستقل سلطنت اُس وقت مین نہین تھی مگر **نصاری۔ یہودی۔ مشرکین** سب لوگون کے مذہب کا مجموعہ **عرب** تھا اور ہندوستان مین رعایا برایا اور دربار کا مذہب علی العموم بت پرستی تھا۔

چونکہ ان ملکون کا سلسلہ آپس مین ملا ہوا ہے ایک ملک سے ایسے عقائد دوسرے ملک مین اور اُس سے تیسرے ملک مین پھیل گئے یہی وجہ ہے کہ اہل ہنود کا مذہب مجموعہ تمام مذاہب کا ہے۔ تھوڑی تھوڑی سبکی تقلید کو اپنا شعار کیا ہے۔

ایک تو وہ ہین کہ جو برہما۔ بشن۔ مہیش کو خدا مانتے ہین۔

دوسرے وہ ہین کہ جو بئیس اوتار اور تینتیس کروڑ دیوتا کو خدا جانتے ہین۔

تیسرے وہ جو **آگ** کو دیوتا اور خدا سمجھتے ہین۔

چوتھے وہ ہین کہ ان سبکے سوا **دیوی** کو خدا جانتے ہین اور دیوی بھی ایک نہین صدہا دیوی ہین۔

پانچوین وہ ہین کہ جو نبیں **تتنگر** کو خدا کہتے ہین اور پارسناتھ جی کی پوجا کرتے ہین۔

یہودی اور عیسائی **بیت المقدس** کی زیارت کرتے اور اُسکو **بیت اللہ** سمجھتے تھے۔ عرب کی قومین **خانہ کعبہ** کو اپنا زیارت گاہ جانتی تھین اور احرام باندھکر وہان جاتی تھین اور سر منڈاتی بال کترواتی تھین **آب زمزم** وہانسے لاتی تھین جیسا کہ اہل اسلام مین اب تک رائج ہے۔ اہل ہنود نے اُسکی جگہ **ہردوار** مقرر کیا جو بعینہ **بیت اللہ** کا ترجمہ ہے۔

ایک تو وہ جو اقنوم یعنی تین وجود کے قائل ہین جسکا بیان ابھی ہم کر آئے ہین۔
دوسرے وہ ہین جو یہ کہتے ہین کہ ان تینون یعنی باپ۔بیٹا۔روح القدس سے ذات باری کا وجود ہے۔
اسکی دلیل اُنکے نزدیک یہ ہے کہ بغیر تین امر کے واحد کا وجود محال ہے جیسے ایک کا ہندسہ کہ وہ درحقیقت دیکھنے اور سمجھنے مین تو ایک ہے مگر اس مین طول بھی ہے عرض بھی ہے ننگ بھی ہے اسی طرحسے خدا کا وجود سمجھو۔
تیسرے وہ ہین کہ جنکا یہ عقیدہ ہے کہ خداوند تعالی نے بندونکی مغفرت کے لیے دُنیا مین اپنا بیٹا مسیح علیہ السلام پیدا کیا کہ وہ کفارہ سب گنہ گارون کے گناہ کا ہو جاے اور اُسکے سبب سے وہ سبکو بخشدے جو اُسپر ایمان لائین۔
یہ تینون عقیدے جو تمام یوروپ مین ایک درازعرصے سے چلے آتے ہین جسکو ہزار برس سے زیادہ گذر گئے فطرت کے خلاف ہین۔
پہلا عقیدہ تو اہل ہنود کے مذہب کی موافق ہے کہ ان مین جو لوگ برہما۔بشن مہیش کو خدا کہتے ہین ویسے ہی یہ اقنوم کو یعنی جیسے برہما۔بشن۔مہیش خدائی کے مالک ہین اسی طرح سے انکے نزدیک باپ۔بیٹا۔روح القدس خالق عالم اور رب العالمین ہین پس ایک خدا کے تین خدا ہین۔
اس عقیدہ کا خلاف فطرت ہونا ہم اوپر بیان کر آئے ہین یہان یہ اظہار کرتے ہین کہ اس عقیدے کے لوگ موحد نہین مُشرک ہین۔
کسی نے کسی دیوتا کو خدا مانا کسی نے کالکا دیوی اور ماتا کو پرمیشر جانا اور کسی نے اُنکا بیٹا بنا کر بیٹے کو اور روح القدس کو اُنکی خدائی مین شریک سمجھا نتیجہ او رمآل کار دونونکا ایک ہے۔
یہ عقیدہ جو اہل ہنود کے مذہب سے ملتا ہے شہادت دیتا ہے کہ یا تو اہلِ ہنود کے پیشواؤن نے عیسائیون سے یہ سبق لیا ہے یا عیسائیون نے اُنسے۔

یہ خیال اور یہود و نصاری کا عقیدہ دراصل ایک ہے۔
لطف یہ ہے کہ خود نصاری کے علما اس مسئلے مین حیران ہین اور وہ کوئی دلیل اسکی اپنے پاس نہین رکھتے صرف آبائی تقلید سے اُسکی پابندی کرتے ہین۔ زیادہ افسوس دانایان فرنگ کی دانائی پر آتا ہے جنھون نے ادنی حالت سے اعلی درجے کی ترقی کی ہے اور وہ اپنی کتابون اور تاریخون کے دیکھنے سے تجربہ کار اور واقف کار ہوگئے ہین کہ اس آبائی تقلید کی وجہ سے اُنکی قوم نہایت تاریکی مین پڑی ہوئی تھی اور علی العموم اوہام باطلہ مین مبتلا اور رسم کی پابند تھی جب تک ان عقائد موہومہ جاہلانہ کو ترک نہین کیا گیا ترقی کا زینہ ہاتھ نہین آیا۔
دنیا کی صلاح اُنھون نے خوب کی دولت و عزت مین آج وہ تمام قومون سے سبقت لے گئے ہین مگر مذہب مین ہنوز اُنکا قدم پیچھے ہے۔
سب باتون مین اپنا طرز آبائی بدل دیا نہ وہ کھانا ہے نہ وہ لباس نہ اگلا طریق معاش جو بات ہے نئی وضع اور نئے انداز کی لیکن مذہبی خیال وہی چلے جاتے ہین اور تثلیث کے باطل عقیدے پر بلا دلیل جمے ہوئے ہین۔
یہ غور نہین کرتے کہ یہ عقیدہ شرک کا ہے جس سے مذہب باطل ہوتا ہے خداوند تعالی کو جب تک وحدہ لاشریک نہین تسلیم کیا جائیگا دین حق نہین سمجھا جا سکتا ہے۔
دوسرا عقیدہ جو یہ ہے کہ بدون تین کے واحد کا وجود نہین ہو سکتا جیسے ایک کا ہندسہ کہ وہ دراصل ایک ہی مگر اُس مین طول اور عرض بھی ہے اسیطرح سے خدا سمجھو کہ وہ خود اور مسیح اور روح القدس فی الحقیقت ایک ذات ہے۔
یہ عقیدہ اور پہلا عقیدہ نفس الامر مین تو ایک ہے ظاہرا اسکی شکل جداگانہ معلوم ہوتی ہے ورنہ یہ عقیدہ پہلے عقیدے کی ایک دلیل ہے ہان اتنا تفاوت ضرور ہے کہ وہان تین وجود علحدہ علحدہ تسلیم کیے گئے ہین اور یہان ہر سہ وجود کا ایک وجود مانا گیا ہے

یہ بھی وہان بال مُنڈاتے اور احرام باندھتے اور گنگاجل کی شیشیان وہان سے بھر کے لاتے ہین
پہلے یہود۔ نصاریٰ زکوۃ یا صدقے کے مال کو باہر نکال کر رکھتے تھے ایک قدرتی آگ کا
شعلہ اُسکو جلا دیتا تھا اہل ہنود نے اُسکی جگہ ہوم قائم کیا جو ابتک اُنکے یہان ہوتا ہے اور
صدہا من گھی۔ تیل۔ غلہ وغیرہ آگ کی نذر کیا جاتا ہے۔
بیاس جی جو بید کے مصنف ہین انھون نے **ایران** مین جاکر مذہب **زردشت** اختیار
کیا اور یہان آکر آتش پرستی کا رواج دیا جسکی تصدیق پارسیونکی کتابین کرتی ہین۔
جب سے اہل ہنود آگ کو **اگن دیوتا** کہنے لگے اور راجپوتانے مین عام وخاص **آگ**
کو باسدیو کہتے ہین۔
یہ سب گل کھلایا ہوا اُسی عقیدۂ تثلیث کا ہے۔ بعض قصے بھی اُنکے **اہل کتاب** کے
قصونسے ملتے ہین **ہرناکس** اور پہلاد کا قصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور نمرود بادشاہ
کے قصے سے مشابہت تام رکھتا ہے اور اُسی واقعہ کی یادگار **ہولی** کا تہوار ہے جسکی صورت
امتداد زمانہ اور جہالت کی وجہ سے کچھ کی کچھ ہوگئی ہے۔
ایسی ایسی مذہبی باتین تبلا رہی ہین کہ مغربی ملکون کے میل جول سے جو کسی زمانے مین تھا
برہمنون نے وہی عقائد اس ملک مین جاری کردیے اور اُنمین کسیقدر ردوبدل کردیا۔
تناسخ جسکو **آواگون** کہتے ہین **یونان** کے* دہریون کا مسئلہ تھا جو اہل ہنود نے
اختیار کرلیا اسی طرح حبس نفس بھی اُنہین سے بعض کا شیوہ تھا جو یہان رواج پاگیا اور اسکو
عبادت تصور کرلیا جس پر آجکل کے **آریہ** زور دے رہے ہین۔
اہل ہنود کی بہت سی باتین یہود ونصاریٰ اور زردشتیون سے ملتی ہین۔
یہود و نصاریٰ نے حضرت **عزیرؑ** اور حضرت **عیسیٰؑ** کو خدا کا بیٹا بنایا تو اہل ہنود نے
بجاے اُسکے **اوتار** مقرر کرلیے کہ خود ذاتِ باری نے حلول کیا ہے اور سرکشون
کی تنبیہ کے لیے جنم لیا ہے۔

کہ جرم بہ بیند و نان برقرار میدارد	خدائے راست مسلّم بزرگواری و حلم

رحم اسکا اس درجہ وسیع ہی جسکی انتہا کسی نے نہین پائی ادنی اسکا یہ ہی کہ اگر اس سے التجا کے ساتھ طلب کرو تو وہ خوش ہوتا ہے اور جو نہ مانگو تو نہ مانگنے سے ناراض ہی یہی معنی رحمٰن کے ہین۔

غفور اتنا بڑا ہے کہ جس قصور مین کسیکو پکڑ کر اسکی مغفرت کریگا تو وہ مغفرت ایسی ہوگی کہ پھر کسیکو اُس گناہ مین ماخوذ نہین کریگا۔

علیم اس درجہ ہے کہ ہر ایک وقت مین سورج۔ چاند۔ زمین۔ آسمان۔ عرش و کرسی اور ما فیہا کے جملہ حالات سے بھی کماحقہ علم رکھتا ہے اور کیڑے جو زمین پر چل رہے ہین اُنکو بھی جانتا ہے اور اُنکی آرزو نکا علم رکھتا ہے۔

قادر اتنا بڑا ہے کہ جب وہ کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو صرف یہی فرما دیتا ہے کہ "ہوجا" جسکے فرمانے کے ساتھ فوراً وہ کام ہوجاتا ہے۔

غرضکہ اسکے اوصاف مین ہی ہماری عقل حیران اور پریشان ہے جب صفات ہی اُسکی ہماری غور مین نہین اسکتین تو ذات مین ہم کیا گفتگو کرسکتے ہین۔

کہ با آسمان نیز پرداختی"	"تو کار زمین را نکو ساختی

صفات تو صفات انسان اُسکی ادنی مخلوق کی حقیقت دریافت نہین کرسکتا۔

یہ اُنکی انتہا درجے کی جسارت ہے کہ وہ ذات الٰہی کی حقیقت دریافت کرنے کے درپے ہوجاتا ہے اور اپنی اصلیت پر نظر نہین کرتا ہے اور یہ نہین جانتا ہے۔

بلا احصی از تگ فرو ماندہ اند"	"کہ خاصان درین رہ فرس راندہ اند

فکر تو بدل خیال بگداخت	عنقا سے نظر بلند پرواز	اے در تگ و پوے تو ز آغاز
برکنگرہ شعلہ تار مو بست	دانا کہ بکنہ راہ او بست	اوج تو ز مرغ بال بگداخت
توحید تو ہر کہ راند در قیل	ہشدار کہ بادش آتشین ست	این مرحلہ گرچہ دل نشین ست

اور سمجھانے کے لیے ایک مثال دی گئی ہے جسمین صریح مغالطہ ہے کہ ایک کے واسطے صرف
طول اور عرض کو لازم کر کے محدود کر دیا حالانکہ اسی پر حصر نہین ہو سکتا جس شئے کے لیے طول
اور عرض کو لازم کروگے اُسکے واسطے جسم اور جہت اور مکان اور زمان اور رنگ اور وضع بھی
ازروے فطرت ماننی پڑیگی صرف تین پر حصر نہین ہو سکتا۔
جو یہ خیال گذرے کہ اگر خداوند تعالی کو ہم واحد ہی تسلیم کرین اور اُسکی ذات کو بیٹا اور
روح القدس سے پاک اور منزہ سمجھین تب بھی ازروے فطرت یہ قباحت جو اوپر بیان کی
رفع نہین ہو سکتی اور ہمنے تو تین پر ہی حصر کیا ہے تمکو زیادہ معبود ماننے پڑینگے۔
لیکن جس حالت مین ذات باری تعالی کو آپ یہ تسلیم کرینگے کہ وہ بالکل فطرت انسانی وحیوانی
وانجمادی سے پاک۔ مبرا اور نرالا ہے اور وہ ذات ہی اسطرح کی ہے کہ جو ہمارے وہم اور
گمان سے اعلی ہے جسقدر اجسام ہماری نظر سے گذرتے ہین وہ بات کسی ایک مین بھی نہین
پائی جاتی اور ہمکو اسقدر فہم نہین کہ اگر اُسکی حقیقت ہمارے ذہن نشین کی جاسے تو ہمارے
قیاس اور ادراک مین وہ آجائے۔
آفتاب اور شعلے کا مٹھی مین آنا اور سمندر کا کوزے مین سمانا جیسا ناممکن ہے ایسا ہی ذات
باری تعالی کی ماہیت ہمارے ادراک اور وہم اور قیاس مین آنی محال ہے۔
دنیا مین اُسکا سا کوئی جسم اور کوئی شے ہم نہین دیکھتے اُسکی ذات تو اُسکی ہی ہے اُسکے اوصاف
پر نظر کرو کہ وہ کن اوصاف سے موصوف ہی تو یہ خدشہ دل سے رفع ہو جائیگا۔
حلم اُسکا ایک وصف ہی اور یہ وصف انسان مین بھی ہے مگر خداوند تعالی کے حلم کے
روبرو انسان کا حلم بالکل نئے حقیقت ہی۔
آدمی کیسا ہی حلیم اور بردبار کیون نہو جہان اپنے کسی مطیع اور فرمان بردار کو خلاف حکم دیکھا
اور غضب مین آیا خداوند تعالی لاکھون نافرمانیان ہزارون سیہ کاریان آدمیون کی ہر دم
دیکھتا ہے اور ویسے ہی انعام اور اکرام کیے جاتا ہے اور غضب مین نہین آتا۔

جو پوت تسلیم کرین تو پوت کے واسطے یہ لازم ہے کہ باپ کی برابر کر کے دکھلائے مسیح علیہ السلام نے کوئی عالم بنا کر نہین دکھلایا باپ کے ہی مکان مین اقامت کی اور باپ کے ہی سرمایہ سے زندگی گذاری اس سے ظاہر کہ وہ پوت بھی نہین ہے۔

تیسری صورت کا بیٹا کپوت ہوتا ہے جو باپ کے کارخانے اور سرمائے کو درہم برہم کردے سو یہ کارخانہ دنیا کا ویسے ہی چل رہا ہے اور جہان قائم اور برقرار ہے اس سے ثابت ہوا کہ مسیح علیہ السلام کپوت بیٹا بھی نہین ہے۔

اب فرمائے کہ مسیح علیہ السلام جسکو آپ خدا کا بیٹا قرار دیتے ہین کیسے بیٹا ہوسکتا ہے۔

یہ وہ مدلل مسئلہ لاجواب تھا کہ پادری صاحب کو بجز سکوت کے کیا جواب آسکتا تھا۔

تیسرا جو یہ عقیدہ ہے کہ دنیا مین بندونکی مغفرت اور نجات کے لیے خداوند تعالی اپنے بیٹے مسیح علیہ السلام کو بھیجا کہ وہ کفارہ سبکے گناہون کا ہوجاوے تاکہ جو اسپر ایمان لائین اُن کو وہ بخشدے۔

یہ خیال بھی فطرت کے خلاف ہے کیونکہ دین ازروے فطرت ہے اور خاص غرض دین کی یہی ہے کہ سب بنی نوع انسان خدا کو مانکر اُسکا خوف کرین اور گناہ سے بچتے رہین کیونکہ نظام عالم جبھی قائم رہسکتا ہے کہ علی العموم مذہبی خیال لوگونکو ہو ورنہ اس خیال کے نرکھنے سے نہ دنیا مین امن ہوسکتا ہے اور نہ مخلوق کو آسایش۔

اسی خیال نے یہ سب باتین کر رکھی ہین جس سے دنیا مین یہ بہار آرہی ہے اور لوگ اگرچہ مختلف مذاہب رکھتے ہین مگر قتل - چوری - زناکاری - دغا فریب کو سب گناہ کبیرہ سمجھتے ہین - وہ کیا چیز ہے جسنے اُنکے دل مین ان امور کو جرم قرار دیا ہے وہ خیال صرف عاقبت کا ہی خیال ہے جو اُنکو خوف زدہ کر رہا ہے اور وہ گناہونکے ارتکاب سے ڈرتے ہین اسی پر امن خلائق کا مدار ہے۔

جب لوگ یہ سمجھ لینگے کہ ہمارے گناہون کا بار مسیح علیہ السلام نے اُٹھالیا ہے تو اُن کو گناہ

بر مور چہ زد عماری فیل	گر دیدہ نظر کند بدان سو	مژگان زندش طپانچہ بر رو
ذاتت صفت صفت گرفتہ	حیرت رہ معرفت گرفتہ	

اسی واسطے اُسکو "سبحان" کہا جاتا ہے کہ وہ سب سے علیحدہ اور نرالا ہے۔
ایسا یقین کرنے سے کوئی ضرورت ہمکو نہ اُسکے جسیم اور وسیم اور طویل اور عریض ماننے کی پڑتی ہے اور نہ مکان اور زمان اور جہت اُسکے لیے لازم ہو سکتی ہے۔
کیونکہ وہ وجود ہی فطرت سے نرالا ہے فطرت تو اُسکی مخلوق ہے اور وہ خالق۔
اس سے جب ہم یہ سمجھ لینگے کہ اللہ کی ذات موافق فطرت کے نہین ہے اور فطرت خود مخلوق ہے اور وہ اس قاعدۂ فطرت سے علیحدہ اور نرالا ہے تو اُسپر ہم وہ خلقی قاعدہ جو ازروے فطرت دیگر اجسام پر چلاتے ہین نہین وارد کر سکینگے اور یہ جانینگے کہ وہ ذات ہی ایک نرالی ذات ہے جسکا نہ کوئی شریک ہے نہ عدیل نہ اُسکے باپ ہے اور نہ وہ کسی کا باپ نہ اُسکو عورت کی ضرورت ہے نہ کسی مرد کی اُس وقت دل خود بخود یہی اقرار کریگا کہ "سبحانک لا شریک یا ہو" اس خیال سے کوئی نقصان عائد نہین ہو سکتا۔
کس لیے کہ خداوند تعالی جو خالق کل موجودات کا ہے وہ ایسا ہی ہونا چاہیے کہ نہ اُسکا کوئی نظیر ہو نہ شریک۔ اگر ہم یہ تسلیم کرینگے تو نظیر اور شریک ہونے کا ثبوت ہمکو دینا پڑیگا جو قطعی محال ہے اور اُنکے اختیارات اور اُنکی جداگانہ قدرتین تسلیم کرنی پڑینگی۔
خداوند تعالی کا کوئی نظیر ہوتا تو آسمان و زمین اتنے عرصے تک ہرگز قائم نہ رہتے وہ مقابل کا حریف اُنکو تہ و بالا کر دیتا یا دوسری جگہ اُٹھا کر لیجاتا اور جو کوئی خدائی مین شریک ہوتا تو وہ اپنا کارخانہ ضرور ظاہر کرتا یہ عالم اس طرح سے ہرگز برقرار نہ رہتا۔
ایک پادری صاحب سے کسی نے پوچھا کہ مسیح علیہ السلام خدا کا بیٹا سپوت ہے یا پوت ہے یا کپوت ہے اگر سپوت ہوتا تو اس سے بہتر عالم بنا کر دکھلاتا اور باپ کے کارخانے کو ترقی دیتا مگر عالم بدستور رہا اس سے معلوم ہوا کہ وہ سپوت نہین۔

اور بہبودی مین کوشش کرے اور اُسکو خداوند تعالی کی نافرمانی اور گناہ گاری سے بچائے۔
اگر یہ چراغ روشن آدمی کے جسم مین نہوتا تو یہ محض نکما اور ناکارہ تھا۔
جب اس مین فرق آجاتا ہے تو آدمی دیوانہ ہوجاتا ہے اور کچھ بھی اپنا نیک و بد نہین سمجھتا نہ اپنے مال کی حفاظت کا اُسکو خیال ہوتا ہے نہ جان کے تلف کرنے کا ملال۔
عزت۔ دولت۔ راحت۔ کلفت۔ ذلت کسی کی جانب بھی اُسکی نظر نہین رہتی
درصل یہ عقل ہماری نہایت درجہ محافظ اور صلاح کار اور اعلی درجے کی مفید مطلب چیز ہے۔
لیکن جہان اس مین تمام خوبیان اور سرتاپا نکوئیان ہین وہان اتنا نقص بھی اُسکو لگا ہوا ہے کہ یہ خطا سے محفوظ نہین۔
کیسا ہی عقلمند اور ذکی اور فہیم ہو مگر کسی نہ کسی وقت وہ ضرور خطا کھاجاتا ہے اور کوئی رائے ایسی دیتا ہے جسکا نتیجہ نہایت ہی مضر اور خراب نکلتا ہے۔
یونان کی عقل نہایت مشہور اور مسلم ہے **بطلیموس** وہانکے حکما مین اعلی درجے کا عقلمند اور دانا حکیم ہوا ہے جسکے مقلد **افلاطون** اور **ارسطو** جیسے مشہور اور نامی فلاسفر ہوگذرے ہین اسکی رائے تھی کہ زمین ساکن ہے اور آسمان کو گردش ہے۔
یہ عقیدہ تمام دنیا مین پھیل گیا اور ہزارون برس تک لوگ اسی بات کے قائل رہے اور زمین کے سکون اور افلاک کی گردش پر صدہا رسالے تصنیف ہوئے اور ہنوز بھی کروڑہا آدمی اسی پر جمے ہوئے ہین۔
بعد مین جو ایک حکیم حاذق اُسی ملک یونان مین **فیثاغورث** ہوا تو اُسکی عقل بطلیموس کے خلاف اس جانب گئی کہ زمین آفتاب کے گرد پھرتی ہے اُسنے اس طرح سے دلائل روشن کے ساتھ اس مسئلے کو لوگون کے ذہن نشین کیا کہ بہت آسانی سے لوگ سمجھ کر حیران رہگئے اور خداوند تعالی کی اس قدرت کو دیکھکر انکی عقل دنگ ہوگئی اور کوئی تردید عمدہ براہین کے ساتھ اُسکے دعوی کی وہ نہین کرسکے۔

کرنے کی جرأت ہوگی اور وہ گناہ کرتے ہوئے ہرگز خوف نہین کرینگے ملک مین کثرت ارادت
سے فتنہ اور فساد پھیل جائیگا امن و آسایش نام کو نرہیگی۔
قدرت نے جو مذہبی خیال سبکے دل مین ڈالا ہے وہ باطل ہوجائیگا اور نظام عالم مین برہمی پڑجائیگی
پس جو مذہب معصیت اور گنہگاری سے لوگونکے دل کو اطمینان دلاتا ہے وہ مذہب عین فطرت کے خلاف ہے
کیونکہ اقتضاے فطرت یہی ہے کہ کوئی کسی کا بار گناہ نہین اُٹھا سکتا۔
کرے کوئی اور بھرے کوئی محض انصاف کے خلاف ہے۔ یہ مسئلہ ایجاد بندہ ہے ایسا دین
خدائی دین نہین ہوسکتا جسکا بطلان ظاہر۔

"رسالت"

دوسرا اصول مذہب کا "رسالت" ہے

تجربے سے معلوم ہوا کہ عقل جو قدرت نے ہمکو عطا کی ہے وہ ایک ایسا چراغ روشن جسم
مین ہے جو ہمکو ہر ایک تاریک اور نورانی جسم کی جہان ہماری نگاہ نہین پہونچ سکتی نہ دیگر حواس
پہونچ سکتے ہین خبر دیتی ہے ہر ایک نیک و بد ہمکو اُسکے ذریعے سے دریافت ہوتا ہے۔
جو امر ہنوز ظہور مین نہین آیا اُسکی صورت بناکر یہ عقل آنکھون کے سامنے کھڑی کردیتی ہے کہ اگر
ایسا کروگے تو ایسا ہوگا۔
وہ ہمکو نیکی کی جانب رجوع کرتی ہے اور بدی سے ہمکو بچاتی ہے۔
اس مین اور اُس خواہش مین جو ہمکو بدی کی جانب راغب کرتی ہے ہمیشہ اختلاف رہتا ہے
جب یہ غالب ہوجاتی ہے تو ہم اُس بدی سے محفوظ رہتے ہین ورنہ اُس خواہش نفسانی مین
مبتلا ہوکر گنہ گار اور مجرم ہوجاتے ہین۔
اس عقل کا فطرتی خاصہ یہ ہے کہ وہ جہانتک ممکن ہو آدمی کی اصلاح اور تہذیب و شایستگی

خداوند تعالیٰ کے احکام کا پورا پابند اور جملہ گناہون سے پاک و منزہ ہو اور ان احکام کی تعمیل مین خواہ اُسکے مال کا خواہ اُسکے اہل وعیال کا یا اُسکی جان کا گو کیسا ہی نقصان ہو اور اُسکو قوم کیسے ہی عذاب دے قسم قسم کے مصائب اُسکو اُٹھانے پڑین خواہ کوئی اُسکو جلتی ہوئی آگ مین ڈالدے یا اُسکے گلے پر چھری پھیر دے مگر وہ اُس کلمہ حق سے باز نرہے۔ تمام دنیا اور اُسکی جملہ کائنات کی رائی کے دانے کی برابر بھی اُسکی نگاہ مین وقعت نہو۔

ایسے شخص مقدس کو قدرت نے فطرت کی رو سے اُس **الہام** اور **وحی** کے لیے منتخب کیا اور وحی سے اُسکی تصدیق فرمائی کہ ”یہ ہمارا نائب اور برگزیدہ بندہ ہے جو کہے اُسکو سنو اور بسر وچشم منظور کرو“۔

”اگر اسکا حکم نہین مانوگے اور دوسرونکے کہنے سننے کی موافق اُسکے خلاف مین ہوگے تو آسمانی عذاب نازل ہونگے“

”دنیا مین رسوائی اور بلا اور آخرت مین دائمی عذاب دیا جائیگا اور روسیاہ ہوکر میدان حشر مین پکڑے ہوئے آوٴگے اور جو اطاعت اور فرمانبرداری کروگے تو دنیا مین عزت کے ساتھ بسر کروگے اور عاقبت مین حیات جاودانی اور عیش وکامرانی کا مزہ اور لطف اُٹھاوٴگے“۔

”ایک ایسے عمدہ اور پاکیزہ عشرت منزل مین تمکو رکھا جائیگا کہ جسکے آرام اور عیش کا لطف تمھاری عقل مین بھی نہین آسکتا ہے“۔

”فرمان بردار بندون کے واسطے جسقدر آرام اور عیش کی زندگی اعزاز کے ساتھ بعد مرنے کے ہے ویسا لطف اور عیش نہ آجتک کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کانون نے سنا اور نہ کسی کے دل مین ایسا خیال گذرا“۔

قدرت نے اپنے ایسے منتخب اور چیدہ اور برگزیدہ بندے کو لقب **رسول** و نبی کا از روے وحی عنایت فرمایا معجزات اور فطرتی اثر نے شہادت دیدی کہ یہ وہ مقدس اور بزرگ لوگ ہین جو وحی کے لیے منتخب کیے گیے ہین۔

جس وقت **آدم** علیہ السلام کا ظہور دنیا مین ہوا اسکے ساتھ ہی وحی کا نزول کیا گیا۔

اُسکے بعد جو حکما ہوئے سب نے فیثاغورث کی رائے کو پسند کیا اور بطلیموس کی رائے کو باطل۔
اس سے معلوم ہوا کہ عقل خطا سے محفوظ نہین ہے اور جسکے واسطے فطرتی خطا لگی ہوئی ہو کہ
وہ غلطی بھی کرتی ہے تو اسپر اعتماد کامل نہین کیا جا سکتا۔
دنیا مین کوئی عقلمند یہ دعوی نہین کر سکتا کہ میری عقل کبھی خطا نہین کرتی نہ آجتک کسی نے یہ دعوی کیا۔
جس حالت مین عقل کی یہ کیفیت ہو کہ وہ خطا سے محفوظ نہین اور روح کی شایستگی اور تہذیب کے
لیے دھرم یعنی دین لازمی ہے تو روح کو صرف عقل کے بھروسے پر چھوڑنا اور دین کا مدار عقل پر
رکھنا خلاف فطرت تھا۔
کیونکہ جس حالت مین عقل کی نسبت غلطی کا احتمال ہے اور مذہب ایک امر غیبی اور اسرار الٰہی
ہے تو لازم ہوا کہ کوئی چیز عقل کے سوا انسان کی روحانی صلاح کے لیے ایسی ہونی چاہیے کہ
جو خطا سے محفوظ ہو اور وہ ایسی چیز ہو جس مین کوئی احتمال کسی قسم کا باقی نرہے اور وہ
منجانب اللہ ہوتا کہ اُسکو سب آدمی محکم سمجھ کر یقین کرین اور اس کا اتباع کرنے سے حیات
جاودانی کا لطف اُٹھائین۔
اسکے واسطے قدرت نے بندونکی روحانی صلاح کے لیے رفع حجت کی غرض سے **الہام** کا
قاعدہ مقرر فرمایا جسمین خطا کا احتمال تک نہین ہے۔
اسی کا نام پیام الٰہی اور اسی کا نام **وحی** ہے پھر جیسا یہ پیام خالص اور خطا اور جملہ عیوب سے
پاک وصاف تھا اُسکے واسطے مقتضائے فطرت لازم ہوا کہ جس پر وہ پیام نازل ہو وہ بھی
ازروے فطرت نہایت سچا اور خالص اور سنجیدہ انسان ہو جسمین گناہ اور نافرمانی کا فطرتی اثر
نہووے اور خدا کے احکام پہونچانے اور اُنکی اشاعت کرنے مین ہردم ساعی اور قوم کا بجان
و دل ہوا خواہ اور سچا ریفارمر ہو۔
کسی ذاتی غرض سے غرض نرکھتا ہو خالص خدا کے واسطے لوگون کی تہذیب اور روحانی
ح کرتا ہو وہ خود مقدس ہو ایماندار ہو معصوم ہو۔

سرکش ہو گئے کہ وہ اپنے جاہ وحشم پر مغرور ہو کر اپنے کو خدا کہلانے لگے تو اُس وقت وحی اُس نافرمانی اور سرکشی کے دور کرنے کے لیے خاص روحانی صلاح کے واسطے نازل ہونے لگی۔ جسکی فرمانبرداری کوئی فریق ہمیشہ کرتا رہا اور وہی فریق فرمان بردار اور خدا پرست کہلایا باقی فریق جو اُسکے خلاف مین رہے وہ منکر اور نافرمان کے نام سے نامزد ہوئے اور پھر اُنمین بہت سے فریق ہو گئے اور نفاق بڑھتا چلا گیا۔

باہمی فساد اور خونریزی نے یہ تفرقہ ڈالا کہ بنی نوع انسان جو سبکو ایک باپ کا بیٹا سمجھتے تھے ایک دوسرے سے نفرت کرنے لگے اور ایک فریق دوسرے فریق کو غیر جنس خیال کرنے لگا۔

امتداد زمانے نے وہ برادرانہ رشتہ منقطع کر کے تقلید آبائی کو مذہب اور قوم بنا دیا جسکو جہالت نے رنگ برنگ کے جلووں سے وہ رنگ دیا جسکی صورتین اور طرزین آج ہزارون قسم کی ہم دنیا مین دیکھ رہے ہین یہ ہے روحانی خاکہ جسکی سطح سے خاک گھر گھر اُڑائی جارہی ہے اور اُسکو مذہب حقانی اور سچا دھرم یقین کیا جارہا ہے۔

جب لوگ حقیقت سے دور ہو کر آبائی تقلید پر جم گئے اور پیغمبر وقت کے فرمان کو وہ اپنی ضد اور سرکشی سے جھٹلانے لگے اور اُسکی جان کے لاگو ہو گئے اور یہ وتیرہ اُنھون نے اختیار کر لیا کہ آبائی طریق گو کیسا ہی خراب۔ ذلیل۔ بیہودہ اور محض جھوٹا ہو اُسکو ہرگز ترک نہین کرنا چاہیے نہ اُسکی تحقیق کی ضرورت ہے اور نہ تفتیش کی حاجت اپنے وہم اور گمان سے جو بزرگون نے شیوہ اختیار کیا ہے وہ مسلم اور قطعی فرمانِ ناطق ہے۔

ایسی حالت مین وہ گمراہ اور سنلے دین کیسے نہوتے اصل گمراہی کا سبب یہی خیال ہے جس کا نام تقلید آبائی ہے۔

اگر سب لوگ اس ناقص خیال کو چھوڑ دین اور باپ دادا کے قدم بقدم چلنے کی پیروی نکرین تو بہت جلد اور بکثرت وہ راہ راست پر آجائین اور اس گمراہی سے جسنے اُنکی روح کو مکدر اور خراب کر رکھا ہے نجات پائین۔

آدم علیہ السلام جن سے نسل انسان کی چلی اور جنکو مذہب ثلثہ آدم اور مجوسی آباد اور
مشرکین آد اور مہادیو کہتے ہین بہشت سے نکالے گئے تھے۔

اگرچہ مشرکین اس طرح سے حضرت آدم علیہ السلام کے دنیا مین آنے کی تصدیق نہین کرتے
اور اس بارے مین اُنکے مختلف اقوال ہین لیکن یہود۔ نصاری۔ مسلمان اسپر متفق
ہین اور اُنکی آسمانی کتابین اسکی شاہد۔

یہ آدم علیہ السلام سب سے پہلا انسان پہلا نبی پہلا رسول اور سب آدمیونکا باپ ہے
جو اس وقت روے زمین پر ہین اور ابتداے آفرینش انسان سے ابتک گذر چکے ہین۔

یہ ضرور ہے کہ جس شخص نے نعماے جنت کا لطف اُٹھایا تھا اور وہ فلک الافلاک کی سیر کر رہا تھا
اور مسجود ملائک تھا جب اس تودۂ خاک پر پٹکا گیا ہوگا تو کیسا کچھ صدمہ اور غضب کا حادثہ اُسکے
دل پر نہ ہوا ہوگا ایسے وقت مین جب تک پیام الٰہی نے اُسکو اُسی مقام کے ملنے کا مژدہ
نہین سُنایا ہوگا اُسکا غم فرو نہین ہوا ہوگا۔

اسواسطے اول وحی اُسپر یہی نازل ہوئی کہ "آیندہ ہماری ہدایت پر جو ہم وحی اور الہام
کے ذریعے سے وقتاً فوقتاً نازل کرتے رہینگے تُو اور تیری اولاد عمل کریگی تو وہی مقام پھر ہمیشہ
کے لیے اسطرحسے نصیب ہوگا کہ وہانسے کبھی نکالے نہین جاؤگے سو چند روزہ اُس قیام دنیوی
مین ٹھہر صبر کرو اور دنیا مین جو ساگ پات۔ غلہ وغیرہ کاشتکاری کے ذریعے سے حاصل کروگے
وہی تمھاری غذا ہے جُتو۔ بُوؤ۔ کماؤ اور کھاؤ"

اگر اُسوقت وحی رہبری نکرتی تو آدم علیہ السلام کے کھانے پینے رہنے سہنے کا کچھ بھی بندوبست نہو تا۔
اسی وحی نے غلے کا بونا زمین کا جوتنا۔ پیسنا۔ پکانا سب تعلیم کر دیا۔

پھر جب زمین پر آدمیون کی کثرت ہوگئی اور دنیوی امور مین ایجادین ہونے لگین اور خود آدمی
اپنی عقل خداداد سے انتظام تمدن کرنے لگے اور بندے خداوند تعالیٰ کی نافرمانی کی جانب
مائل ہونے لگے اور فطرتی اصول کے خلاف وہ بت پرستی کرنے لگے اور بعض یہان تک

انھی اصول کو سب ایماندار بندون نے تسلیم کیا اور ایک ہی خدا کی پرستش ملک ملک ہوتی رہی۔ انبیا کا فریق جو ہر ایک ملک اور علاقے مین پیدا ہوا وہ یہی منادی کرتا رہا کہ خدا ے واحد کی عبادت کرو اور کسی کو اُسکے حکم مین شریک مت سمجھو۔

طبائع کا اختلاف فطرتی خاصہ ہے سب سے پہلے اختلاف ان فرمان بردارون مین اُن لوگون نے کیا جو موسیٰ علیہ السلام کے پیروکار تھے کیونکہ اس سے پہلے اختلاف اس فریق مین نہین پایا جاتا۔

اس فرقے کے اکثر آدمیون نے اپنی جہالت اور ضد سے حضرت مسیح علیہ السلام کی رسالت سے انکار کیا اور اونکی جان کے دشمن ہوگئے اور اپنے اور عیسائیون کے عندیہ مین اُنھون نے مسیح علیہ السلام کو سولی پر چڑھا دیا اور اپنے اختلاف اور انکار کی حجتین اور دلیلین قائم کرنی شروع کین۔

موسیٰ علیہ السلام کو نبی آخر الزمان اور عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا اُنھون نے قرار دیا۔

سب سے اول قانون فطرت کو یہودیون نے توڑا کہ خداوند تعالیٰ جو کسی کا باپ یا بیٹا ہونے سے مبرا ہے جو شان اُلوہیت کے خلاف ہے اُسکو صاحب اولاد تسلیم کر لیا۔

یہ مسئلہ اور عقیدہ تو پہلے ہی شائع ہو چکا تھا اور عیسیٰ علیہ السلام کو قدرت نے اپنا کرشمہ دکھلانے کے لیے بدون باپ کے پیدا کیا پھر عیسائی کیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا قرار نہ دیتے۔

اُنھون نے بڑے مبالغے اور دلائل کے ساتھ علانیہ اس عقیدے کا اعلان کیا اور اپنے عقیدے کو محکم اور مدلل کرنے کے واسطے یہ اجتہاد کیا کہ انبیا معصوم نہ تھے وہ سب گنہ گار اور خطا کار تھے۔

اس لیے لازم ہوا کہ ایسی ذات عالم شہود مین جلوہ گر ہو جو گناہ کی سزاوار اور مرتکب جرم کسی طرح نہو سکے سو خدا کا ہی درجہ باقی رہگیا تھا اسواسطے یہ مغالطہ دیا گیا کہ خداوند تعالیٰ نے انبیا کو جب معصوم نہ دیکھا تو بندون کی ہدایت اور گناہون کے کفارے کے لیے اپنے بیٹے مسیح علیہ السلام

یہ بحث ہمنے کتاب المہدی مین بھی کی ہے۔

تقلید آبائی کا خیال سب فریق مین ہے لیکن اِن لوگون نے جو مذہب کو نہایت ہی اہم اور حیات ابدی کا ذریعہ جانتے ہین اُسکی حقیقت کو دریافت کیا ہے۔

اُنکو خداوند تعالی پر یقین ہے کہ بعد مرنے کے ہم اسیکے روبرو پیش کیے جائینگے اور وہ ہم سے سب طرح کا مواخذہ کرنے والا ہے جسکے روبرو کسیکی قرابت کسی کی حمایت کچھ فائدہ نہ دے گی جو عذاب و ثواب ہوگا وہ بھگتنا اور اُٹھانا پڑیگا۔

تقلید آبائی کی برابر کوئی دشمن انسان کا نہین ہے اسنے لاکھون کو غارت کردیا کروڑون گھر برباد کردئے ملک کے ملک تہس نہس ہوگئے۔

آدمی کو آنکھین دی گئین عقل دی گئی ہوش و حواس سب اسی غرض سے قدرت نے دیے ہین کہ یہ دوسرونکے بھروسے پر نرہے اپنی سعی اور محنت سے فوائد دارین حاصل کرے۔

جنکو یہ سمجھ ہے وہ ہرگز اُس آبائی تقلید کے دام فریب مین نہین آتے ہین فوراً اُس سے کنارہ کرکے علیحدہ ہوجاتے ہین اور شب و روز اُنکے خیالات عالم بالا کی جانب لگے رہتے ہین جیساکہ مسافر بار بار گھڑی کو چلنے کے وقت کے انتظار مین دیکھتا ہے اسی طرحسے یہ کبھی اپنے قوی پر کبھی عضا پر کبھین بالون کی سفیدی پر کبھین بدن کے ضعف پر نظر کرکے امادہ ہوتے ہین کہ اب انگی مین زیادہ وقفہ نہین اور جسقدر اُنسے ہوسکتا ہے وہ اپنا کوئی وقت ضائع نہین کرتے سفر کی تیاری مین ہردم مستعد رہتے ہین اور جو کام کرتے ہین وہین کا فائدہ سمجھکر کرتے ہین اور ان کو کچھ خیال اور کسی نفع یا نقصان کا نہین ہے وہ دنیا کے غم اور عیش کی کچھ پروا نہین کرتے بڑا فکر اُنکے دل کو وہین کا لگا ہوا ہے جہان اُنکو ابدالآباد رہنا ہے۔

ایک دراز عرصے تک فرمان بردار بندے رسالت ہی جانتے ہے اور خدا کی توحید اور انبیا کی رسالت کے وہ قائل رہے۔

پہلا اصول جو قائم کیا گیا وہ یہی تھا کہ "ایک خدا کے سوا کوئی معبود نہین ہے"

بالکل اُٹھ گئی تھی اور جہالت نے ہر چہار طرف سے اُن کو گھیر لیا تھا۔
علوم سے علی العموم اہل یوروپ کو کلی نفرت تھی علم پڑھنا قانوناً جرم تھا اور سب کا یہ خیال تھا کہ علم پڑھنے سے آدمی کافر ہوجاتا ہے ایسی حالت مین ایسے پوچ اور ناقص عقیدے کو زیادہ رواج ہوگیا اور جہالت کے باعث نسلاً و نسلاً یہ اعتقاد جمتا اور پھیلتا چلا گیا۔
جہالت جب غالب ہوجاتی ہے تو وہ انسان کو صلاح سے دور ڈالدیتی ہے اور ناقص خیال اور ناقص عقیدے دلون مین حلول کرتے چلے جاتے ہین۔
جس حالت مین عیسائی علوم کو چھوڑ بیٹھے تو اُن مین وہ قوت نرہی کہ وہ ایسے ناقص خیالات جاہلانہ کو علمی زور سے دفع کرتے مذہب پاک جو اُنکا تھا وہ مذہب نرہا پابندی رسم و رواج ہوگیا۔
پہلے عیسائی خدا کے احکام کے پابند تھے اب وہ تقلید آبائی کے تابع ہوگئے۔
مذہب کا حال علم سے ہی کھلتا ہے اور ہر شے کی کیفیت علم کے ذریعے سے ہی دریافت ہوتی ہے ناخواندہ آدمی واقعی نصف وحشی ہے۔
کوئی قوم ہو جہان اُسکے سر سے علم کا سایہ علیحدہ ہوا اور اُس قوم پر ادبار آیا ناواقفیت کی حالت مین یہ ٹھوکرین کھائیگا۔ بہکیگا اور گمراہ ہوجائیگا اور جب اُسکو بوجہ لاعلمی اصلیت کی خبر ہی نہو گی تو ناچار رسم و رواج اور تقلید آبائی کی پیروی کرنی پڑیگی۔
کچھ عیسائیون پر ہی منحصر نہین ہے کہ اُنمین اختلاف پڑگیا اور اپنے مقدس اور خالص دین مین اُنھون نے افراط تفریط کردی اور اپنی خودرائی سے مذہب کے جاہل علما نے اسکو خراب کردیا بلکہ یہود ۔ مجوس اور اہل اسلام کی بھی یہی حالت ہے کہ ان فرقون مین جسقدر جہالت نے اپنا دخل کیا ہے اور جسقدر وہ علوم سے دور ہوگئے ہین اُسی قدر اُنکے مذاہب کو نقصان پہونچے ہین اور اصلی عقائد مین فرق آگیا ہے۔
یہودی اور عیسائیون مین اسقدر خون ریزیان اور معرکہ آرائیان ہوئی ہین کہ جسکی نظیر دوسری قوم مین نہین مل سکتی دفتر کے دفتر اُنکے جدال و قتال کے واقعات سے بھرے ہوئے ہین۔

کو دنیا مین بھیجا اور سب انبیا پر جنکو وہ رسول اور نبی یقین کرتے تھے الزام لگانے شروع کیے اور وہ قاعدۂ فطرتی عصمت کا جو انبیا کے لیے مخصوص تھا یک قلم شکست ہو گیا۔

ان لوگون نے یہ غور نہین کی کہ فطرت کی رو سے بیٹا باپ سے بڑھکر یا اُسکی برابر ہونا چاہیے اور پھر خدا کا بیٹا تو کسی طرح سے بھی باپ سے کم ہونے کی لائق نہین ہے اگر ہم یہ عقیدہ رکھینگے تو خدا کی خدائی جو شرک سے مبّرا ہے باطل ہو جائیگی اور ایک خدا کے دو خدا ماننے پڑینگے جو خلافِ فطرت ہے۔

پھر **عیسیٰ** علیہ السلام مان کے پیٹ سے تولد ہوئے کھانا ویسے ہی کھاتے تھے جیسے سب آدمی کھاتے ہین دیگر حوائج انسانی کی اُنکو ایسی ہی ضرورت تھی جیسی سب آدمیون کو ہے گرمی سردی برابر اُنکو پہونچتی تھی اور بقول یہود و نصاری اُنکو قوم نے قتل کیا زمین اپنی جگہ پر آسمان اپنے مقام پر اسی طرح سے قائم رہے سورج اور چاند بدستور چلتے اور اپنے اسی اندازے پر دورہ کرتے رہے بیٹے نے اتنا بھی نہین کیا کہ ایک ستارہ بھی ایک جگہ سے اُٹھا کر دوسری جگہ رکھدیتا یا کوئی نئی مخلوق بنا کر دکھلاتا یا اس مخلوقات مین کوئی تغیر یا تبدل ہی کرتا خدا کے بیٹے ہونے کی لائق کے جو کام تھے اُن مین سے ایک بھی تو نہین کیا اور قوم نے ادنیٰ آدمی کی مثال اُس کو گرفتار کر کے سولی پر چڑھا دیا۔

واقعی قانون فطرت خدا کا ہی بنایا ہوا ہے اور یہ کسی کے اختیار مین نہین ہے اور کوئی اُسکے حکم مین ذرا بھی دخل کسی طرح کا نہین رکھ سکتا وہی مالک اور سب کا خالق ہے۔

سب **مسیحی** ایک وقت مین تثلیث کے خیال سے بالکل علیحدہ تھے اور **مسیح** علیہ السلام کو خدا کا بندہ اور برگزیدہ پیغمبر جانتے تھے۔

ایک عرصے کے بعد یہودیون کی چپقلش اور باہمی معرکہ آرائی نے اُنھین یہ خیال ڈالدیا کہ عیسیٰؑ بندہ نہین خدا کا بیٹا ہے جسکو بعض بعض جاہلون نے تسلیم کر لیا اور پھر یہ عقیدہ عام ہو گیا۔

یہ امر مسلم ہے کہ **عیسائی** جو بکثرت **یوروپ** کے خطے مین آباد ہین یک قلم جاہل ورنا خواندہ تھے ایک ہزار برس کا زمانہ یوروپ کا **ڈل ایجز** (تاریکی کا زمانہ) کہلاتا ہے جسمین علوم کی تعلیم

معلوم ہوگیا ہوگا کہ وہ دھوکے مین پڑگئے اور اُنھون نے سب سے اعلیٰ مذہبی اصول کو توڑ دیا اور گو اُنھون نے بُت پرستی اشیا پرستی نہین اختیار کی مگر عقیدے مین وہ مشرک ہوگئے۔

جن لوگون کی عقل سلیم اور راے سنجیدہ تھی اور وہ کتب آسمانی کے نکات و رغوامض کو اچھی طرح سے سمجھتے تھے وہ اس بلا مین مبتلا نہین ہوئے اور اُنھون نے اُس قانون فطرت سے جو مذہب کے لیے قدرت نے عطا کیا ہے تجاوز نہین کیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نئے پیدا ہونے سے اُنکو کوئی تعجب نہین ہوا اور وہ سمجھ گئے کہ جس خدا مین یہ قدرت ہے کہ اُسنے ایک جوڑے کو بدون ماں باپ کے پیدا کر دیا اُسکے نزدیک نئے باپ کے کسی کا پیدا کرنا کیا بڑی بات ہے۔

اگر اس سے زیادہ بھی خداوند تعالیٰ اپنی قدرت کا نمونہ دکھلائے جب بھی کوئی عجب نہین ہے وہ سب طرح کی قدرت رکھتا ہے۔

اس سے زیادہ حیرت انگیز نمونہ اُسکی شان کبریائی کا دن اور رات ہی کہ جسوقت دن ہوتا ہی تو یہ کیفیت ہوتی ہے کہ تاریکی کا نام نہین رہتا تمام عالم ایسا روشن ہو جاتا ہی کہ غور کرنے سے یہ سمجھا جاتا ہی کہ اب یہ روشنی کہین جا سکتی ہے لیکن چار پہر کے بعد وہ کالی رات ڈرانی یک بیک آجاتی ہی کہ اُس روشنی کی نمود تک باقی نہین رہتی۔

یا تو تمام دنیا مین اُجالا اور چہل پہل ہو رہی تھی اور سب آدمی چرند پرند وغیرہ اُچھل کود کر رہے تھے یا اب ایک سناٹے کا عالم چھایا ہوا ہے اور تمام دنیا مین اندھیر پڑا ہوا ہے گویا کہ کوئی ذی روح نہین ہے اور دنیا بالکل ویران اور ایک اُجڑا جہان ہے۔

اُس وقت ایسی حالت ہوتی ہے کہ یہ خیال بھی نہین ہوتا کہ اب عالم مین پھر ویسی ہی چمک دمک ہو جائیگی اور وہی بہار اور وہی رونق رفتہ از سر نو پھر آجائیگی لیکن دس بارہ گھنٹے کے بعد ایک نئی حالت پلٹ جاتی ہی نہ ستارونکی چمک کا نشان رہتا ہی اور نہ اندھیرے کا نام۔

یا تو تمام دنیا مردہ پڑی ہوئی تھی یا اب سب جگہ نور کا عالم اور حیوان چرند پرند ایک شور وغل

جب تک یہودی اپنی سلطنت کو ہمیشہ کے لیے کھو نہین بیٹھے لڑائی سے باز نہین رہے ایسی حالت مین ایک دوسرے کے خراب اور برباد کرنے اور اپنے دعوی کی تصدیق کی غرض سے مذہبی کتابون مین اُنھون نے تحریف کر دی۔

اسی وجہ سے وہ آسمانی کتابین اُنکی قابل سند نہین ہین اور اسوقت جو توریت۔ زبور۔ انجیل عہد عتیق اور عہد جدید کے نام سے اہل کتاب کے ہاتھ مین ہین وہ توریت۔ زبور۔ انجیل نہین ہین جو موسیٰ علیہ السلام اور داود علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھین۔

اُن آسمانی کتابونمین پولوس یہودی نے بالکل ردوبدل کر دی اور یہی دین عیسوی کی خرابی اور بربادی کا بانی ہے جو پولوس مقدس کے نام سے عیسائیون کے یہان پکارا جاتا ہے۔ خاص انجیل مقدس ح اریونکے کلام سے معمور ہے جو اریونکے کلام کو بھی کلام الٰہی سمجھتے ہین۔ بڑی نادانی اور سخت غلطی کی بات ہی کہ جس حالت مین یہ امر بخوبی ثابت ہو گیا کہ کتب آسمانی جن کلمات کے ساتھ انبیا پر نازل ہوئی تھین یہ وہ کتابین نہین ہین اور آدمیونکی طبع زاد اور ایجاد ہین تو اب اُنکے اوپر اعتماد کرنا اور اُنسے نجات کی اُمید رکھنا اہل یوروپ کی دانشمندی سے نہایت بعید ہے اور یہی باعث ہو کہ دو حصے یوروپ ملحد ہو چلا ہے اور مذہب سے آزاد ہوتا جاتا ہے۔

یہ ہم پہلے لکھ آئے ہین کہ یہودی۔ عیسائی۔ مسلمان اپنے اپنے مذہب کو موجب فطرت بتلاتے ہین اور پہلے نوشتون اور دنیا کی تاریخونسے ثابت ہو کہ یہ مذاہب قدیمی ہین اور ان تینون مذہبونمین جیسا اتفاق اور اُنکے عقائد ملے جلے ہین ایسے اور مذہبونکے نہین اور از روی فطرت ہمکو یہ بھی معلوم ہوتا ہو کہ دین حق انھین مذہبونمین ہے اور انھین کے اصول کچھ دل کو لگتے ہین۔ باقی مذاہب جو دنیا کے پردے پر ہین وہ محض لچر اور بیہودہ ہین جنکو فطرت قبول نہین کر سکتی اور وہ کوئی مذہبی پابندی نہین ہے بلکہ وہ ملکی رسم و رواج اور باپ دادا کی لکیر کے فقیر ہین اور انھون نے جو مذہبی تاویل کی ہے وہ اُنھین مذہب ثلاثہ کے اصول اور فروع کی تاویل ہے سو دو مذہب یہودی اور عیسائیونکے اول اور دوم اصول کا حال خلاف فطرت ہونا ناظرین کو ملاحظہ بیان بالا سے

اور اُسکو وہ خیالی ڈھکوسلا سمجھتے ہین۔
اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ عیسائیت کو نہایت سنجیدہ اور پاک مذہب سمجھے ہوئے تھے جب اُسکے
قبایح پر اُنھون نے غور کی اور اُسکو خلاف فطرت پایا تو یہ گمان کر لیا کہ جب ایسا شایستہ مذہب بھی
برحق نہین ہو اور اُسکا اصول فطرت کے خلاف ہو تو اب دنیا مین اس سے بہتر اور برتر کوئی مذہب نہوگا
پس یہ عقیدۂ مذہبی ہی باطل ہے اور اس بارے مین سعی اور کوشش محض بیکار۔
یہ فطرتی اثر ہے کہ ابتدا سے جسکو آدمی نہایت معتبر اور سچا سمجھتا ہے اور پھر بہت عرصے کے
بعد اُسکا بطلان یقینی ذریعون سے پایۂ ثبوت کو پہونچ جاتا ہے تو وہ سبکی جانب سے بدگمان ہوجاتا ہے
اور یہ سمجھ لیتا ہو کہ سب ایسے ہی ہونگے کوئی اعتبار کے لائق نہین ہے وہ بدگمانی اُنکی سدراہ ہوجاتی ہو۔
لیکن اُنکو یہ ہرگز نہین خیال کرنا چاہیے کہ مذہبی خیال ہیچ ہو اور دنیا مین کوئی مذہب حق نہین ہے۔
پہلا خیال لامذہبی کا ملحدانہ اور بیہودہ خیال ہے جسکو کوئی طبع سلیم نہین قبول کر سکتی۔
تاریخی واقعات جو بدیہیات ہین وہ مذہب کی اصلیت کو پکار پکار کر اعلان کر رہے ہین جنکو اقوام
سابقہ نے برتا اور بھگتا ہے۔
انبیا سے جو جو معاملات قوم کے ہوئے ہین وہ ایسے صاف اور روشن ہین جن مین کوئی محل
اشتباہ کا نہین ہے۔
ملک کے ملک اور قوم کی قوم اُنکی شہادت متواتر دے رہی ہے۔ اگر مذہب کی کوئی اصلیت
نہوتی تو اُسکی خاطر قدرت اتنے زور کبھی نہ لگاتی کہ اپنی بنائی ہوئی مخلوق کو بوجہ نافرمانی اور
الحاد کے دم کے دم مین غارت اور برباد کر دیا شہر کے شہر بستیونکی بستیان بیکار کی ملیامیٹ کردین
وہ کون لوگ تھے جو اسطرح کے ناگہانی عذاب اور آسمانی آفات سے مارے گئے وہ اسی
خیال کے آدمی تھے جو یہ کہتے تھے کہ مذہب کوئی چیز نہین ہے ایک خیالی اور فرضی امر ہے
انبیا اور رسول پے بہ پے اُنکے پاس آئے اور اُنکو سب طرح سے سمجھایا متنبہ کیا ڈرایا مگر وہ
اپنے فلسفی علم کے گھمنڈ پر اُنکی تکذیب فلسفیانہ وضع سے کرتے رہے جسکے باعث وہ خدائی قہر

کر رہے ہین گویا ابھی زندہ ہوئے ہین۔
اس طلسم سے جو ہر روز ہوتا ہے کچھ تعجب نہین ہوتا ایک حضرت **مسیح** علیہ السلام کے اس طرح سے
پیدا ہونے کو اعجوبہ خیال کر کے متحیر ہو رہے ہین۔
یہ بھی فطرتی خاصہ ہے کہ جس شے کو انسان روزمرّہ اپنی نظر سے دیکھتا ہے اُس سے وہ متعجب نہین
ہوتا اور نہ عبرت ناک ہوتا ہے کیسا ہی قدرت کا کرشمہ ہو اُسکے ہر وقت کے دیکھنے سے
مساوات ہو جاتی ہے۔
آدمی کا مرنا سچ پوچھو تو نہایت ہی خوفناک اور حیرت انگیز ہے کہ ابھی چلتا تھا پھرتا تھا بولتا تھا
کھاتا تھا پیتا تھا خوشیان کر رہا تھا یکبارگی ایسا ساکت ایسا بیہوش ہو گیا کہ کسی بات کی خبر
نہین سب اُسکی خاطر روتے ہین پیٹتے ہین چلاتے ہین کسی کی آواز نہین سُنتا۔
یا تو ایک پتے کے کھڑکے سے چونک پڑتا تھا یا اب ایسا بے حس و حرکت پڑا ہے کہ بجلی کا کڑکا
ہو تب بھی اُسکو کچھ خبر نہو۔
ایسی ایسی نشانیان دنیا مین ہزارون اور لاکھون فطرتی ہین اگر انسان غور کرے۔
جس حالت مین **یہودی** اور **عیسائیون** کے اصل اصول ہی باطل ہین یعنی **توحید** اور
رسالت تو دیگر عقائد سے گفتگو کرنا محض فضول ہے "قیاس کن زگلستانِ من بہارِ مرا"
بے شک اہل **یوروپ** علی الخصوص **جرمنی** اور **انگریز** دانا ہین۔عقیل ہین
محقق ہین۔غیر مقلد ہین۔حکیم ہین۔آزاد ہین۔مورخ ہین۔مبصر ہین۔معقول پسند ہین
غرضکہ انسانی قابلیت مین وہ اعلی پایہ رکھتے ہین مگر مذہب مین وہ نہایت بودے۔پورے غافل
دُنیا پرست اور ناعاقبت اندیش ہین۔
روحانی ترقی مین ابھی تک اُنکا قدم پیچھے ہے اسمین اُنھون نے سوا اسکے کہ مذہب کی
جانب سے بدظن ہو گئے اور دہریہ بنگئے اور کچھ فائدہ حاصل نہین کیا۔
ہزارون لاکھون کروڑون آدمی یوروپ اور امریکا مین ایسے ہین کہ وہ کسی مذہب کے پابند نہین

اسلام

امر سوم

امر سوم جسپر مین ان اوراق کو ختم کرنا چاہتا ہون یہ ہے کہ ہم کس ذریعے سے بآسانی دریافت کر سکتے ہین کہ یہ مذہب حق ہے۔

تھوڑی سی دیر کے واسطے ناظرین با تمکین اس حقیر تحریر کو بہ نظر انصاف توجہ کے ساتھ ملاحظہ فرمائین اور غور کرین کہ جو کچھ ذیل مین عرض کیا گیا ہے وہ از روے فطرت صحیح ہے یا غلط۔

مختصر طور سے اہل انصاف اور خدا کے ماننے والون کے روبرو **چوتھا مذہب اسلام** پیش کیا جاتا ہے۔

فطرت کی کسوٹی پر جیسے دیگر مذاہب پرکھے گئے ہین اسی طرح اسلام بھی پرکھا جائیگا۔

اس مذہب کے مدعی بڑے دعوی کے ساتھ **اسلام** کو خدائی مذہب موافق فطرت کے بتلاتے ہین اور وہ یہ دعوی کرتے ہین کہ **اسلام** ہی قدیم مذہب منجانب اللہ ہے۔

یہی مذہب حضرت **آدم** علیہ السلام کا اور یہی حضرت **ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ** علیہم السلام کا تھا جسمین اب لوگون نے اپنی نافہمی سے اختلاف کر رکھا ہے۔

اختلاف فطرتی خاصہ ہے اسی واسطے آدمیون کی طبائع مختلف ہین بڑے بڑے دانا اور حکما کی رایون مین قدیم سے اختلاف چلا آتا ہے۔

اسی وجہ سے آدمیون کی عقل پر مذہب کو نہین رکھا گیا اور جن مذاہب کے آدمیون نے ایسا کیا ہے وہ خدائی مذہب سے دور ہوتے چلے گئے ہین اور ان مذاہب مین صدہا عیب پیدا ہوگئے ہین پس یہ عقدہ صرف عقل کے زور سے حل نہین ہوسکتا۔

لیکن ہمارا ہادی ہمارا رہبر سوائے عقل کے اور کوئی نہین ہر نیک و بد کا حال اسی کی بدولت

اور غضب کے مورد ہوے غضب الٰہی اُن پر نازل ہوا اور وہ بے نام و نشان دنیا سے جاتے رہے اور دائمی عذاب کے سزاوار ہوئے۔

دوسرا خیال کل مذاہب کی جانب سے بدگمان ہونے کا خداوند تعالیٰ پر الزام کا باعث ہے جو الزام سے منزہ اور پاک ہے۔

اسکی تشریح پیشتر ہم کر آئے ہین کہ جیسے اُسنے جسمانی زندگانی کے لیے ہزارون لاکھون طرح کے سامان اس دنیا مین کیے ہین روحانی زندگی جو دائمی اور حیات ابدی ہے اُسکے واسطے خداوند تعالیٰ نے کچھ نہین کیا یہ خیال نہایت محال ہے۔

ایسے لوگون سے جو مذہب کو نہین مانتے ہمارا ایک ہی سوال ہے کہ وہ مذہب کو فرضی اور خیالی تصور کرتے ہین اگر وہ اصلی اور نہایت ضروری امر ہوا تو اُنکے اس خیال کا انجام کیا ہوگا مذہبی خیال رکھنے کا نتیجہ بہرحال عمدہ اور بہتر ہے۔

صاحبو! وہ بات اختیار کرو جسکا مآل کار تمھارے حق مین بہتر ہوا ور تم کو مرنے کے بعد پچھتانا اور افسوس کرنا نہ پڑے۔

اب **نوح** علیہ السلام جیسا پیغمبر تمکو ہدایت کرنے نہین آئیگا کہ عالم مین **طوفان** برپا کر دے

حضرت **ابراہیم** علیہ السلام سا نبی موجود نہین جو آگ مین پڑکر سارے دہریون اور فلسفیون کی عقل خاک مین ملا دے۔

جناب **موسیٰ کلیم اللہ** تمہارے سمجھانے کے لیے **کوہ طور** سے نہین آئینگے کہ عصا کا اژدہا اور جیب سے ید بیضا نکالکر تمکو خائف اور متحیر کر دین۔

جناب **داؤد** علیہ السلام از سر نو زندہ نہین ہونگے جو لوہے کو موم کر کے تم کو دکھلا دین۔

کیا تم حضرت **مسیح** علیہ السلام کا انتظار کر رہے ہو جن کا نزول ابھی نہین ہوگا۔

نواہی کے مفصل درج ہوں اور کل مذہبوں کا تذکرہ۔

شرط ششم۔ جو کتاب آسمانی ہو وہ اول سے آخر تک اُس قدرتی مذہب کی تائید اور اُسکے پیشواؤن کی تصدیق صاف طور سے کرتی ہو اور اُس کتاب کے آسمانی ہونے کا اظہار اُسمین اچھی طرح سے کیا گیا ہو۔

شرط ہفتم۔ اُس کتاب مین یہ اظہار صاف لفظون مین کیا گیا ہو کہ یہ دین حق ہمیشہ کے لیے خدا کو پسند ہے اور اب اسی پر سبکو عمل کرنا چاہیے جو کوئی اُسکے خلاف دوسرا مذہب اختیار کریگا وہ قبول نہین کیا جائیگا۔

شرط ہشتم۔ تمام ملکون مین جو وہ آسمانی کتاب شائع ہو اُسمین ذرا بھی تغیر۔ تبدل۔ کمی اور بیشی نہو تحریف سے بالکل محفوظ ہو۔

شرط نہم۔ اُس کتاب مین یہ اعجاز ہو کہ بلاغت کے سوا ہدایت اور تہذیب اور شایستگی مین بے نظیر ہو منکرین کو خوف اور عبرت اور عاملون کو بشارت دیتی ہو۔

شرط دہم۔ جسپر وہ کتاب نازل ہوئی ہو اور جس طرح اور وضع سے اُسکا نزول ہوا ہو اُسکا اظہار بھی اُس کتاب مین کیا گیا ہو اور وہ شخص جسپر کتاب نازل ہوئی ہو برگزیدہ۔ نہایت سنجیدہ اور معصوم ہو قدرت نے یہ قاعدہ قدیم سے رکھا ہے کہ ہر ایک کام کے لیے کوئی خاص شخص ہو کیونکہ جب تک اُسکے واسطے کوئی خاص منتظم نہو گا کام انتظام نہین پائیگا۔

سو دین کے انصرام کے لیے انبیا کو منتخب کیا گیا جسکی تصدیق ثلاثہ مذہب یہود و نصاری اور مسلمان کرتے ہین لیکن یہ قاعدہ یہودیون کے نزدیک **موسی** علیہ السلام پر اور عیسائیون کے نزدیک حضرت **عیسی** علیہ السلام پر اور اہل اسلام کے عندیہ مین **محمد** صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گیا۔

اگرچہ عیسائی حضرت **عیسی** علیہ السلام کو نبوت سے زیادہ درجہ خدا کے بیٹے ہونیکا دیتے ہین اور اُنکو معصوم یعنی گناہو نسے پاک خیال کرتے ہین مگر بہرحال اس خیال سے وہ قاعدۂ قدرت جو مذہب

ہمکو معلوم ہوتا ہے مذہب ہو یا فطرت اُنکے حالات واضح اور منکشف کرنے کا آلہ ہمارے پاس عقل ہی ہوسکتا ہے اور اسی سے ہمکو سب جگہ کام لینا چاہیے۔

اسمین شک نہین کہ عقل غلطی سے محفوظ نہین اور جو چیز ایسی ہے کہ وہ خطا بھی کرتی ہے اور غلطی اُسکی مسلم اور بدیہی ہے جسکو روزمرہ ہم دیکھتے اور برتتے ہین تو اُسپر کلی اعتماد اور بختہ بھروسا نہین کیا جاسکتا خاصکر غیبی معاملون مین اسی واسطے ہمنے اس سے قطع نظر کرکے فطرت کو اختیار کیا ہی کہ جو بدیہیات سے ہی اور اُسمین کوئی احتمال غلطی اور کمی بیشی کا نہین ہی کیونکہ قادر مطلق نے ہر چیز کو فطرت پر بنایا ہی اور فطرت ہی قانونِ قدرت ہے۔

اس لیے قدرتی مذہب وہی ہی جو فطرت سے ملتا ہو کیونکہ مذہب قانون الٰہی کا نام ہے۔

دین حق کے لیے مندرجہ ذیل شرائط ازروے فطرت ہین جس مذہب مین یہ شرائط ہونگے وہی سچا مذہب اور خدائی دین ہے باقی باطل۔

اسلام کو ہم انھین شرائط کے ساتھ جانچینگے۔

شرط اول۔ سچے مذہب کے اصول جو قدیم سے قائم کیے گئے ہون وہ بدستور قائم رہین کیونکہ مذہب قانون الٰہی کا نام ہے اور قانون الٰہی مین تبدیلی نہین۔

شرط دوم۔ وہ مذہب عام ہو یعنی سبکو ایک نگاہ سے دیکھے کسی نسل یا قوم کی ترجیح کا روادار نہو۔

شرط سوم۔ اُسکا اعلان اس کثرت کے ساتھ دنیا مین شائع ہو رہا ہو کہ کسی کو یہ عذر نرہے کہ ہمارے پاس وہ ہدایت نہین پہونچی۔

شرط چہارم۔ اُس مذہب کا قانون اور اُس قانون کی پابندی اس درجہ سہل اور آسان ہو کہ غریب سے غریب اور ضعیف سے ضعیف بھی اُسکا بار اُٹھا سکے۔

شرط پنجم۔ قانون ازروے فطرت قدرتی ہو یعنی اُسکے احکام یہ ظاہر کرتے ہون کہ یہ احکام بموجب اقتضاے فطرت ہین۔

اُس قانون مین اصول عقائد اور عبادت۔ طریق تمدن۔ حسن معاشرت۔ جزا۔ سزا۔ اوامر

اور علیحدہ نہین ہوسکتی گندم - انبہ - خرما - نیشکر اگر ہزار قسم کے ہونگے پھر بھی جنس ایک ہی سمجھی جائیگی -

آدمیونکے رنگ اور جسم اور شباہت مین کیسا اختلاف ہی ایک یوروپ کے آدمی ہین ایک روم - ایران - عرب - ہند - افغانستان اور حبش کے جنکے رنگ اور جسم اور وضع مین بہت ہی کچھ تفاوت ہی لیکن سب آدمی ہی ہین -

غرضکہ کسی شے کے مختلف الاوضاع ہونے سے اُسکی ذات مین انقلاب نہین ہوسکتا ہی -

یہی حال **وحی** اور **رسالت** اور **کتب آسمانی** کا ہی کہ وہ **وحی** کبھی **آدم** علیہ السلام اور کبھی **نوح** علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام **موسیٰ** علیہ السلام **عیسیٰ** علیہ السلام اور اور **محمد** صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی اور کبھی دیگر **انبیا** علیہم الصلوٰۃ پر مگر منشا او نفس مطلب سب کا ایک ہی تھا -

جسقدر **رسول** اور **نبی** ہوے سب ایک ہی کلمہ کی ہدایت کرتے رہے کہ "**خدا** کے سوا کوئی معبود نہین ہے"

انمین سے کسی ایک نے بھی ایک دوسرے **نبی** یا **پیغمبر** کی تردید یا تحقیر نہین کی جو آیا وہ پہلون کی تصدیق کا کلمہ بھرتا ہوا ہی آیا اور سبکو منجانب اللہ اور برگزیدہ **نبی** آخر دم تک ظاہر کرتا رہا اور جو منادی اگلے کرتے تھے وہی برملا دوسرے نے کی -

اگر ایک **نبی** یا **پیغمبر** ایسا کیا جاتا کہ اُسکو قیامت تک کی زندگی دیجاتی اور وہی سبکو ہدایت کرتا اول تو یہ امر خلاف فطرت تھا -

دوسرے لوگ اسکو عجیب الخلقت سمجھکر ہرگز تسلیم نکرتے اور ڈرا کتا جاتے اور تمام دنیا مین اُسکی سیر و سیاحت دشوار تھی صدہا اعتراض وارد ہوتے -

اسواسطے حکیم علی الاطلاق نے موافق قانون فطرت یہ عمل درآمد فرمایا کہ ہر ایک قوم اور ہر ایک ملک مین ایک ایک دو دو دس دس بیس بیس سو سو ہزار ہزار **نبی** اور **پیغمبر** واسطے ہدایت خلق اللہ کے

کے واسطے انبیا کی رسالت کا ہی تعیون مذہبونکے رو سے شکست ہوتا ہی اور یہ امر فطرت کے خلاف ہے
جس سے یہ تردد ہوتا ہے کہ جو قاعدہ قدیم سے چلا آتا تھا کہ یکی بعد دیگرے اور نیز ایک ہی زمانے
مین انبیا اور پیغمبر ظاہر ہوتے جو خلقت کو ہدایت کرتے تھے وہ قاعدہ کیون دنیا سے جاتا رہا۔
"خدا کے قاعدے مین تبدیلی نہین ہے"۔ کیونکہ قانون قدرت مین ہم انقلاب نہین دیکھتے
صدہا ہزارہا سال سے زمانے مین جو فطرتی اثر ہے وہ کسی ایک شے مین سے بھی محو نہین ہے
توالد۔ تناسُل۔ دن۔ رات۔ گرمی۔ جاڑہ۔ برسات آدمیونکی خورش پوشش و دیگر خواہشین
کسی ایک مین بھی تو تبدیلی نہین نہ کبھی دن کی رات ہوئی نہ رات کا دن ہوا نہ آسمان پر سے
بنے بنائے آدمی اور جانور زمین پر آپڑے نہ کبھی زمین کے حیوانات آسمان پر اُچھل کود کے جا پڑے۔
یہ تو بڑی باتین ہین کبھی یہ بھی تو نہین ہوا کہ بن مانس مہذب انسان بنگئے ہون یا اُسکے برعکس۔
مکڑی جسطرح سے پیدا ہوتی تہے اُسی طرحسے اُسکی پیدایش جاری ہی اور مکھی کی اپنے دستور کی موافق۔
جب یہ قانون فطرت تبدیل نہین ہوا تو وہ قانون روحانی کیسے بدلا گیا۔ اور کبھی توریت
اور کبھی زبور اور کبھی انجیل اور کبھی قران نازل ہونا کیا معنی۔
ایک دفعہ ایک کتاب نازل فرما دینی تھی کہ اُسی مین کلی و جزوی مسائل مذہب کے ہوتے۔
بار بار کتابین کیون نازل فرمائی گیئن اور کس واسطے ہزارون انبیا مبعوث ہوئے۔
جس طرحسے تمام دُنیا کے روشن کرنے کو آفتاب ماہتاب بنا دیے ہین جو مچھلیون کی طرحسے
آسمان مین تیرتے ہوئے نظر آتے ہین اسی طرح سے تمام عالم کی ارواح کی درخشندگی کیواسطے
ایک ہی نورانی نسخہ کافی تھا۔
اس سے تو اہل ہنود اپنے ویدون کی نسبت دعوی سے کہسکتے ہین کہ وہ موافق فطرت ہین کہ
ابتک وہی چار وید چلے جاتے ہین جو برمہا جی کے مکھ سے نکلے ہین اور جس مذہب کو دنیا کے
مذاہب ہیچ اور پوچ سمجھتے ہین اُسی کا مذہبی قانون بموجب فطرت ہے۔
مگر غور کرنے سے دریافت ہوتا ہے کہ کسی ایک شے کے چند نام ہونے سے وہ شے مختلف

انھین کے منوانے کو آسمان سے زمین پر طوفان اٹھایا گیا اور انھین کے لیے پتھر برسائے گئے۔
انھین اصول کی خاطر زمین کو آدمیون کے خون سے رنگین کیا اور انھین اصول کا عہد و
پیمان بروز **میثاق** لیا گیا۔
انھین کے واسطے ملک کے ملک غارت اور برباد کیے گئے اور انھین کی خاطر خاک
کے پتلے مسجود ملائک بنائے گئے
انھین کے وقار کے لیے زمین پر بجلی گری اور انھین کا اقتدار بڑھانے کو ایک قوم دوسری قوم سے لڑی۔
انھین کی اشاعت کو **نفوس قدسیہ** فلک سے اس تودۂ خاک پر تشریف لائے اور
انھین عقائد کی پختگی کے لیے **وحی** اور **الہام** پے درپے آئے۔
انھین عقائد نے بنی نوع انسان میں تفرقہ ڈالا اور انھین عقائد نے کافر و مومن کا مسئلہ نکالا۔
انھین عقائد سے ایک قوم دوسری قوم پر غالب ہوئی اور انھین کے سبب تمام دنیا عزت و جاہ
کی طالب ہوئی انھین عقائد نے ایک قوم کو فاتح دوسری کو مفتوح کھلوایا اور انھین عقائد
نے سیاست مدن دنیا مین پھیلایا۔
انھین عقائد نے تہذیب اور شایستگی کا سبق دیا اور انھین عقائد نے آدمیونکو خدا اور ابن خدا اور اوتار بنایا۔
انھین عقائد سے لوگ گبر و ترسا اور مسلمان کہلائے گئے اور انھین کے لیے دیر و کنشت۔
کعبہ اور بیت المقدس بنائے گئے۔
یہودی ۔ عیسائی ۔ محمدی ازروے کتب آسمانی دراصل مسلمان ہین اور ان تینون کو اوپر کے
اصول تسلیم کرنے مین کوئی بھی عذر نہین ہے۔
جو مذہب **توریت** ۔ **زبور** ۔ **انجیل** کا ہے وہی **قرآن** کا صرف اعمال یعنی طرز
عبادت مالی و بدنی کے تغیر و تبدل سے وہ مذہب جو قدرت نے عطا کیا متغیر نہین ہوسکتا۔
کیونکہ اعمال ایک قسم کا **ٹیکس** بندون پر ہے جو کبھی زیادہ اور کبھی کم رہا ہو اور یہ بندونکے
اور زمانے کی حالت کے باعث ہی جو مقتضاے فطرت ہے۔

روحانی اصلاح کی غرض سے مبعوث فرمائے اور چھ پیغمبر ایسے اولوالعزم صاحب شریعت عالم شہود مین جلوہ افروز ہوئے جنکے احکام اور ہدایت کی تعمیل دوسرے انبیا اور پیغمبرون نے بجان و دل کی اُسی کی **وعظ** اور انھین احکام کے **لکچر** وہ ہر قوم اور ملک مین دیتے رہے۔

گو وہ مذہبی قانون کبھی **توریت** کے اور کبھی **زبور**۔ **انجیل** اور **قران** کے نام سے موسوم ہوا مگر اصول سب کا ایک ہی تھا اور ایک ہی غرض کے واسطے یہ آسمانی کتابین نازل ہوئین **توریت** اگر **قرآن** کی تمہید تھی تو **زبور** اور **انجیل** اُسکا ایک فصل اور باب تھا۔

جس حالت مین **قرآن** کتب پیشین **توریت**۔ **زبور** اور **انجیل** کی تصدیق کرتا ہے اور اُنھین عقائد کتب منزلہ کو زیادہ وضاحت اور صراحت کے ساتھ تاکید اور تکرار سے لوگون کے دل پر جماتا ہے تو پھر کیسے کہہ سکتے ہین کہ یہ کتب سابقہ کے خلاف ہے۔

ان چارون کتابون کے عقائد پر جن سے ایمان مراد ہے نظر ڈالی جاتی ہے تو بالکل ایک ہی اصول اور ایک ہی عقیدہ اور ایک ہی منشا ان سب کا ہے کوئی ایک عقیدہ بھی تو شکست نہین ہوا۔

آدمی کا قدم جسوقت زمین پر آیا اور اُسکی روحانی اصلاح کے لیے جو اصول قائم کیے گئے انھین سے ایک لفظ بھی تو نہین بدلا گیا۔

جس عقیدے کو **توریت** نے ظاہر کیا اسی اصول کو **زبور** اور **انجیل** نے اور زیادہ پختہ کر دیا۔ **قرآن** ایک مجموعہ اُن سب کا اور نیز ایک تفسیر کتب پیشین کی ہے۔

کیونکہ کتب منزلہ مین ایمان کے بڑے بڑے اصول یہی قائم کیے گئے تھے **وحدانیت**۔ **رسالت**۔ **قیامت**۔ **حشر و نشر**۔ **جزا و سزا**۔ **عبادت خدا**۔

انھین پر بہت زور دیا گیا ہے۔

انھین کی تعلیم حضرت **آدم** علیہ السلام کو اور انھین اصول کی پابندی کا حکم دیگر انبیا علیہم الصلوٰۃ کو ہوا تھا انھین کے محکم کرنے کو صحیفے اور انھین کے شائع کرنے کو کتابین نازل فرمائی گئین۔

اُس اندھیرے کو دور کرنے اور روحانی جلوہ بخشنے کے واسطے قدرت نے ازروے قانون فطرت ایک روحانی آفتاب کا جلوہ سرزمین عرب پر جسکو زمین کا مرکز تصور کرین تو بجا ہے ایک ایسے اندازہ سے ڈالا جیسے کہ آفتاب کے طلوع سے پہلے صبح صادق ہو کر شفق نمایان ہوتی ہے پھر آفتاب ایک بادل کا سا ٹکڑا نظر آنے لگتا ہے پھر رفتہ رفتہ اُسکی روشنی کی صاف اور باریک کرنین عالم پر پڑتی ہین اور یکبارگی کچھ دیر کے بعد تمام جہان منور ہو جاتا ہے کہین تاریکی کا نام نہین رہتا اور نصف النہار کے درجے پر تو اپنا وہ زور دکھلاتا ہے کہ کوئی نگاہ اُسکے مقابلے کی تاب نہین لاسکتی۔

جسقدر جلوے اور روشنیان اور تجلیان ہین سب اُسکے روبرو پھیکی پڑجاتی ہین۔

قانون فطرت کا خاصہ ہے کہ ایک چیز کے مقابلے مین وہ دوسری شے پیدا کرتا ہے جیسے آگ کے مقابلے مین پانی خاک کے مقابلے مین ہوا۔ روشنی کے مقابلے مین تاریکی شرق کے مقابل غرب جنوب کے مقابل شمال۔ گرمی کے مقابل سردی موجود ہے۔

جب اُسنے تمام اجسام کے روشن کرنے کے واسطے آسمان پر آفتاب کا ظہور کیا تو باطنی حواس کے لیے زمین پر ایک ایسے روحانی آفتاب کا جلوہ گر کرنا نہایت ہی ضروری اور لابدتھا جو اندرونی تاریکی اور ظلمت کو دفع کرے جسپر آسمانی آفتاب کچھ شعاع نہین ڈال سکتا۔

ظاہری اجسام کے روشن کرنے کو آسمانی آفتاب اور روحانی خیالات کو منور اور مجلی کرنیکو یہ **زمینی آفتاب** عرب کے مبارک پہاڑون سے طالع کیا۔

اُس **عربی آفتاب** نے دلون کو روحون کو عالم کے روشن کرکے دکھلادیا جس سے تمام جہان مین بتدریج اُجالا ہوگیا۔

ایسی روشنی اس کثرت کے ساتھ پہلے زمانے مین ہرگز نہین پائی جاتی۔

اس تیرہ سو برس کے زمانے اور پہلے زمانے کا جو مقابلہ کیا جاتا ہے تو زمین و آسمان کا تفاوت نظر آتا ہے اور یہ دنیا ایک نئی دنیا معلوم ہوتی ہے۔

اس لیے کہ آدمی پیدا ہوتے ہی شایستہ نہین ہو گئے تھے اور نہ شایستگی اور راحت کے سامان ہی اُس وقت کلیہ موجود تھے۔

اسواسطے جیسی حالت آدمیون کی تھی ویسا ہی بار عبادت کا اُنپر ڈالا گیا اور جب ترقی کا زمانہ آیا اور آدمیونکی کثرت ہوگئی اُسوقت اُنکی حالت کے مناسب عبادت کا ٹیکس لگایا گیا۔

جو مذہب **آدم۔ موسیٰ** اور **عیسیٰ** علیہم السلام کو عنایت ہوا تھا اُسی مذہب کی تکمیل **قرآن** نے کی اور اُسی عقیدے کا اعلان **محمد** صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا۔

دین **اسلام** کوئی نیا دین اور مخالف پہلے دین کے نہین ہے اسلام ہی مذہب ہے جسپر کل انبیا تھے۔

اسلام کی صداقت کی یہ اعلی درجہ کی بے نظیر دلیل روشن ہر کہ وہ اگلے کل صحیفون اور کتب منزلہ اور جملہ انبیا کی تصدیق کرتا ہے کسی ایک سے بھی تو مخالف نہین ہے۔

پس جو لوگ **قرآن** اور **محمد** صلے اللہ علیہ وسلم کو نہین مانتے وہ گویا پچھلے انبیا اور کتب سابقہ کی تکذیب اور تکفیر کرتے ہین اور قانون الٰہی کو اپنی ضد اور تقلید آبائی سے توڑتے ہین۔

وہ آسمانی مذہب کے پابند نہین ہین اپنی ضد کے تابع ہین۔

اس حالت مین از روے فطرت وہ لوگ بھی اُنھین جیسے ہین جو بت پرستی اور اوہام باطلہ کے دام تذویر مین پھنسے اور جکڑے ہوئے ہین۔

جو اصحاب بلند نظر ہین وہ جانتے ہین کہ چھٹی **صدی عیسوی** تک زمانے کی کیا حالت تھی کس قدر جہان تاریک تھا۔

دن اور رات تو بے شک اسی طرح سے ہوتے تھے سورج اور چاند اپنے وقت مقررہ پر عالم کو اپنا جلوہ دکھاتے تھے مگر روحانی روشنی دنیا سے بالکل جاتی رہی تھی

جہالت اور اوہام نے لوگون کے دلون کو تاریک کر دیا تھا قوم کی قوم اور ملک کے ملک ظلم اور جہل مین ڈوبے ہوئے تھے۔

روحانی زندگانی کا ایک چراغ بھی کہین ٹمٹماتا ہوا نظر نہین آتا تھا۔

کسی کو ادویہ اور نباتات اور جمادات کی ماہیت کی تعلیم ہوئی اور کسیکو صنعت اور حرفت کی۔ جس طرح سے دین اور آئین سلطنت کا سلسلہ جاری کیا گیا اسی طرح سے علوم وفنون اُنکے ذریعے سے دنیامین جاری اور ساری ہوگئے۔

پہلی صنعتین جو اگلون کی یادگار ہین جیسے **اہرام مصری۔ دیوار چین مصر کی بھول بھلیان** وغیرہ اب تک مبصرین کو حیرت ناک کرتی ہین۔

مشائین اور **اشراقین** کے کمالات کسقدر تعجب انگیز اور حیرت افزا ہین۔

یہ سب کرشمے انھین انبیا اور رسولون کی برکت کے نمونے ہین جو ہم کو نظر آرہے ہین لیکن جو ترقی اور روشنی کہ اس تیرہ سو برس مین دنیا مین پھیلی یہ بات کبھی دنیا کو حاصل نہین ہوئی جیسے دریا کا دہانہ کھول دیا جاتا ہے ایساہی حال اس تیرہ سو برس مین ہوا کہ علوم اور رحمت الٰہی کے بحر ناپیدا کنار نے اپنا منبع کھولدیا جس سے دنیا نہایت درجے کی ترقی پر ہے۔

خداوند کریم نے حضرت **سلیمان** علیہ السلام کے لیے تانبے کا چشمہ بہادیا جس سے لگن اور بڑی بڑی دیگین اور بیل تک تانبے کی بنائے گئے اور ہزارون من تانبا **ہیکل** مین خرچ ہوا اور سواری بھی اُنکے لیے وہ عطا فرمائی گئی جو ریل سے زیادہ تیز اور حیرت انگیز تھی اور دو ماہ کا سفر ایک دن مین طے کرتی تھی مگر وہ سواری خاص تھی نہ کہ عام۔

اس زمانے مین ایک نہایت درجے کی کارآمد **دہات** لوہا۔ کوئلہ کا دریا بہا دیا جو تمام دنیامین پھیلا ہوا ہے جس سے لاکھون کارآمد چیزین قسم قسم کی بنکر عالم مین پھیل رہی ہین اور سواری وہ عنایت فرمائی جسکے مقابلے مین پہلی سواری کو کوئی نسبت ہی نہین ہے۔

رحمت الٰہی اسی کا نام ہے کہ عام ہو سو اس زمانے مین وہ رحمت ہر جگہ اور ہر مقام پر موجود ہے امن ایسا کہ جسکی نظیر نہین آسایش وہ کہ جسکا جواب نہین ہر ایک فریق آزاد اور ہر ایک قوم اپنے حال مین مست ہے۔

وہ وہ ایجادین اور صنعتین دنیامین پھیلین جو کبھی خواب وخیال مین بھی نہین آئی تھین۔

بے شک اگلے زمانے مین بڑے فلسفی اور بڑے ہیئت دان اور اعلیٰ درجے کے حکما
گذرے لیکن وہ یہ روشنی جسکا ظہور چھٹی صدی عیسوی کے بعد مین ہوا عالم پر نہین ڈال سکے۔
یہ حکمت اور یہ علوم اور یہ صنعتین بتاؤ تو کہان تھین اور یہ زندگی اور امن اور عیش کے سامان
کب کسی کے خواب و خیال مین تھے۔
یہ صدقہ اگر انصاف اور تحقیق کی نگاہ سے دیکھو تو اُسی **عربی عبا** کا ہے جسکا نام ملک
در ملک پانچون وقت زور کے ساتھ دنیا مین پکارا جاتا ہے اور وحدہ لاشریک کے بعد
اگر کوئی اعلیٰ درجہ ہے تو اُسی سب سے اعلیٰ اور افضل **نبی** کا جسنے اپنے جلوے سے تمام
جہان کو روشن اور منور کر دیا۔
پہلے انبیا اور پیغمبر جو زمین پر جلوہ گر ہوئے وہ مثل ثوابت اور سیارون کے تھے اور وہ اُسکے
پیش بین اور پیش رو تھے جو برابر علانیہ پیش بینی اور اُسکی آمد کی پیشین گوئی کرتے رہے۔
عیسیٰ علیہ السلام سے چونکہ زمانہ اس **نبی** معظم صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت قریب تھا اسلیے
حضرت **عیسیٰ** علیہ السلام نے کھول کھول کر سنایا کہ "آسمانی باوشاہت نزدیک ہے"
"**فارقلیط** آنے والا ہے" "وہ اُسکے ایک ہاتھ مین آتشی شریعت دوسرے مین تلوار ہوگی۔
بڑے بڑے عالی جاہ بادشاہ اُسکے غاشیہ بردار ہونگے" "اُسکی بادشاہت ابدالآباد ہوگی"
انبیا کے حالات جنکو **یہود۔ نصاریٰ۔ اہل اسلام** تسلیم کرتے ہین اس بات کے شاہد ہین
کہ کوئی نبی ایسا نہین ہوا جسکو علم اور حکمت نہین عطا کیا گیا۔
اُس علم اور حکمت کا ہی یہ ظہور ہے کہ جو دنیا مین اسقدر سامان زندگی ہو رہا ہے۔
تابعین نے انبیا کے نام سے اور مخالفین نے حکما کے لقب سے اُنکو پکارا۔
ان انبیا نے اپنے نورانی جلوے سے نہ فقط دلون کو روشن کیا بلکہ اپنے علم اور حکمت سے
کل لازمہ زندگانی کا بہم پہونچایا جس سے یہ ترقی اور روشنی عالم مین پھیلی ہوئی ہر سودین
کے ساتھ ہی علم حکمت عنایت ہوا۔

ہزارون آدمیون کے مقابلے مین سو پچاس آدمی بھی کچھ حقیقت رکھتے ہین اور سات تلوار اور تین اونٹ کی بھی کوئی مہم ہوتی ہے مگر مرتا کیا نکرتا خداوند تعالی پر توکل کر کے ایسے خونخوار اور جبری لشکر کے مقابلے کے لیے گنتی کے چند آدمی جنکے پاس صرف سات تلوارین اور تین اونٹ تھے اپنے ہمراہ لیکر گھر سے باہر نکلا۔

یہ عین مقتضای انسانیت و جوانمردی تھا کہ وہ اس وقت مین اپنے اور اپنے معتقدین کی حفاظت کا بندوبست کرتا سو اسکے لیے بجز تلوار پکڑنے کے اور کیا صورت تھی۔

جو یہ سمجھے ہوئے ہین کہ اسلام کا منشا ہی یہ ہے کہ لوگونکو بزور شمشیر مسلمان کیا جاے محض ناواقفیت کا سبب ہے اسلام نے تلوار کے زور سے بے شک بے نظیر غلبہ پایا مگر ایک متنفس کو بھی اسلام لانے پر مجبور کرنے کا ہرگز منشار اسلام نہین ہے اور نہ اسلامی تاریخ مین کوئی نظیر ایسی دیسکتا ہے کہ صرف اسلام نہ لانے کے سبب کسی شخص کی گردن ماری گئی ہو۔

اگر ایسا منشا اسلام کا ہوتا تو اتنے عرصے تک ہر ملک اور ہر قوم پر مسلمانون کا غلبہ رہا مخالف فرقے کا ایک آدمی بھی دیکھنے کو نہین ملتا۔

واقعی مسلمانون نے مندر توڑے گرجا گرائے ہزارون لاکھون مخالفین کو قتل کیا اُنکے زن و بچے لونڈی غلام بنائے لیکن یہ حال مخالفت کی حالت مین لڑائی کے وقت ہر ایک قوم کا ہوا ہے کسی قوم نے غلبہ کی حالت مین ہرگز کمی نہین کی۔

اسلام پر کیا منحصر ہے ملکی لڑائیان جو روے زمین پر ہوئی ہین اُنپر نظر ڈالو کہ ایک قوم نے دوسری قوم کے ساتھ کیا کیا کیا۔

جنگ **مہا بھارت** مین **پانڈوون** نے **کوروون** کا گلا کاٹکر خون تک پیا اور اُس خون کو پیکر یہ کہا کہ ''ایسا میٹھا شربت عمر بھر نہین پیا۔

چنگیز خان جو **بودھ مت** کا پابند تھا اُسنے بالکل نسل انسان کو منقطع ہی کرنا چاہا تھا سوائے قتل عام اور لوٹ مار کے کوئی کام اُسکو پسند نہین تھا۔

قدرت نے یہ ذخیرہ اسی وقت کے لیے روز ازل سے محفوظ رکھا تھا اور یہ رحمت اُسی رسول عربی کی امت کے لیے مخصوص کی گئی تھی جسپر نبوت کو ختم کرنا منظور نظر تھا وہ وعدہ جو کیا گیا تھا کہ "تیرے بھیجنے سے یہی مطلب ہی کہ دنیا کو رحمت سے بھر دیا جائے" کیسا سچا اور پورا ہوا اسی واسطے رحمت للعالمین کے لقب سے وہ ختم المرسلین پکارا جاتا ہے۔

یہ قرار پا چکا ہے کہ ہندوستان مین ترقی جسقدر ہوئی ہے اور علوم شائع ہو رہے ہین یہ یوروپ کا پرتو ہے لیکن دیکھنا چاہیے کہ یوروپ مین یہ شایستگی کہان سے آئی اور کس قوم کی بدولت یوروپ اسقدر مہذب اور شایستہ ہوا ورنہ یہی یوروپ پانسو چھ سو برس پہلے نہایت ہی تاریکی مین پڑا ہوا تھا اور سب اقوام سے بدتر اسکی حالت تھی سو یوروپ کے وحشیون اور جاہلون کو یہ تہذیب اور شایستگی بدولت اہل عرب و اہل روم کے حاصل ہوئی جنکے دلون پر جلوہ اُس عربی آفتاب کا پڑا ہوا تھا جسنے عالم کے روشن کرنے کو فلک سے جلوہ ڈالا تھا۔

جب تک اہل یوروپ اپنی تقلید آبائی اور پابندی رسم سے دست بردار نہین ہوئے اُسوقت تک اُنکو ترقی کا زینہ نہین ملا اور وہی جہالت کی گھنگور گھٹا اُنپر چھائی رہی۔

جن لوگون نے اُس اولوالعزم پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو قہر آلہی کا نمونہ گمان کیا ہی وہ قانون فطرت کو ملاحظہ فرمائین۔

بے شک جب تیرہ برس تک نافرمان بندون نے اُس سچے اور برگزیدہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کہنا نہین مانا اور اُسکی جان کے اسقدر دشمن ہوے کہ جسکے باعث وہ اپنا مقدس وطن چھوڑ کر جلاوطن ہوا اور پھر وہان بھی اُنھون نے اُس کو امن سے نہین بیٹھنے دیا اور ایک لشکر تیار کر کے اُسپر چڑھائی کی ایسی حالت مین کوئی اہل انصاف ہمکو بتلائے کہ چارۂ کار بجز تلوار کیا تھا۔

جو لوگ معترض ہین کہ دین اسلام نے خون کی ندیان زمین پر بہائین اور لاکھون جانین تلف کین وہ بہ نظر غور قانون قدرت کو ملاحظہ کرین۔

اب یہ خیال ہوسکتا ہی کہ جب قانون قدرت یہی ہے کہ وہ مواد فاسد اور خلط کاسد کی طرح نافرمان اور سرکشون کو چھانٹتا رہتا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ اب اُسکا عمل درآمد نہین اور اسلامی شمشیر میان مین ہے۔

بلاشک اسوقت اسلامی تلوار میان مین ہے اور اس حالت مین وہ میانمین ہی رہنی چاہیے۔ قانون قدرت کسی حالت مین نہین بدل سکتا مگر وہ کبھی کسی صورت سے اور کبھی کسی وضع سے اپنا عمل کرتا ہے۔

انگلستان مین کوئی مسلمان بادشاہ جہاد کرنے نہین گیا۔

امریکا پر کسی نے فوج کشی نہین کی۔

ہندوستان مین ایک عرصے سے اسلامی تلوار سرنگون ہے۔

مگر انگلستان کے شہر لیورپول مین ایک غازی مسٹر کوسلم اور امریکا مین مسٹر وب ایک مجاہد ایسا پیدا ہوگیا کہ لاکھون فوج بھی وہ کام نہ دیتی جو ان دو جوان مردون نے کام دیا۔

ہزارون تلوارین اور خنجر وہ کارروائی نہ کرتے جو انکی زبان اور قلم نے کی۔

ان جوان مردون کے قلم اور زبان نے مخالفین کے روبرو اسلام کو سرخرو کرکے دکھلا دیا اور ثابت کردیا کہ تمام دنیا مین اسلام ہی خدائی مذہب ہی۔

ہندوستان مین صدہا رسالے اور اخبار جو روزمرہ شائع ہوتے ہین جہاد کا کام دے رہے ہین۔

سفر کی آسانی علم کی روانی جہالت کو اُٹھاتی اور مٹاتی جاتی ہے مختلف علوم اور مختلف اقوام کا میل جول اُس تاریکی کو دور کرتا جاتا ہی جو ہزارون برس سے عالم کو گھیرے ہوے تھی

مہاراجہ رام چندرجی نے صرف ایک عورت کی خاطر تمام لنکا کو غارت کیا۔
یہودیون اور عیسائیون نے معبدون مین وہ ظلم کئے جنکو سُنکر کلیجہ پھٹتا ہے۔
مسلمانون نے زن اور بچے کو کہین قتل نہین کیا مگر یہود اور نصاری کی تلوار نے
سبکو ایک کھیت مین شہید کیا۔
بخت نصر- کانسٹن ٹین اور بونا پارٹ کے واقعات ملاحظہ کرلو۔
اسلامی تلوار واقعی چل رہی تھی اور لوگون کے سر زمین پر اولون کی طرح گرتے تھے مگر وہ تلوار
ایک بجلی تھی جو رحمت کا مینھ برساتی تھی۔
لوگون کے خون سے جو زمین لالہ گون ہو رہی تھی وہ زبان حال سے بتلا رہی تھی کہ یہان
چمن کھلے گا اور وہ بہار آئیگی جو کبھی دیکھی نہ سنی ہو گی۔
وہی قتل اور خون ریزی جسکو آپ نمونہ قہر الٰہی کا خیال کرتے ہین آیندہ نسلون کی ترقی اور
زندگی جاودانی کا باعث ہو گیا۔
آج جو یہ بہار دنیا مین آرہی ہے وہ اُسی تلوار کی بدولت ہے جو عربون کے ہاتھ مین تھی۔
وہ ایک مواد فاسد تھا جسنے دنیا کے جسم کو خراب کر رکھا تھا اور یہ مواد فاسد کئی صدیونسے جمع ہو رہا تھا
جسم مین جب تک خلط فاسد رہتا ہے جسم تندرست نہین رہسکتا۔
خود طبیب قسم قسم کی ادویہ سے خلط فاسد کا اخراج کراتا ہے کس غرض سے؟ صرف مریض کی صحت کے لیے
وہ فصدین کھُلواتا ہے مسہل دیکر خلط فاسد کا دفعیہ کرتا ہے کس مراد سے؟ بیمار کو
شفا دینے کے واسطے۔
باغبان میوہ دار درختونکی ڈالیان چھانٹ کر برابر کرتا ہے عین شفقت سے۔
باد صرصر یکبارگی درختون کو پت جھڑ کرکے ننگا کر دیتی ہے عین رحمت سے۔
خزان بہار کا خاص سبب ہے اگر خزان نہو تو بہار کا ہونا ناممکن ہے۔
اس سے ظاہر ہوا کہ فطرت نے یہ قانون جملہ مخلوقات کے واسطے بنایا ہے۔

بودھ مذہب والون نے ہندوستان سے بُت پرستون اور برہمنون کو کیسا چھانٹا
عیسائیون نے یہودیون کو اور یہودیون نے عیسائیون کو کسقدر کاٹا۔
کون سی قوم ہے کہ جسنے بحالت قوت دوسری قومون پر جہاد نہین کیا قدیم سے
تلوار مذہب کے ساتھ رہی ہے۔
یہ خداوند کریم کی عین رحمت ہے کہ اُسنے قہری ارادت سے رجعت فرما کر رحمی ارادت
کا عمل فرما رکھا ہے جو خلقت اگلے قہر او غضب آلہی سے محفوظ اور مصون ہے۔
جو مضمون تحریر ہو رہا ہے اور جس دعویٰ کا ثبوت دیا جا رہا ہے وہ عنوان فراموش نہین
ہونا چاہیے کہ "سچا مذہب از روی فطرت وہی ہے جسکے اصول قدیم سے ہین اور
اُن مین تبدیلی نہین"۔
سو **وحدانیت** جو سب سے اعلیٰ اصول مذہب کا ہے اُسکو جیسا **مسلمانون** نے پکڑا ہے
اور جسقدر اُنکے یہان اسکا تشدد ہے وہ کسی کے یہان نہین جب تک کوئی شخص دل اور
زبان سے یہ اقرار نہین کرتا کہ "**خدا** کے سوا کوئی معبود نہین" اس وقت تک وہ دائرہ اسلام
مین داخل نہین سمجھا جا سکتا۔
دوسرا اسی جملے کا ایک جزو اور ہے جسمین دوسرا اصول ایمان کا ہے وہ کیا ہے! وہ یہ ہے کہ
"**محمدؐ خدا کا رسول ہے**"۔
رسالت کا ثبوت فطرتی اور اُسکی ضرورت قدرتی ہم پیشتر بیان کر آئے ہین یہان اسلام کے
اس دوسرے اصول کی یہ بحث ہم کرنا چاہتے ہین کہ قدرت نے **انبیا** کا مبعوث
فرمانا کیون موقوف کر دیا اور ایک خاص ذات پر کس وجہ سے **نبوت** کو ختم کیا۔
دن رات۔ گرمی۔ سردی۔ برسات تو بدستور ہوتی ہین الہام مین کیون کمی فرما دی اور
وحی آنی کیون بند ہو گئی جب کہ وہ موافق فطرت تھی جس حالت مین اور کوئی قاعدہ نہین
بدلا تو یہ روحانی قانون کا اصول کیون تبدیل فرمایا گیا۔

صدہا اشخاص تعلیم پاکر اُن کتابون کے ترجمے اُردو اور انگریزی شائع کر رہے ہین جنکا حال محض پردے مین تھا۔

جو لوگ اپنی مذہبی کتابون کے حال سے بے خبر اور آبائی تقلید کی زنجیر مین جکڑے ہوے ہین وہ اُس سے نکلنے اور اس زنجیر کے توڑنے کی کوشش مین لگے ہوئے ہین۔

چونکہ جھوٹھ کے پاؤن نہین ہوتے جو جھوٹے مذہب ہین وہ خود بستا اور ذلیل و حقیر ہوتے جاتے ہین آریہ اگرچہ راہ راست پر نہین آئے مگر بت پرستی سے تو بیزار اور توحید کی جانب مائل ہو چلے ہین عیسائی گو جوق جوق مسلمان نہین ہوے لیکن اسلام کی تصدیق تو پکار پکار کر رہے ہین ایسی حالت مین کیا ضرورت شمشیر زنی کی ہے۔

قانون قدرت ایک دوسرے پیرائے مین اپنا عمل کر رہا ہے۔

ابتداے آفرنیش مین جہاد نہین تھا اور رسولون کے معجزات دیکھکر ایمان دار لوگ اُنکی تصدیق کر لیتے تھے جب دنیا زیادہ بڑھگئی اور علم و حکمت سے لوگ آگاہ ہوے اور جادو رمل۔ جوتش دنیا مین پھیل گیا تو معجزات کو بھی سحر گمان کرنے لگے۔

خداوند جل و علی شانہ کے رسولون کو برملا یہ کہتے تھے کہ "یہ جھوٹھا جادوگر ہے" تب خلط فاسد کے دفعیہ کے واسطے جہاد کا حکم نازل ہوا جسکا عمل ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا مگر موقع بموقع جسوقت ایماندار لوگون کے امن اور حفظ جان و آبرو مین خلل اندازی ہوگی اسی وقت اُنکو تلوار پکڑنا فرض ہے۔

وقت ضرورت چو نماند گریز دست بگیرد سر شمشیر تیز

یہ امر ہرگز نہین ہے کہ جہاد کا حکم اسی وقت تھا اور آیندہ کے واسطے نہین ہے اور جہاد سے کوئی قوم خالی نہین رہی۔

موسیٰ۔ داؤد علیہما السلام کے حالات عیسائی اور یہودیون کے واقعات سری کرشن جی اور رام چندر جی کے تذکرات اُسکے شاہد ہین۔

مگر حکیمانہ نظر پہلے سے سیر نہین گئی یہ **جیمس واٹ** کا ہی حصہ تھا جسکو قدرت نے اس غرض کے واسطے انتخاب کیا تھا۔

جیمس واٹ کوئی بڑا فلسفی یا کوئی یونانی حکیم نہین تھا ایک ادنی کوئلے کی کان کھودنے والے مزدور کا بیٹا تھا جسنے یہ **دخانی انجن** بنا کر سب کو حیرت مین ڈالدیا۔

اسی طرح سے ہر سال نئی ایجادین اور نئی کلین کثرت سے جاری ہو رہی ہین جنکو دیکھکر عقل حیران ہوتی ہے۔

پس ایسے زمانے مین کیا اثر اُن **معجزات** کا لوگون پر ہوتا۔

اس لیے قدرت نے چاہا کہ کوئی ایسا **معجزہ** دیکر ایک بڑا زبردست اور اولوالعزم **پیغمبر** دنیا مین بھیجا جاے کہ جس سے بڑے بڑے **فلسفی** اور **فرمسین** عاجز ہو جائین اور وہ **معجزہ** ایسا پایدار اور محکم ہو کہ پھر اُسکے مقابلے مین کسی **معجزے** کے اظہار کی ضرورت نرہے اور اُسی مین وہ مذہب جو ابتداے آفرینش سے جاری کیا گیا ہی مکمل کردیا جاے۔ اصول کے سوا جسقدر اعمال اور طریق تمدن ہین وہ سب بتلادیے جائین کوئی دقیقہ مذہبی فروگزاشت نکیا جائے جملہ مذاہب کا تذکرہ اور اوامر اور نواہی کے سوا قیامت کے حالات اور جزا و سزا کے بیانات اُسمین مندرج ہون۔

ہدایات اور غیبی اخبار مین وہ اس درجہ بے نظیر ہو کہ اُسکا ثانی تلاش کرنا محال یقین کیا جائے۔

ایسے سب سے زیادہ زبردست اور اولوالعزم اور افضل پیغمبر **محمد** مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم سرزمین **عرب** مین مبعوث ہوے کہ جسکی بڑے بڑے حکیمون اور فلسفیون نے تصدیق کی۔

اُنکے زبردست اور سب **انبیا** سے بڑھکر اور اعلی ہونے کا ادنی نمونہ **معجزہ شق القمر** ہے جسکو تمام **عرب** تسلیم کرتا ہے اور کسی نے آج تک اُسکی تردید نہین کی۔

حالانکہ مخالفین نے اُسکو دیکھکر یہ تو کہا کہ **محمد** بڑا جادوگر ہے جسنے چاند کو بھی شق کر کے دکھلادیا مگر یہ کسی نے نہین کہا کہ چاند شق ہوا ہم نے نہین دیکھا۔

لیکن اسکو بہ نظر غور انصاف اور تحقیق کی رو سے دیکھا جاتا ہے تو اُسکا تحمل در آمد پہلے سے ہزار درجہ بلکہ لاکھ درجے زیادہ پایا جاتا ہے۔

حضرت **آدم** علیہ السلام سے لگاکر **محمد** صلی اللہ علیہ وسلم تک جسقدر انبیا اور رسول ہوئے ہر ایک انھین چار اصول کا وعظ اور درس دیتے رہے یعنی **توحید** - **رسالت** - **قیامت** - **جزا و سزا** -

کسی نبی اور پیغمبر نے ان چارون اصول کے **اعلان** اور اظہار کرنے مین کسی قسم کی کوتاہی نہین کی اور سب نے اپنی صداقت کے واسطے معجزے دکھلائے کسی نے پہاڑ سے اونٹنی نکالدی کسی نے عصا کو اژدہا اور اپنے کف دست کو ید بیضا اور کسی نے مُردون کو زندہ کرکے دکھلا دیا۔

مگر جب سحر اور فلسفہ کا روز ہوا تو **معجزات** کے بھی مُنکر ہوگئے اور **انبیا** کی تکذیب کرنے لگے اور آیندہ کو یہ زمانہ آنے والا تھا جسمین **فرمیسن** اور **مسمریزم** جاری ہونے کو تھے اور **فلسفہ** اور دیگر فنون گھر گھر اور گلی گلی پھیلنے والے تھے -

یہ **تار برقی** اور **ریلوی** جو آدمی کی صنعت اور ایجاد ہے کتنا بڑا اعجاز ہے اور جب اسکی حقیقت پر نظر کی جاتی ہے تو کچھ بھی تعجب انگیز بات نہین معلوم ہوتی

ایک ایسے شخص کے روبرو جو فلسفہ سے ناواقف ہو اس گاڑی اور تار برقی کا اُسنے کبھی نام بھی نہ سُنا ہو ذکر کیا جائے تو وہ اُسکو معجزے سے بڑھکر سمجھیگا اور نہایت درجہ حیران اور ششدر رہیگا جسکی حقیقت ایک ادنی طالب علم کے روبرو ہیچ ہو اور وہ یہ کہتا ہو کہ پہلے لوگون کی نظر ایک ذرا سی بات پر نگئی کہ دھوئین اور بھاپ مین اتنی بڑی قوت ہے اور برق مین یہ اثر ہے -

کھانا سبکے گھر مین پکتا ہے کوئی عورت ادنی سے ادنی بھی اس بات سے ناواقف نہین کہ بھاپ مین زور ہے صدہا مرتبہ اُنکی ہانڈی کے سرپوش بھاپ کے زور سے الگ جا پڑتے ہین

سب اقوام کی تاریخین اور سب مذہبون کے دفتر چھان ڈالو کہین ایسا تذکرہ نہین ملیگا جس مین کسی نے آسمان سے ایک بادل کے ٹکڑے کو بھی مسخر کر کے دکھلا دیا ہو۔

یہ ایسا بڑا معجزہ ہزارون شہادتون اور معتبر روایتون سے **محمد** صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی حالات مین ہم کو ملتا ہے۔

مسیح علیہ السلام کا بے باپ کے پیدا ہونا واقعی حیرت انگیز اور تعجب خیز **معجزہ** ہے لیکن حضرت **آدم** علیہ السلام کا وجود بے ماں باپ کے اُس سے کئی ہزار برس پہلے ہو چکا ہے۔

جسقدر **انبیا** اور **رسولون** نے اپنے اپنے **معجزے** دکھلائے اُن مین سے کسی ایک کا بھی نشان عالم مین نہین ہے **محمد** صلی اللہ علیہ وسلم کا **معجزہ قرآن** ہر گلی اور کوچے مین طشت از بام سب کے پیش نظر ہے جسکی عبارت کی بے نظیر فصاحت اور بلاغت اور بے مثل ہدایت اور غیبی اسرار کا اظہار اور اُسکی تہذیب اور شایستگی کی متانت پکار پکار کر اعلان کر رہی ہے کہ یہ **کلام الٰہی** ہے جسکی نظیر نہ آجتک ہوئی اور نہ آیندہ کو قیامت تک ہو۔

ایک **معجزہ** اُس **نبیِ معظم** کے دست مبارک سے ایسا کر دکھایا کہ جسکا نام آسمان پر جلوہ گر ہے اور دوسرا **معجزہ** زمین پر بندون کے لیے ایسا چھوڑ دیا کہ جو قیامت تک اسی شان اور ہدایت کے ساتھ جلوہ افروز رہیگا۔

ایسا ہی اعلیٰ اور افضل **نبی** صلی اللہ علیہ وسلم اس لائق تھا کہ جو دین کی تکمیل کرے اور اُس کے تابعین اس درجے کے ہون جو تبلیغ احکام الٰہی مین **انبیا** کا کام دین کیونکہ دنیا بڑھنے والی تھی دس مین بچاس سوا **انبیا** سے کیا کام چل سکتا تھا۔

اُنھین دین کے اصولون کو جو ابتدا مین قائم کیے گئے تھے ہر ایک شہر ہر ایک قصبہ ہر ایک گانو مین ہر ملک کے اندر **علماء اسلام** ڈنکا بجا رہے ہین جسکی آواز ہر کان مین پہونچ رہی ہے یہی کام تھا جسکے واسطے **نبی** اور **پیغمبر** مبعوث ہوتے تھے سو وہ کام پہلے سے لاکھ درجے زیادہ تاکید کے ساتھ برابر جاری ہو رہا ہے۔

پہلے نبیون نے **معجزات** دکھلانے مین بے شک کمال کیا ہے اور ہزارون لاکھون معجزے اُنھون نے دنیا کو دکھلائے کسی نے زمین کو اور کسی نے ہوا کو اور کسی نے بحر قلزم کو مسخر کر کے دکھلا دیا لیکن آسمان پر کسی کے معجزے کا ظہور نہین ہوا۔

علاوہ ازین پہلے انبیا کے معجزات حاضرین کے مُعاینہ کے لیے ہوتے تھے جنکو قیام نہین تھا وہ ایک وقت کرشمہ قدرت کا ہوتا تھا۔

کوئی **پیغمبر** اپنا معجزہ ہمیشہ کے لیے دنیا کے دکھلانے کو چھوڑ کر نہین گیا جیسا کہ **محمد** صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا معجزہ چھوڑا جو ہر وقت اور ہر جگہ موجود اور ویسا ہی زندہ ہے وہ اُس سے بھی بڑا **معجزہ** ہے جسکو تمام دنیا **قرآن** کے نام سے پکارتی ہے۔

پس ہم انھین **دو معجزون** کے اعلیٰ اور افضل ہونے پر بڑے زور سے دعویٰ کرتے ہین کہ۔

"محمدؐ کے مانند جگ مین نہین	ہوا ہے نہ ایسا نہ ہو گا کہین"	
"یا صاحب الجمال و یا سید البشر لا یمکن الثنا کما کان حقہ	من وجھک المنیر لقد نور القمر بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر"	
"آن مرکز دور ہفت جدول چابک قدم بساطِ افلاک	گرداب پسین موجِ اوّل والا گہرِ محیطِ لولاک"	

ارباب دانش اور اصحاب بینش ذرا سی دیر کے واسطے دنیا کی تاریخ پر نظر ڈالین اور بغور ملاحظہ فرمائین کہ اس روے زمین پر حضرت **آدم** علیہ السلام کی نسل مین ہزارون **پیغمبر** ہزارون **نبی** ہزارون **ولی** ہزارون **حکیم** لاکھون **فلاسفہ** کروڑون **ساحر** ہو گذرے مگر جس کسی نے کوئی کرشمہ اپنی خرق عادت یا علم اور سحر کا دکھلایا وہ زمین پر ہی دکھلایا آسمان کی جانب کسی نے رخ تک نہین کیا۔

چاند۔ سورج تو بڑی چیز ہین کسی ستارہ پر بھی دسترس نہین ہوا نہ کسی کا **معجزہ** وہان تک پہونچا اور نہ کسی کی **حکمت** اور **جادو** نے یہ کمال دکھلایا۔

حضرات یہی باتین تھین جنکو انبیا اور پیغمبر سناتے تھے اور یہی باتین تھین جنکی خاطر خدا کے رسول قوم کے عذاب اُٹھاتے تھے۔
یہی باتین تھین جنکے منوانے کے لیے آسمان سے طوفان اور پتھر برستے تھے۔ اور یہی باتین تھین جنکے واسطے پے بہ پے انبیا اور رسول عالم شہود مین جلوہ گر ہوتے تھے۔
یہی وہ ہدایت تھی کہ جسکو ارباب دانش صاحب قسمت حاصل کرکے نوید جاودانی حاصل کرتے تھے اور یہی وہ وحی اور پیام الٰہی تھا کہ جسکے تسلیم نہ کرنے سے لاکھون قوم کے سردار دُنیا اور آخرت کا دائمی وبال اپنے سر پر لیتے تھے۔
انھین کلمات نورانی نے روحانی زندگی بخشی اور انھین احکام نے عذاب و ثواب کی فرخندگی بخشی انھین دل نواز صداؤن نے اقوام کو مہذب بنایا اور انھین دلگداز آوازون نے عالم مین ہر بونگ مچایا اسی نور نے دنیا مین یہ اُجالا ڈالا اور اسی کے باعث حضرت آدم علیہ السلام کو بہشت سے نکالا۔
انھین کے اظہار کے لیے وید اور زندوستا بنائے گئے اور انھین کی تاکید کے لیے توریت۔ زبور۔ انجیل اور قرآن نازل فرمائے گیے۔
جس حالت مین رسالت اور نبوت کا کام اس درجہ زور شور کے ساتھ عالم گیر ہو رہا ہے تو پھر کیا ضرورت نبی اور پیغمبر کی ہے۔
فطرت کی عادت ہی یہ ہے کہ کامل اپنی قیمت کامل اور ناقص قیمت ناقص پاتا ہے جو میوہ خام ہوتا ہے اُسکی ویسی قیمت اور پختہ اپنی قیمت پختہ لیتا ہے اور پہلے سے کوئی میوہ یا پھل پختہ اور کامل برآمد نہین ہوتا اول خام اور ناقص ہوکر بعد مین پختہ اور کامل ہوجاتا ہے اسی طرح سے دین پہلے خام اور ناقص تھا جسکو اس نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر کامل اور پختہ کردیا گیا۔
اسی واسطے اُسکے تسلیم کرنے اور عمل کرنیوالے بھی پہلے فرمانبردار بندون سے کامل اور پختہ ہین

ایک ایک بچہ گلی گلی اور کوچہ بکوچہ پکار رہا ہے کہ "اے لوگو خدا کی عبادت کرو اُس کے سوا کوئی معبود نہین ہے"

"اُسکے حکم مین کسی کو دخل اور اختیار نہین ہے"

"آسمان اور زمین اور جو کچھ اُنکے اندر ہے سب کا خدا مالک ہے"

"جنکو تم اُسکا شریک اور اپنے کام کا کفیل سمجھے ہوے ہو اُنکو ایک چھوارے کے چھلکا دینے کا بھی اختیار نہین ہے"

"پاک ہے اللہ ان باتون سے جنکو تم شریک کرتے ہو"

"خدا سے ڈرو تاکہ تم دنیا اور آخرت مین آرام پاؤ"

"دنیا کی زندگی اور اُسکی عیش و آرام سب فانی ہین جو خواب و خیال ہو جائینگے آخرت کا لطف اور عیش جو مرنے کے بعد ملے گا وہ ہمیشہ کے لیے پائدار اور باقی رہیگا جسکو کوئی تم سے کبھی نہین لے سکے گا اور جس چیز کو تمھارا دل چاہیگا وہ وہان فوراً ملے گی"

"اس ناپائدار کی خاطر کیون عیش جاودانی کو ہاتھ سے کھوتے ہو"

سیدھا راستہ اختیار کرو اور سیدھا راستہ یہی ہے کہ خدا کے سوا کسی کی پرستش مت کرو اُسکے حکم اور اختیار مین کسی کو شریک مت بناؤ"

"خدا اور اُسکے رسول کی اطاعت کرو"

"از روے فطرت تمھاری نظر اس بات پر جاتی ہے کہ بیشک مالک ہمارا پروردگار ہے پھر اسی پر کیون نہین جمے رہتے آبائی تقلید اور رسم کی پابندی پر کیون عاقبت خراب کرتے ہو"

"موت کا نقارہ سر پر بج رہا ہے اور ہر وقت اور ہر جگہ سے یہ صدا برابر آرہی ہے پھر تم کیون نہین ہوشیار ہوتے"

"خدا اکیلا ہی نہ اُسکے بیٹا ہی اور نہ وہ کسیکا بیٹا ہی اور نہ اُسکے گوت ہی اور اللہ بے پروا ہے"

"کیا تمنے یہ سمجھ رکھا ہی کہ تمکو یونھین پیدا کیا ہی اور تم خدا کے پاس واپس نہین جاؤ گے"

"مین تمسے کوئی اجر نہین چاہتا ہون میرا اجر اللہ رب العالمین پر ہے"

"مین تمکو ایک ہی نصیحت کرتا ہون کہ تم دو دو ایک ایک کھڑے ہوکر سوچو کہ تمھارے اس پکار مرکو کچھ جنون تو نہین ہوگیا ہے یہ تو تمکو ایک بڑی آفت سے بچانے کے لیے متنبہ کرتا ہے اور تم سے اجر کچھ نہین مانگتا"

"اگر میرے ایک ہاتھ مین آفتاب اور دوسرے مین ماہتاب دیدو تب بھی مین اس ہدایت خلق اللہ سے جسکا مجکو حکم ہے باز نہین رہسکتا"

یعنی دولت دنیا جس پر مجکو تم للچاتے ہو کیا چیز ہے چاند سورج جن پر تمام دنیا کے کارخانے کا دار و مدار ہے اور جنکا ہاتھ مین آنا نا ممکن ہے اگر یہ بھی مجکو سونپ دو اور میرا انپر قبضہ کرادو تب بھی مین احکام الٰہی کے پہونچانے مین کمی نہین کرسکتا۔

"اگر تم سچے ہو اور مجکو جھوٹا سمجھتے ہو تو قرآن جیسی ایک سورت ہی تین چار یا آٹھ دس آیتون کی برابر بنا لاو"

بھلا ایک ان پڑھ آدمی بڑے بڑے علما شعرا فصحاے عرب کے روبرو کب ایسا دعویٰ کرسکتا ہے یہ وہی غیبی زور تھا جسکی قوت سے وہ احکام الٰہی کی تبلیغ پر مامور ہوا تھا جو یہ دعویٰ کرتا تھا۔

"اے لوگو! خدا کی عبادت کرو جو تمھارا اور تمھارے باپ دادا کا مالک ہے"

"اسی کے آسمان اور اسی کی زمین ہے"

"مین اور تم سب اسکے ناچیز بندے ہین"

"اسکی ذات کے سوا کوئی خدائی کے لائق نہین"

"قسم ہے روشن کتاب کی۔ ہمنے بنایا ہے اسکو عربی زبان کا قرآن تاکہ تم سمجھو اور یہ کتاب لوح محفوظ مین ہمارے نزدیک بلند مرتبہ حکمت والی ہے"

"یہ کتاب اللہ زبردست حکمت والے کی طرف سے اتری ہے۔

جیسے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیاؑ اور رسولوں مین اعلی اور افضل ہی اسیطرح اُسکے تابعین بھی کامل دین پانے سے پہلے بندوںسے اعلی اور اشرف ہین۔

اسوقت بڑے بڑے بادشاہ اور اعلی درجے کے حکما اور بہادر اور فریبی۔ مکار۔ ساحر اور شاعرون کا تذکرہ سبکے ہاتھ مین ہی جو مختلف اقوام اور ممالک مین گذرے ہین اور لاکھون قسم کے صاحب کمال اور ذی فنون اور شعبدے باز دنیا مین ہوئے ہین اُن کے حالات کو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات سے مقابلہ کرو کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے جو یہ دین جاری کیا تو اسمین ذاتی فائدہ کچھ بھی حاصل نہین ہوا۔

ابتدائی حالت اس برگزیدہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جو فقر وفاقہ اور قوم کی تکالیف مین گذری اور وہ زمانہ کہ تمام ملک عرب اُسکے تابع فرمان تھا اور جان ومال اُسکے اشارے پر قربان کرنا اپنی حیات جاودانی جانتا تھا۔ ان دونون حالتون کا موازنہ کرو۔

ایک وہ وقت تھا کہ ہر ایک متنفس جان کا خواہان تھا اور زمین بھی وطن کی دشمن ہو رہی تھی اور اس دوسرے وقت مین لاکھون آدمی جان ومال سے حاضر تھے اس نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاج مین ذرا بھی تغیر نہین ہُوا۔

جیسا اُس حالت مین وہ اپنے کو مسکین اور غریب بندہ سمجھتا تھا ایسا ہی اب سبکے ساتھ لطف اور اکرام سے پیش آتا تھا اور غریبی گذران کرتا تھا۔

اور جس کلمہ کی خاطر وہ پہلے وقت مین جان کھپاتا تھا اسی کے واسطے وہ اس دوسرے وقت مین نہایت سرگرمی اور جہد بلیغ سے غزوے اور جہاد کرتا تھا اور ہر دم ہمہ تن اسمین مشغول تھا۔

اگر یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سچا اور برگزیدہ منجانب اللہ نہوتا اور اُس ہدایت وتلقین سے اُسکی کوئی ذاتی غرض متصور ہوتی تو وہ یہ کبھی نکہتا کہ "مین بھی تم جیسا ایک خدا کا بندہ ہون" "مجھ پر اور میری اولاد پر زکواۃ خیرات حرام ہے"

والے حکیم کی طرف سے نازل ہوئی ہے

"تجھ سے وہی بات کہی جاتی ہے جو تجھسے پہلے رسولون سے کہی جاتی تھی"

"جنکے ہاتھ مین اگلی آسمانی کتاب ہے وہ تجکو ایسا پہچانتے ہین جیسا اپنے بیٹون کو"

"یہ آیتین ہین روشن کتاب کی اور تحقیق تو البتہ ہمارے بھیجے ہوئے رسولونمین سے ہے"

"آج مینے تمھارے لیے تمھارے دین کو کامل کر دیا اور اپنی نعمت تمھارے اوپر پوری کردی اور مینے تمھارے لیے دین اسلام کو پسند کیا"

"قسم ہے ستارے کی جبکہ جھکے تمھارا صاحب (محمدؐ) نہ گمراہ ہوا ہے اور نہ بہکا ہے اور نہ وہ اپنی خواہش سے بولتا ہے یہ تو وحی ہے جو اُسپر آتی ہے"

"بتلاو تو سہی اگر یہ کتاب (قرآن) اللہ کیطرف سے ہو اور تم اسکے منکر ہو چکے" تو اُسکا انجام تمھارے حق مین کیسا زہر قاتل ہوگا۔

"تو پھر کوئی ایسی کتاب لاؤ اللہ کے پاس سے جو اُن دونون سے (توریت اور قرآن سے) ہدایت مین بڑھکر ہو کہ مین اُسپر چلون اگر تم سچے ہو"

"کیا اُنکو یہ کافی نہین کہ ہمنے تجھپر کتاب نازل کی جو اُنکے سامنے پڑھی جاتی ہے البتہ اسمین رحمت اور نصیحت ہے اس قوم کے لیے جو ایمان لاتے ہین"

"قسم ہے قرآن پر حکمت کی کہ بیشک تو (اے محمدؐ) رسولون مین سے ہے سیدھے راستے پر۔ قرآن نازل کیا ہوا ہے بڑے زبردست مہربان کا تاکہ اُس قوم کو ڈر سناوے کہ انکے باپ دادا کو بھی ڈر نہین سُنایا گیا سو وہ غافل ہین"

"پھر قرآن کے بعد کون سے بیان پر ایمان لاؤ گے"

صاحبو! ذرا غور کرو کہ یہ باتین پر حکمت و ہدایت کوئی فریبی مکار۔ جادوگر شعبدہ باز کر سکتا ہے اور ابتداے بنی نوع انسان سے آجتک ایسے دُر بے بہا کسی شاعر یا ساحر نے اُگلے ہین۔

"بے شک آسمانون اور زمین مین ایمان دارون کے لیے نشانیان ہین۔"

"اور تمھارے پیدا کرنے اور جانورون کے پھیلانے مین یقین لانے والونکے لیے نشانیان ہین۔"

"اور رات دن کے پلٹنے اور آسمان سے روزی نازل کرنے مین کہ اس خشک زمین کو شاداب کرتا ہے اور ہواؤن کے بدلنے مین نشانیان ہین۔"

یہان دہریون اور فلسفیون کے سمجھانے کے واسطے "عزیز و حکیم" اپنے دو بڑے وصف ابتداے کلام مین بیان فرما کر از روے فطرت بتلاتے ہین کہ جس زبردست حکمت والے نے یہ قرآن اُتارا ہے اُسکی قدرت کی نشانیان زمین اور آسمان مین بہت ہین جنکو تم آنکھوں سے دیکھتے ہو اُنمین غور کرو اور نیز اپنی پیدایش اور جانورونکی پھیلاوٹ کو حکیمانہ اور فلسفیانہ نظر سے دیکھو کہ کس حکمت اور خوبی سے ہمنے تمکو اور جانورون کو بنایا ہے اور کس طرح سے ہم مردہ زمین کو سرسبز اور شاداب کرتے ہین اور دن رات اور گرمی جاڑہ برسات مین ہواؤنکو تبدیل کرتے ہین اس سے ہمارا خالق ہونا ہر ایک شے بیان کر رہی ہے پھر کیسے کہتے ہو کہ کوئی خالق نہین ہے۔

اگر یہ عالم حادث نہوتا اور قدیم سے از خود ایسا ہی بنا ہوا ہوتا تو اسمین یہ تغیرات نہوتے اور اس طرح سے دن رات نہ پلٹتے ہر گھڑی اپنا رنگ نہ بدلتے۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ کوئی بڑا زبردست حکمت والا ہے جسکے قبضۂ قدرت مین یہ آسمان اور زمین اور ہوا اور مینھ اور دن اور رات کہ جس وضع اور طرز پر وہ چاہتا ہے اُسی طور سے یہ اپنا ظہور کرتے ہین۔

"کسی زلف و رخ کا یہ کام ہے کوئی نازنین لب بام ہے
ابھی شام تھی ابھی صبح ہے ابھی صبح تھی ابھی شام ہے"

کیونکہ جو قدیم ہے وہ حادث نہین اور جو حادث نہین اُس مین تغیر نہین مگر عالم متغیر ہے اس قیاس سے یہ نتیجہ نکلا کہ عالم قدیم نہین۔

"اور بیشک یہ ایسی معزز کتاب ہے کہ جس مین آگے اور پیچھے غلطی کا احتمال نہین جو خوبیون

دعوٰی کرسکتا ہے اور وہ پڑھا لکھا مطلق نہوا اور نہ کسی اہل علم کی اُسنے صحبت اُٹھائی ہو یوم تمیز
سے سب سے الگ کنارہ کش اور آزاد رہا ہو کہ "یہ وہی ہدایتین ہین جو مجھسے پہلے رسول قوم
کو کرتے آئے ہین"

کہین جھوٹے خود غرض فریبی مکار شخصون کا یہ وتیرہ ہوتا ہے اور وہ لوگون کی ہدایت
مین اس طرح سے بلا غرض جانفشانی کیا کرتے ہین جیسی کہ اس نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم
نے کی کہ نہ اپنی جان کا خیال کیا نہ خان و مان کے برباد ہونیکا ملال دل مین آیا۔
وطن چھوڑا گھر بار چھوڑا عزیز و اقارب سے مُنہ موڑا رشتہ قرابت سب منقطع ہوگیا۔
اُس کلمۂ حق کے کہنے سے خود حضور والا ہزارہا مصائب اور بلا مین گرفتار ہوئے اور اپنے
رفیقون کو بھی اسی مصیبت مین ڈالا مگر **کلمۂ توحید** کو نچھوڑا کہین جھوٹا خود غرض
یہ کارروائی مخاصمانہ اور مخالفانہ کرسکتا ہے کہ جس لفظ کے کہنے سے اپنے قرابتی اور ذاتی
رشتہ دار بھی جان کے دشمن ہو جائین اور تیغ بکف قتل کرنے کے لیے تلاش کرتے ہوئے
پھرین اور وہ اُس لفظ کے کہنے سے باز نرہے اور دن بدن اُسمین مبالغہ و غلو کرتا چلا جاے
اور اس مخالفت اور عداوت کی جو باعث کمال خوف اور ہر دم کے خطرے کی تھی کچھ پروا نکرے۔
بادشاہون اور بہادرون نے سلطنت کی خاطر بڑے بڑے مصائب اُٹھائے ہین اور خود بلا
مین مبتلا ہوئے ہین اور اپنے رفقا کو بھی ہلاکت مین ڈالا ہے لیکن ذاتی نفع کے واسطے
تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہونے کے لیے تاج مرصع سر پر رکھنے کی غرض سے بڑے بڑے
محل اور عالیشان عمارتون مین عیش کی خواہش سے خزانہ اور جواہرات جمع کرنے کی
نیت سے اور پھر اس دولت و ثروت کے حصول سے حظ زندگانی اور لذات حکمرانی
کے اُٹھانے کی وجہ سے اعزاز اور وقار کی طلب مین بیشک مصائب اُٹھائے ہین اور بڑی
بڑی لڑائیان اور ہنگامہ پردازیان کی ہین تمام عالم مین ہر بونگ اُٹھا کر امن کو
یک قلم اُٹھا دیا ہے۔

ایک اُمّی شخص یہ دعوی کرتا ہے کہ یہ کتاب اللہ کی جانب سے ہے اس مین نہ آگے غلطی ہے اور نہ پیچھے یعنی غلطی سے بالکل محفوظ ہے۔

کوئی ہمکو تبلادے کہ ایسا دعوی کسی عالم۔ فاضل حکیم۔ شاعر نے بھی آجتک کیا ہو جیسا یہ نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کر رہا ہو۔

جس قدر مصنف اور مؤلف آج تک روے زمین پر گذرے ہین سب یہی اپنے دیباچہ مین لکھتے آئے ہین کہ" الانسان مرکب من الخطاء والنسیان"

ہم فطرتی خطاکار ہین ہماری یہ تالیف یا تصنیف خطا اور غلطی سے محفوظ نہین رہسکتی۔

یہان یہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم امی عرب جیسے سیف اللسان فصیح البیان کے مقابلے مین اپنی کتاب کو کس دعوی کے ساتھ پکار رہا ہے کہ یہ غلطی سے قطعی محفوظ ہے۔

وہ عرب اور اہل عرب کہ جو اپنی زبان کے مقابلے مین سب بانون کو ہیچ سمجھتے ہین اور غیر زبان والون کو گونگا کہتے ہین کہ بولنا ہمکو ہی آتا ہے باقی غیر زبان والے ہمارے مقابلے مین عجمی (گونگے) ہین۔

بیشک عرب کی ایک باندی اپنے لہجہ کو تغیر کرنے سے پُر لطف نظم کرلیتی ہے۔

عربی زبان نہایت ہی نرم اور شیرین زبان ہے کرختگی اور سختی اور اکھڑپن اسمین مطلق نہین ہے وسعت اسکی اسقدر ہے کہ اونٹ اور خرمے کے اسمین صدہا نام ہین اختصار تو پر معنی ہونے مین اور فصاحت اور بلاغت مین وہ اعلیٰ پایہ اور بے نظیر درجہ رکھتی ہے۔

زبان کی وسعت بڑی دلیل اسکی فصاحت اور بلاغت کی ہے تنگ زبان مین ایک لفظ سے بہت کام لیے جاتے ہین اور وسیع مین ہر ایک شے کے لیے علیحدہ علیحدہ نام ہوتے ہین اور ایک چیز کے صدہا نام ہون یہ اعلیٰ درجے کا کمال اس زبان کا ہے۔

یہی باعث ہے کہ غیر زبان والے اصطلاحات عربی زبانکی علوم اور قوانین مین استعمال کرتے ہین۔

کیا کوئی جھوٹا شخص تمام عالم کے اولین اور آخرین علما اور شعرا اور حکما اور فصحا کو اُس دعوی سے

طرز بموجب حکم الٰہی چلانا مقصود تھا سو یہ مدعا واضح اور صاف جیسا اسلام میں ہے کسی دین وملت مین اُسکی نظیر نہین مل سکتی۔

جیسا وہ نبی معظم مردون کو اللہ کے خالص بندے بنانا چاہتا تھا اُسیطرح مستورات سے رسم واوہام باطلہ کے دور کرنیکا منشا تھا تاکہ یہ ازواج امت کی عورتون کے لیے نظیر اور ہادی ہون اور اُنکے حالات صبر اور شکر۔ رضا وتسلیم کے سُنکر قوم کی عورتین اُسکا اتباع کرین۔ یہی باعث ہو کہ مسلمان مستورات انکے حالات سے سبق لیتی ہین اور مصائب اور بلا مین صبر اور استقلال کے ساتھ برداشت کرتی ہین اور انھین کی پیروی کو سرمایہ اپنی نجات کا جانتے ہین۔

جس حالت مین مردون کے لیے ایک بیرونی مدرسہ قائم کیا گیا تھا جس مین روحانی تعلیم کے لیے بلا لحاظ قوم اور ملک اور رنگ کے سبکو ایک وضع سے داخل کیا جاتا تھا۔

اس مدرسے کے داخل ہونے کے لیے نہ کوئی نذرانہ مقرر تھا اور نہ کوئی امتحان اور نہ فیس صرف زبان اور دل سے یہی اقرار کرنا اس خدائی کالج کا بپتسمہ تھا کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہین اور محمد خدا کا رسول ہے۔

اسی کلمہ کا کہنا اصطباغ سمجھا جاتا تھا بلا اس اقرار کے کسی شہنشاہ کو بھی اس مدرسے مین داخلے کا یارا نہین تھا اور نہ نبی تک کے رشتہ دار ہی بدون کلمہ بار پاسکتے تھے۔

اس صورت مین بہت ہی ضرور تھا کہ ایک اندرونی درسگاہ زنانہ تعلیم کے لیے قائم کی جاے۔ اسکے سواے اسکے اور کوئی صورت نہین تھی کیونکہ جس عصمت اور پردہ کی اسلام تلقین کرتا ہو وہ اسی حالت مین بحال رہسکتا ہو اس سے بہتر اور کوئی صورت ممکن ہی نہین تھی۔

اس نبی معظم کا کوئی کام ہدایت سے خالی نہ تھا جو قول اور جو فعل تھا سب خلقت کی بہتری کے لیے اور حسبۃً للہ محض اخلاص کی رو سے وہ قوم کا ہوا خواہ تھا۔

کوئی ایسا شخص قوم کا بھی خواہ بے غرض قوم پر جان و مال قربان کرنے والا ترکی عجمی۔ نہ عربی۔ رومی مصری حبشی کبھی اپنی قوم بنانے والا اور اُنکو اپنے عزیز و اقارب سے زیادہ رکھنے والا کسی قوم کی تاریخ مین نہین مل سکتا ہے

مگر انھین خواہشات نفسانی کی امیدون اور آرزوؤن نے اُنکو اس معرکہ آرائی اور خونریزی پر آمادہ اور برانگیختہ کیا ہے جنکا ذکر اوپر کیا گیا۔

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تخت تو بڑی چیز ہے کبھی غاشیہ پر بھی نشست نہین فرمائی عمدہ کھانے کیسے ہوتے ہین لطف و عیش زندگی کیا ہوتا ہے بادشاہت کی حالت مین بھی گیہون کی روٹی کبھی پیٹ بھر کر میسر نہین ہوئی رات کو اندھیرے مین چراغ نصیب نہین ہوا بچھانے کے لیے روئی کا گدیلا تک نہین ملا۔

کھجور کی شاخین تھین اور جسم مطہر کا خواب گاہ کھجور کے صوف تھے اور حضور والا کا تکیہ گاہ تمام تمام رات فاقے سے گذر گئی اور چھٹانک بھر رزق اس بادشاہی کے زمانے مین کہ جب لاکھون کروڑون روپیہ انعام واکرام اور خیرات کیا جاتا تھا ہاتھ نہین آیا پانچ سات چھوارے بھی کچھ پیر ہوتے ہین اگر وہ دستیاب ہو گئے ہین تو بڑی خوشی سے اُنھین کو نوش فرما کر شب بسر کی ہے۔

عالم شباب مین ایک بیوہ اور ضعیف بی بی پر قناعت کی دوسری عورت کا خیال عرب جیسے ملک مین اُنکی زندگی تک کبھی نہین آیا جہان ازواج کی تعداد بڑھانے کا علی العموم رواج تھا۔

اخیر مین پچاس برس کے بعد اُس معصومہ کے انتقال فرمانے سے جو چند نکاح کیے تو وہ نہ غلبۂ خواہش نفسانی کی وجہ سے بلکہ محض ہدایت اور تلقین کی غرض سے کہ اُنکو زنانی تعلیم تمدن اور عبادت کی گھر مین دی جاتی تھی اور سب اپنے تابعین کو بتلایا جاتا تھا کہ اجتماع ازواج مین اُنکے حقوق کی نگرانی اس طرح سے کرنی چاہیے چنانچہ جسقدر مسائل حیض و نفاس اور زنانہ معاشرت کے ہین وہ سب انھین ازواج مطہرات کی زبانی زبان الہام بیان سے دریافت ہوئے ہین۔

انبیای معصومین مین یہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہوا ہے کہ جسکی ازواج تبلیغ احکام الٰہی آخر دم تک کرتی رہی یہ اجتماع جو عالم ضعیفی مین کیا گیا حظ زندگانی کے لیے نہین تھا جیسا کہ امیر اور راجہ اور بادشاہ کیا کرتے ہین امت کی حال اور آیندہ کے لیے خاوند اور بی بی کو عبادت۔ حُسن معاشرت فرمان برداریِ شوہر۔ رضامندیِ زوجہ۔ پردہ داری اور تعلیم و تربیت اولاد۔ صبر و رضا کا

پرنہ تھا بلکہ غیر مرئی ارواح کے توہم باطل کی ہیئت کا سا اُنکا ایمان تھا انھین کی رضا مندی مناتے تھے اور انھین کی ناراضی سے احتراز کرتے تھے قیامت اور جزا و سزا جو فعل یا ترک کا باعث ہو اُسکی اُنھین خبر ہی نہ تھی۔

ہجرت سے تیرہ برس پہلے تو مکہ ایسی ذلیل حالت مین بے جان پڑا تھا مگر اُن تیرہ برسون نے کیا ہی اثر عظیم پیدا کیا کہ سیکڑون آدمیون کی جماعت نے بت پرستی چھوڑ کر خدای واحد کی پرستش اختیار کی اور اپنے اعتقاد کی موافق وحی الٰہی کی ہدایت کے مطیع و منقاد ہو گئے۔

اُسی قادر مطلق سے بکثرت و بشدت دعا مانگتے اُسی کی رحمت پر مغفرت کی امید رکھتے اور حسنات و خیرات اور پاکدامنی اور انصاف کرنے مین بڑی کوشش کرتے تھے اب اُنھین شب و روز اُسی قادر مطلق کی قدرت کا خیال تھا اور یہ کہ وہی رازق ہمارے ادنی حوائج کا بھی خبر گیران ہے۔

ہر ایک قدرتی اور طبعی عطیہ مین ہر ایک امر متعلقہ زندگانی مین اور اپنے خلوت و جلوت کے ہر ایک حادثے اور تغیر مین اُسی کے ید قدرت کو دیکھتے تھے اور اس سے بڑھکر اُس نئی روحانی حالت کو جسمین خوشحال اور رحمد کنان رہتے تھے خدا کے فضل خاص و رحمت باختصاص کی علامت سمجھتے تھے اور اپنے کور باطن اہل شہر کے کفر کو خدا کی تقدیر کیے ہوے خذلان کی نشانی جانتے تھے۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جو اُنکی ساری امیدون کے ماخذ تھے اپنا حیات تازہ بخشنے والا سمجھتے تھے اور اُنکی ایسی کامل طور پر اطاعت کرتے تھے جو اُنکے رتبۂ عالی کی لائق تھی۔

ایسے تھوڑے ہی زمانے مین مکہ اس عجیب تاثیر سے دو حصون مین منقسم ہو گیا تھا جو بلا لحاظ قبیلہ و قوم ایک دوسرے کے درپے مخالفت و ہلاکت تھے۔

مسلمانون نے مصیبتون کو تحمل و شکیبائی سے برداشت کیا اور گو ایسا کرنا اُنکی ایک مصلحت تھی مگر تو بھی ایسی عالی ہمتی کی بردباری سے وہ تعریف کے مستحق ہین۔

ایک سو مرد اور عورتون نے اپنا گھر بار چھوڑا لیکن ایمان عزیز سے مُنھ نہ موڑا اور جب تک کہ یہ طوفان مصیبت فرو ہوے حبش کو ہجرت کر گئے پھر اُس تعداد سے بھی زیادہ آدمی کہ اُنمین

اُسکی قوم نہ ہاشمی تھی اور نہ قریشی نہ عربی نہ ترکی جو خدا کو معبود اور اصلی مقصود سمجھنے والے اور اُسی کے روبرو سربسجود تھے وہی لوگ اُس نبی کی قوم تھے۔
وہ اُنسے نہ دولت کا خواستگار تھا اور نہ اپنی حکومت کا صرف اس بات کا خواہان تھا کہ وہ خداوند تعالی کو مالک اور خالق جمیع کائنات کا بالیقین سمجھکر اُسکی عبادت کرین اُسکے حکم اور قدرت مین کسی کو شریک نہ بنائین ہر بات اور کام مین اُسی سے التجا اور ہر دم اُسی کی درگاہ مین دعا کرین واجی اور آبائی تقلید کو چھوڑکر روحانی اور اخلاقی اصلاح مین سرگرم اور مستعد رہین۔ مذہب تو وہ پہلے بھی رکھتے تھے کوئی فریق بت پرستی آتش پرستی انجم پرستی اور اوہام باطلہ کا پابند تھا اور کوئی فریق یہودی اور کوئی نصاری تھا اسلام نے اُنسے قتل۔ چوری۔ زناکاری۔ دختر کشی کو دور کرکے رحم۔ انصاف۔ حیا۔ عفت اور خدا ترسی سے مہذب اور شایستہ بنایا اور روحانی اخلاق سب مین پھیلا دیا عرب کے بدجاہل وحشی یکبارگی ایسے بدل گئے جیسے کسی نے سحر کر دیا ہو بہتر ہوگا کہ اس مقام پر چند صاحبان انگریز عالیشان کی رائے بجنسہ نقل کی جاے۔
سر ولیم میور صاحب لفٹنٹ گورنر جنرل ممالک مغربی وشمالی اپنی کتاب **لائف آف محمد** صلی اللہ علیہ وسلم مین رقم فرماتے ہین جسکا ترجمہ مندرجہ ذیل ہے۔
"اگرچہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اوامر واحکام اسوقت تک تھوڑے سے اور سادہ طور کے تھے جیساکہ بیان بالا سے ظاہر ہوتا ہے مگر اُنھون نے ایک تعجب انگیز اور عظیم الشان کام کیا جبکہ دین مسیحی نے دنیا کو خواب غفلت سے بیدار کیا تھا اور شرک وبت پرستی سے جہاد عظیم کیا تھا اُس وقت سے حیات روحانی کبھی ایسی برانگیختہ نہو گی تھی اور نہ ایسا غلو کسی مذہب مین ہوا تھا جیساکہ دین اسلام مین ہوا۔
عرب کے لوگ توہمات اور کفر وضلالت اور بیرحمی وبداعمالی کے دریا مین غرق تھے چنانچہ عام رسم تھی کہ بڑا بیٹا اپنی سوتیلی ماں کو بیاہ لیتا تھا اُنکے غرور اور افلاس سے دختر کشی کی رسم بھی اُنھین اُسی طرح جاری ہوگئی تھی جسطرح فی زماننا ہندوون مین جاری ہے۔
اُنکا مذہب حد کے درجے کی بت پرستی تھا اور اُنکا ایمان ایک مسبب الاسباب مالک علی الاطلاق

سکتے ہین جو سخت و کرخت پیغام اُسنے دنیا کو دیا بہر حال وہ ایک سچا اور حقیقی پیغام تھا اور اگرچہ وہ ایک غیر مرتب کلام تھا مگر اُسکا مخرج وہی ہستی تھی جسکی تھاہ کسی نے بھی نہین پائی ۔

اس شخص کے نہ اقوال ہی جھوٹے تھے نہ اعمال ہی اور نہ خالی از صداقت یا کسی کی نقل و تقلید تھے حیات ابدی کا ایک نورانی وجود تھا جو قدرت کے وسیع سینہ مین سے دنیا کے منور کرنے کو نکلا تھا اور رنے شبہ اُسکے لیے امر ربانی یون ہی تھا "

وہ روحانی آفتاب ۶۳۲ء مین یکبارگی عالم کی نظر سے غائب ہو گیا لیکن اپنے قدرتی نور کو جو دنیا کے منور کرنے کے واسطے اُسکو عطا کیا گیا تھا اپنے ہمراہ نہین لے گیا ۔

وہ نور جو قدرت کے وسیع چشمہ سے نکلا تھا عالم کے جلوہ گر کرنے کے لیے چھوڑ گیا جس نے جہان کو ایسا روشن کیا کہ اُسکی نظیر روز آفرینش سے ابتک دنیا مین نہین ملتی ہر قوم اور ہر ملت پر اپنا پرتو اُس نور نے ڈالا ۔

"بہار اب جو دنیا مین آئی ہوئی ہے یہ سب پودھ اُسی کی لگائی ہوئی ہے"

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات جو شخص بہ نظر انصاف بلا تعصب غور کے ساتھ ملاحظہ کریگا ممکن نہین کہ وہ اور وہ فطرت اُنکو سچا نبی اور خدا کا برگزیدہ پیغمبر نہ تسلیم کرے ۔

سب انبیا اور رسولون مین **محمد مصطفے** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اعلیٰ اور افضل یقین کے ساتھ پایا جاتا ہے میدان **نبوت** پر جو نظر ڈالی جاتی ہے تو یہی پہلوان اور شہسوار سب سے زیادہ زبردست سب سے زیادہ شہ زور اور سب سے زیادہ قوی اور کامل نظر آتا ہے ۔

جو بنیاد مذہب کی حضرت **آدم** علیہ السلام کے ہاتھون سے رکھی گئی تھی اُسکو کامل اور محکم اِس **نبی معظم** کے دست مبارک نے کیا ۔

یہی پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم بوجہ فضیلت اس لائق تھا کہ خاتم نبوت پر مہر ہو ۔

سو یہی وہ **نبی خاتم النبیین** و **ختم المرسلین** ہے جسپر دین کا خاتمہ ہو گیا ۔

پہلی کسی آسمانی کتاب مین کسی نبی پر نبوت کو ختم فرما کر یہ حکم نہین دیا گیا تھا جو اُس

نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی شامل تھے اپنے عزیز شہر اور مقدس کعبہ کو جو اُنکی نظر مین تمام روے زمین پر سب سے زیادہ مقدس تھا چھوڑ کر مدینہ کو ہجرت کر گئے اور یہان بھی اُسی جادو بھری تاثیر نے دو یا تین برس کے عرصے مین اُن لوگون کے واسطے ایک برادری جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانون کی حمایت مین جان دینے کو مستعد ہو گئے تیار کر دی "

ریورینڈ جی۔ ایم۔ راڈویل صاحب مترجم قرآن لکھتے ہین۔

"عرب کے سیدھے سادے خانہ بدوش بدو ایسے بدل گئے جیسے کسی نے سحر کر دیا ہو" بت پرستی کے مٹانے حیات اور مادیات کے شرک کی عوض اللہ کی عبادت قائم کرنے اطفال کشی کی رسم کو نیست و نابود کرنے بہت سے توہمات کو دور کرنے اور ازواج کی تعداد کو گھٹا کر اُسکی ایک حد معین کرنے مین قرآن بیشک عربون کے لیے برکت اور قدوم حق تھا گو عیسائی مذاق پر وحی نہو"

"گبن نے بیان کیا ہے"

"عیسائی اس بات کو یاد رکھین تو اچھا ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مسائل نے وہ درجہ نشہ دینی اُسکے پیرو وںمین پیدا کیا کہ جسکو عیسیٰ علیہ السلام کے ابتدائے پیرو وںمین تلاش کرنا نے فائدہ ہے اور اُسکا مذہب اُس تیزی کے ساتھ پھیلا جسکی نظیر دین عیسوی مین نہین چنانچہ نصف صدی سے کم مین اسلام بہت سے عالیشان اور سرسبز سلطنتون پر غالب آگیا" جب عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر لے گئے تو اُسکے پیرو بھاگ گئے اور اپنے مقتدا کو موت کے پنجے مین چھوڑ کر چلدیے برعکس اسکے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرو اپنے مظلوم پیغمبر کے گرد وپیش رہے اور اُسکے بچاؤ مین اپنی جانین خطر مین ڈالکر کل دشمنون پر اسکو غالب کر دیا"

"مسٹر کارلائل صاحب فرماتے ہین"

"پس ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہرگز یہ خیال نہین کر سکتے کہ وہ صرف ایک شعبدے باز اور تہی باطن شخص تھا اور نہ ہم اُسکو ایک حقیر جاہ طلب اور دیدہ و دانستہ منصوبے گانٹھنے والا کہ

خاتمہ پُر از نتائج مفیدہ

ناظرین کو اسکے ملاحظے سے روشن ہو گیا ہو گا کہ روے زمین پر جسقدر مذہب رائج ہین سبکے عقائد اور سبکے اصول وہین اسلام سے جسقدر ملتے جُلتے ہین ایسے کسی مذہب کے نہین ملتے اور جو اسلامی اصول ہین وہ سب مذاہب مین موجود ہین گو کسی طرح سے ہون دیگر مذاہب نے اُنکی ہیئت خراب کر دی ہے اور اسلام مین اُنکی اصلیت باقی ہے **توحید** جسپر اسلام کو فخر ہے اُسکے سب قائل **رسالت** سبکے نزدیک مسلم اور کوئی مذہب اس سے خالی نہین قیامت - عبادت - جزا و سزا سبکے بیان ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ سب مذاہب کا ماخذ اور منبع اسلام ہی اور کل مذہب اُسی سے نکلے ہین اور اسلام ہی خدائی مذہب ہے فھو المراد -

اب یہ خیال کہ جس حالت مین سب مذاہب کے اصول واحد ہین تو تحقیق اور تفتیش کی کیا ضرورت ہے جس مذہب مین جو شخص ہے اسیکے قوانین کی پابندی موجب اُسکی نجات کے ہی مگر یہ محض خیال باطل ہے قدرت اور صنعت مین زمین و آسمان کا تفاوت ہے قدرتی اشیا پر نظر کرو اور اُنکے مقابل مصنوعی کو غور سے دیکھو تو مصنوعی اشیا مین ایک مین وصف قدرت جیسا نہین پاؤ گے یہی حال اسلام اور دیگر مذاہب کا ہے کیونکہ دیگر مذاہب مصنوعی اور لوگون کے طبع زاد خیالات اور محض ایجاد ہے اور اسلام قدرتی اور خدائی مذہب ہی جسکے اصول اور احکام کلام الٰہی مین مشرح درج ہین اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منجانب خدا اور دنیا مین حجت اللہ ہین - پس جسنے تعمیل احکام الٰہی کی نہین کی اور نہ اُس ہادی برحق کا اتباع کیا اور لوگونکے مصنوعی خیالات کو دین الٰہی تصور کرتے رہے اور فرمان الٰہی کو دیکھا اور سنا تک نہین اور ہمیشہ اُسکے خلاف کو ہی راست سمجھا اور اُسکی تکذیب اور تردید کے درپے رہے اور یہی سمجھا کیے کہ یہ کلام الٰہی نہین ہے ایک شخص کا ایجاد ہے یعنی قدرتی

سیدالانبیا کی شان مین نازل فرمایا گیا کہ "محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم مین سے کسی مرد کا باپ نہین ہے مگر وہ خدا کا رسول اور خاتم النبیین ہے"

"اور جو کوئی سوائے اسلام کے کوئی دین اختیار کریگا وہ قبول نہین کیا جائیگا اور روز قیامت کو خسارے مین رہیگا"

"آج ہمنے تمھارے دین کو تمھارے لیے کامل کر دیا اور اپنی نعمت تمھارے اوپر تمام کر دی اور ہمنے دین اسلام کو تمھارے لیے پسند کیا"

پس قیامت تک یہی دین خدائی دین ہے جو قائم اور برقرار رہے گا۔

اور اب اسمین کوئی طرز عبادت اور فرائض وغیرہ کا از روے قدرت تبدیل نہین ہوگا۔

اصول تو نہ پہلے تبدیل ہوے اور نہ آیندہ کو تبدیل ہون مگر فرائض اور عبادت اور تمدن کے جو طریق ہین وہ سب اسیطرح سے مستحکم اور قیامت تک جاری اور قائم رہینگے۔

ایک شعشعہ اور ایک نقطہ تبدیل نہین ہوگا۔

باقی جو شرائط ہمنے سچے مذہب کی شناخت کے لیے منتخب کیے ہین قرآن مجید کو ہاتھ مین لو اور بہ نظر حقیقت غور کرو کہ اسلام موافق فطرت ہے یا نہین۔

قرآن مجید خود بتلادیگا کہ اسلام ہماری اُن شرائط فطرتی کے اندر محدود ہے اور یہ مسئلہ نہایت ہی صحیح اور درست ہے کہ "الاسلام ھو الفطرۃ والفطرۃ ھی الاسلام"

الحمدللہ والمنتہ کہ یہ کتاب فطرت مقام لوہیرہ ریاست جودھپور مارواڑ مین بتاریخ دہم ماہ ستمبر ۱۸۹۵ء کو ختم کی گئی۔

"ہے یہ اک نقش کہ جو عمر مین اپنی کھینچا	ہم نہونگے وے یہ نقش رہیگا ہم سے"
"کیا فائدہ فکر بیش وکم سے ہوگا	ہم کیا ہین جو کوئی کام ہم سے ہوگا
جو کچھ کہ ہوا ہوا کرم سے تیرے	جو کچھ ہوگا ترے کرم سے ہوگا

مین بھی نہین آئے اور اسمین نہرین شیرین بہ رہی ہین اور کسی قسم کی روک وہان نہین ہے
اور جس چیز کی خواہش کروگے وہ وہان ملیگی اُس فرمانبرداری کے صلے مین تمکو دیجائیگی
اور کبھی وہان سے نکالے نہین جاوٗگے مین تمھارا گھر نہین چھوڑاتا نہ دولت وعزت سے
روکتا ہون نہ تمکو مشقت مین ڈالتا ہون مین تو تمکو یہ نیک ہدایت کررہا ہون کہ بس خدا کو
ایک سمجھو اُسکے منزلہ احکام کو بسروچشم تسلیم کرو اُسکے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ
اختیار کرو خدا کے سوا کسی کی عبادت مت کرو مخلوق کے ساتھ ہر طرح سے نکوئی اور سلوک
کرو اور یقین جانو کہ بعد مرنے کے قیامت آنے والی اور اعمال کی پرسش یقینی ہے یہی
طریقہ سیدھا راستہ نجات اور حیاتِ ابدی کا ہے اب جو چاہے مانے اور جو چاہے نہ مانے ''

مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی

ماہ ستمبر ۱۸۹۹ع

نہین ہے مصنوعی ہے تو ایسے لوگون کو نجات کی امید رکھنا اور اُن تو ہمات سے فائز المرام ہونا عبث ہے ۔

صاحبو! وہ قرآن جسکا منجانب اللہ ہونا فطرت سے ثابت ہو چکا ہے برملا پکار رہا ہے اور پکار پکار کر اپنے منجانب اللہ ہونے کا دعوی کرتا ہے کہ اگر تمام روے زمین کے آدمی میرا مقابلہ کرنا چاہین تو ہرگز نہین کر سکتے مین تمام عیبون اور غلطیون سے پاک ہون مین کلام الہی ہون مجکو جیسا عرش سے اُتارا ہے تیرہ سو برس سے ویسا ہی موجود ہون اور قیامت تک ایسا ہی ہونگا ۔ میرے منکر ظالم اور باغی ہین وہ دنیا جسکی مچھر کے پر کی برابر بھی خدا کے یہان قدر نہین ہے چند روزہ ہے بعد مرنے کے یہ زندگی خواب کا ساخیال معلوم ہوگا میرے منکرونکی ہرگز نجات نہو گی ستر ستر گز کی آتشی زنجیرونمین اُنکو ایسا جکڑا جائیگا اور وہ پکڑی جائیگی کہ کبھی آج تک دنیا مین کسی جکڑنے والے نے نکسی کو ایسا جکڑا ہوگا اور نہ ایسی سختی اور ذلت سے پکڑا ہوگا میرے منکرو اس دنیا کے عارضی لطف اور عیش کا مزہ چند روز اُٹھالو اور خوب دل کی حسرتین نکالو موت آئی اور تم دوزخ کے دائمی عذاب مین گرفتار ہوے جیسے تم آج اُسکے فرمان کو غفلت کے سبب نہین سنتے ہو اور خدا کو بھول گئے ہو اسی طرح سے وہ جبّار قہار تمکو عذاب دردناک مین ڈالکر تمھاری خبر تک نہین لیگا ۔ دوزخ کے دربان بڑے سنگدل اور قدرتی بیرحم ہونگے وہ گونگے اور بہرے ہونگے کہ دوزخیون کے آہ و نالے کو نہین سنینگے وہان نہ کوئی حمایت کام دیگی اور نہ قرابت اور نہ زور سے کام نکلیگا دوزخ بہت ہی بُری جگہ ہے اور وہ خاص میرے منکرونکے لیے تیار کی گئی ہے مین تمھاری آگاہی کا چوبدار ہون اور علانیہ اعلان کر رہا ہون کہ خبردار ہو جاؤ ہوشیار رہو موت تمھارے سر پر کھڑی ہے مرنے سے پہلے حیات ابدی کا سامان کرو اور بڑے دور دراز سفر کے لیے خرچ اپنے ساتھ لو اگر تم میری ہدایت پر عمل کرو تو تمکو اس ہیبت ناک عذاب کا کسی قسم کا ذرہ برابر بھی صدمہ نہین آئیگا اور جواہرات کے محل سونے چاندی کے بنے بنائے جو آج تک کسی کے خیال

صحتنامہ خیالات ممتاز موسوم بہ فطرۃ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۴	۶	جنے	جینے	۹۵	۸	عقائدسنے	عقائد
"	۱۹	چیندرہنسی	چیندرہنی	"	۹	عقائد بنی نوع	عقائدنے بنی نوع
"	۲۰	جنسے	جینے	"	۱۴	کنشت	کنشٹ
۲۶	۱۹	خام	حام	۹۸	۷	بنی کا جسنے	نبی کا ہے جسنے
۴۰	۹	دوس	دوش	۱۰۴	۱	بہر	باہر
۴۱	۷	لکھا جاتا ہے	کہا جاتا ہے	۱۰۸	۱۷	فلاسفہ	فلاسفر
"	۱۸	انقہرین	انقہرون	۱۱۸	۸	رہے	[illegible]
۴۴	۱۸	شتگر	شتنگیہ	۱۱۹	۱۴	مجار	مجاز
۴۷	۷	عاقل	عامل	"	۱۶	دیسکے سوا سکے	اسکے سیے سوائے
۴۹	۲	ضالح	صانع	۱۲۰	۱۷	نہوگی تھی	نہوئی تھی
۵۱	۱۶	کرنے لئے	کرنے کے لیے	۱۲۶	۲۰	زرّہ	ذرّہ
۵۵	۱۲	دیکھکو	دیکھلو				
۶۹	۳	بابندی	پابندی				
"	۱۷	خذ	خدا				
۸۰	۱۹	بندے رسالت	بندے رسالت کو رسالت				
۸۵	۷	پاپ	باپ				

اعلان

بفضلہ تعالے

اس مطبع مجتبائی دہلی مین ہر قسم کے قرآن شریف حمائل سادہ و مترجم اور اسی مطبع کی مطبوعہ حمائل شریف ایک اشرفی فی غلطی انعام والی - اور اسی کی ہم صورت و ہم تقطیع دلائل الخیرات اور مجموعہ وظائف ہر حصہ - اور جملہ کتب دینیات عربی فارسی - اُردو - اور کتب درسیہ مدارس عربی و سرکاری و نیز کتب مصنفۂ علماے نامدار و فضلاے کامگار شیخ عبد الحق محدث دہلوی و حضرت شاہ ولی اللہ و مولانا شاہ عبد العزیز و مولوی محمد قاسم رحمہم اللہ و دیگر ر غا مران جال مثل مولوی نذیر احمد صاحب و خواجہ الطاف حسین حالی و منشی محمد ذکاء اللہ و مولانا شبلی جہت فروخت موجود ہین -

اور دیگر کتب

مطبوعہ ہر امصار و بلاد مثل مصر - استنبول بیروت بمبئی کلکتہ لکھنؤ کانپور دہلی وغیرہ وغیرہ اور کتب متفرقہ نایاب زمانہ بھی اسی مطبع مجمع العلوم مطبع مجتبائی دہلی سے بذریعہ ویلو یا نقد قیمت آسانی بکفایت ملسکتی ہین -

العبد

محمد عبد الاحد عفی عنہ

پروپرائٹر مطبع مجتبائی دہلی ماہ ستمبر سنہ ۱۹۰۵ء

ذلك آيات الله نتلوها عليك بالحق فبأي
حديث بعد الله وآياته يؤمنون

کتاب

تحقیق الملة علی ان الاسلام دین الفطرة

جسے شیخ غلام مصطفےٰ صاحب ابن شیخ امین الدین
صاحب مرحوم تعلقہ دار ساکن وطن مئو آئمہ ضلع
الہ آباد نے بغرض افادہ و
ہدایت مسلمانان عیسائیان
و مشککین مذہب اسلام کے
تالیف کیا

باہتمام شیخ عبد الباقی صاحب سبط صاحب خلف حکیم کرم اللہ صاحب مرحوم برادر زادہ شیخ محمد یونس صاحب حکیم

مطبع منبع الانام قصبہ مئو آئمہ ضلع الہ آباد میں مطبوع ہوئی

اعلان

خیالات ممتاز موسوم بہ فطرۃ

یہ اردو مین عجیب اور مفید کتاب لکھی گئی ہے جس مین سچے مذہب
اور بر حق دین کی پہچان اہل ہنود کا مذہب اور اسکی حقیقت۔
بودہ مذہب کے بانی کا حال اور اسکی ساری کیفیت مسیحی اور
یہودیون اور آتش پرستون کے اصول اور انکی اشاعت تثلیث کا
ذکر اور دہریون کے خیالات۔ توحید اور رسالت وفطرت کے مقابلہ کا
بیان اور پاک اسلام اور اسکے بانی کا تذکرہ ہے۔ مصنف نے اسمین
یہ بھی بتایا ہے کہ دنیا مین کس قدر مذاہب شائع ہین اور مقدس اسلام
کس مذہب کا موافق اور کس کا مخالف ہے نیز مذہب کیا چیز ہے
اور انسانی دنیا کو اس سے کیا فائدہ؟ پھر یہ بھی بیان کیا ہے کہ اگر
مذہبی عقیدہ درست ہے تو کونسا مذہب سچا ہے اور وہ کون سی
کسوٹی ہے جس پر مذاہب کو کسا جا سکتا ہے۔
اسکی خوبی ملاحظہ سے معلوم کرین گے۔

محمد عبد الاحد پروپرائٹر مطبع مجتبائی واقع شہر دہلی۔

فہرست کتاب تحقیق الملۃ علی ان الاسلام لیس دون الفطرۃ

کیونکہ اسمین جو کچھہ مین نے لکہا ہے اپنا عقیدہ و حسن ظن ہے اور کسی کا ماسوا معصوم
کے غلطی نکرنا خلاف عقل ہے اب دانشمندان حق بین و محققین حق گزین سے التماس
ہے کہ میری تقصیر کو نقص مذہب نہ سمجھکر اوسکی حد بیونسے مد نظر ہون بلکہ بلا تعصب
اوسکے انوار کی تلاش کتاب اللہ مبین و صحیفہ حکمت مین کرین اور گفتہ زید و عمر
پر خیال نہ فرمائین وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ۔

سبب تالیف

اس کتاب کے وجہہ تالیف کی یہہ ہوی کہ فی زمانا جسمین مشاہدات علمی کے
ترقی اپنے مرکز سے محیط تک نہایت سرعت سے ہو رہی ہے اور ہر شخص تقلید کی
تاریکی سے بزعم خود نکلکر تحقیق کے روشنی مین چلنا چاہتا ہے اور مقلد کی جا
محقق کے خطاب کے تمنا کرتا ہے اس راستہ کے چلنے والون نے یہانتک
افراط اس امر مین کیا کہ جن چیزونکا یقین اونکو مشاہدہ سے نہین ہوا گو
کہ وہ سچا ہے کیون نہو اوسسے فوراً انکار کر بیٹھتے ہین گویا کہ اونلوگون نے خدا کی
سارے خلق پر عبور اور اوسکے سارے عادات کا استقرار محاصرہ کرلیا ہے
ایک فرقہ نے خود خدا ہی کو انسانکی خیال کا مخلوق مانا اور اس سارے عالم
کے انتظام اور تشریح اعضاے انسانی پر ذرہ بہر بھی غور نکیا کہ ایسے مضبوط
و مستحکم انتظامات اور ایسے بڑے بڑے اجسام و اجرام کا خود بخود ہونا کسقدر
مستبعد عقل سلیم سے معلوم ہوتا ہے ایک موحد نے کیا اچھا الزام اوس
ملحد کو دیا جسنے ایک گلوب دیکھکر پوچھا تہا کہ یہہ کیونکر آیا جسکے جواب مین
اوسنے کہا کہ مین نہین جانتا کہ کیونکر آیا خود بخود آیا ہوگا وہ اوسکی اس حیرت
انگیز جواب پر سخت متحیر ہوکر پوچھنے لگا کہ بھلا کیونکر یہہ ممکن ہے کہ کوئی چیز بلا
کسی سبب کے خود بخود آسکتی ہے تو اوسنے مسکراکر کہا کہ [illegible] ایک

مین ہوا - جسکی حکایت (انی جاعل فی الارض خلیفۃ) سے شروع کیگئی
اور سے اپنی ساکر اور صفات کی عکسی تصویر سے پہلے انسان کا بنایا یا جسکی شہادت خلق اللہ آدم علی
صورتہ سے حاصل ہوتی ہے - برگ درختان سبز در نظر ہوشیار - ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار - اور
اس خلافت کبری کی غایت قصوی ذات بابرکات افضل الانبیا محمد مختار یعنی جسکے اقوال و اعمال و عادات و اطوار و نظم و نسق
میں ہی معقولی و دینیہ قوانین فطرت کے ظاہر کرکے ظاہر کردیا کہ خلقت انسانی کا مقصود تکملہ توحید و سیاست مدن و تدبیر
منزل ہے اور اوس ذات لیس کمثلہ شیء کی پوری صورت معنوی اسمی انتظام ثلاثہ
میں مضمر ہے پس ایسا نبی کیونکر خاتم النبیین ہوگا جسنے پوری اقتضا سے نوع البشری
کے تکمیل کی اور کیونکر افضل المرسلین انبیا نہوگا جسکے ذات جامع صفات اخلاق اللہ ہو
حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری // آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری
پس ایسے عین الانسان کے ظہور اور ایسے اتم و اکرم الناس کی بعثت کے بعد بھی جو
لوگ بادیہ پیمائے ضلالت رہجائیں اونسے زیادہ کون بدنصیب اور ایسے انسان
کامل اور مذہب معتدل کے بعد جو شخص پھر بھی سرگردان تیہ گمراہی ہوں اونسے
زیادہ کون بدقسمت و خسارہ مین ہوگا پس اس لئے دعوت محمدی کا ثبوت اونکے
اقوال و اعمال چال و چلن سے پایا جاتا ہے تاکہ کسیکو کوئی حیلہ باقی نہ رہے اور نہ پھر کوئی
عذر بدتر از گناہ پیش کرنیکی جرأت ہو -

گوکہ یہ چند اوراق نہایت ہی مختصر اونکی صورت معنوی کے مرقع ہیں مگر تاہم اونکے اصلی
انوار کی جھلک اس سے نمایاں ہوتی ہے جو کچھ نقص یا کدورت اس تصویر کشی مین معلوم
ہوتی ہوگی وہ مولف کی نالیاقتی و بے بضاعتی کے باعث ہوگی یا ناظرین کے تقلیدی
و جمے ہوئے خیالات کے سبب - حاشا و کلا کہ اوس جمال باکمال مین کوئی عیب
یا اوسکے مکارم اخلاق مین کوئی قبح ہو - جن اصحاب کے نزدیک کوئی بات قابل تسلیم نہو
اور خلاف حقیقت ملت اسلامی کے ہو اوسکو میری خطا تصور کریں نہ اصل مذہب کے

گلوب کا آپکے نزدیک خود بخود انا محال ہے تو اس سارے عالم کا گلوب خود بخود کیونکر ہو سکتا ہے حبشی اب کے سننے پر بلحد سخت نادم و خجل ہوا۔

یہہ لوگ تو ساری عالم کو بالاسباب اور ساری خلق کے لئے علتین تسلیم کرتے ہین اور اونکا ہونا ضروری سمجھتے ہین مگر یہہ نہین خیال کرتے کہ جتنی اشیا آجتک مخلوق ہوتے ہین سب معدود ہونگے اور اونکے شمار کے انتہا کسی خاص عدد پر ہوگی اور اونکی عدد کا سلسلہ کسی خاص عدد سے شروع ہوا ہوگا پس اوس عدد کے لیے کوئی حقیقت ایسی ہونا چاہیے جسکے لئے نہ کوئی موجد ہو نہ اوس سے قبل کوئی عدد کیونکہ سلسلہ لاتناہی باطل ہے اور ایک کے قبل کسی عدد کا ہونا محال اور معجزات کا انکار محض اسی وہم سے کرتے ہین کہ اونکے علل و اسباب اونکو معلوم نہین ہین مگر عجب احمق ہین کہ اس عالم کے لئے کوئی علت نہین پاتے اسکے بعد جن لوگون نے دس عالم کے انتظام پر زیادہ غور کیا مجبور ہوکر موجد کا ہونا ضروری سمجھا مگر اس سلسلہ کے باعث وہ جہالت کے غار سے فقط ایک قدم پیچھے سرک آئے لیکن وس کی تاریکی سے باہر نہ نکل سکے انسانے خلقت کو عبث و بے سود سمجھا اوسکے اغراض سے غافل اور معاد سے بیخبر رہے اور اوس مضبوط قانون کے شکست کے موجب ہوئے جسکا اوہنون نے خود تسلیم کرکے کہا تھا کہ ہر ایک شئے کی خلقت سے کوئی غرض و غایت ضروری ہے ان خبطیونکو دیکھکر بعض دانشمند حکما نے معاد کو تسلیم کیا مگر اونھون نے اپنے اونہین ضعیف عقول پر اعتماد کرکے ان مشکلات کو حل کرنا چاہا اور جب کچھہ نہ کر سکے تو متحیرانہ اور مذبذبانہ حالت مین اونکا خاتمہ ہوا۔

افسوس کہ اونلوگون نے یہہ خیال نکیا کہ جن چیزونکی تکلیف انسانکو دیگی ہے اونسے نجات کا بھی کوئی طریقہ ضرور ہوگا اور جتنے امراض پیدا کیے گئے

مجکو اوبہارا کہ مین اون مصالح واسرار دین کو جیسے علماے محققین نے اپنے فہم
وفراست کے درجے کے موافق جمع کیا ہے بیان کرون - چونکہ اوس زمانہ
کی فن انشا و دلائل کے روش وسکے طور پر تہی اور اس زمانہ حال مین وسطر
ہے رنگ ہے اسلیے اسی زمانہ کے روش پر بیان کرنا زیادہ مناسب اور
موزون ٹھہرا ہر دانشمند جان سکتا ہے کہ ایک عامی شخص کا یہہ کام نہین ہے
کہ خدا کے پورے مصالح اور اسرار کو جان سکے اور ایک ٹمٹماتے ہوئے دیا کا یہہ
فعل نہین ہوسکتا کہ آفتاب عالمتاب کیطرح اپنی جوت ساری مخلوقات تک
پہونچا سکے - اوس چراغ کی روشنی جہانتک پہونچ سکیگی پہونچیگی - اور جہان اوسکی چمک نہ
پہونچ سکیگی وہان ویسا ہے تاریکی رہیگی پس آفتاب رسالت کے نور نبوت مین
جن حقایق کا کشف ہوا اور ہونا چاہیے اوس سے ہمکو معذور رکہین اور اوسکی
تمنا ہمسے نکرین اور جو کچہہ اس روشنی مین جو خود دہوندلی اور نا صاف ہے
صاف طور سے دیکہہ سکین اوسکو پانین اور جہان کہین یہہ روشنی کام نکر سکے
خود اصل منبع نور نبوت سے استفادہ انوار کا کرین ممکن ہے کہ اس تصویر
کشی مین بہت سی غلطیان ہوگئی ہون مگر تم خود کوشش کرو اور خدا کے نور
سراج منیر رسول مقبول کے پرتو ہدایت سے اپنے دلکو منور کرو اور اوسکی
کتاب پاک سے جو ھُدیً لِلمُتَّقِین اور روشن کتاب ہے استفادہ حاصل
کرو اور ایسی انہونی بات کے تمنا مت کرو کہ نہ تحقیق کرو اور نہ کوشش اور یہہ
چاہو کہ خودبخود تم سمجہہ جاؤ اور واقفین اسرار و مصالح سے بنوا ے دوستو تم
غور کرو کہ عالم مین تمہارے نسبت سارے مخلوقات کے ساتہہ کیا ہے تمہاری
نسبت ایسے بہی نہین ہے کہ جسطرح ایک بڑے دریا کی ساتہہ ایک بوند پانی کی
ہولی ہے اس زمین کو دیکہو کہ آفتاب کے بہ نسبت کسقدر چہوٹے ہے اسکی

کو سمجھتے ہین اور اونکے چال وچلن زہد وورع اوصاف انسانی مین کوئی نقص نہین پاتے اور اوسکے تعلیم توحیدی سے گنجایش انکار کی نہین دیکھتے تو اوسکے حکیمانہ اور منصفانہ نظری لیاقتونکو تسلیم کرتے ہین۔ مگر اوسکے معاد کی ہدایتون کو اور اوسکی رسالت کو ہرگز نہین مانتے اور اوس سے ایسے قطعی اور یقینی دلائل کے طالب ہوتے ہین جسکے وہ خود اکثر پابندی نہین کرتے اور جنکا ملنا محال عقل ہے ان سب ملاحدہ کے کتب اور اقوال نے اسدرجہ کی شہرت حاصل کی ہے کہ ناواقف اپنے مذہب سے بدظن ہونے لگے اور شک کرنے لگے نہ تو وہ ان دلائل اور آیات پر غور کرتے ہین جو مذہب اسلام مین موجود ہین جس سے اونکی تسکین ہو اور نہ اس بات کے کوشش کرتے ہین کہ اونکو وہ باتین جو اسرار ورموز دین کے ہین معلوم ہون پہر ایسا شخص کبھی شاہراہ مستقیم پر نہین چل سکتا اور نہ ہدایت پاسکتا ہے اون مقلدونکے اعمال واقوال کو جو مغز سخن سے غافل وظاہر پرست ہین دیکھکر نفرت کرتے ہین مگر یہہ نہین سمجھتے کہ ان بیچارونکے لئے جنمین تحقیق کا مادہ نہین تقلید ہے بہتر ہے اور خود ڈارون اور ہیکیلی اور سپڈل کے مقلد ہین جو سخت بیخبر علم معاد سے تھے اگر اپنے مذہب مین ایسے لوگونکی تقلید کی جو خدا پرست تھے تو اونہون نے ملحد بیدین کی تقلید کی اگر اپنے تحقیق نہ کی اور اوسی دایرہ پر قدم جمائے رہا تو اوسنے تحقیق کرکے کیا بنالیا بجز اسکے کہ عاملونکا مقلد بنگیا۔ جو مریض دوا اسلئے نہین کہاتا کہ اوسکو فن طبابت مین درک نہین اور خواص ادویہ سے ناواقف ہے تو وہ اوس مریض سے بے شک زیادہ دہوکہے مین ہے جو تقلیداً طبیب کے راے پر علاج کو منحصر رکہتا ہے۔

الغرض سب خرابیونکے باعث میری جوشش طبیعت وحب اسلامی نے اسبات

نیست ونابود کر سکتا ہے اور جو تمہارے تکبر و غرور کو ایک لمحہ میں توڑ سکتا ہے
اوسکے حلم کو دیکھو کہ کیونکر تمکو مہلت دیتا ہے کہ تم اب بھی سمجھو اور غور کرو تاکہ پھر
سر پیٹنا نہ پڑے اور چیخنا چلانا کچھہ کام نہ آوے وہ نہایت گاڑہی مصیبت کا دن
ہوگا یَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ ۙ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ۙ
وَلَا يَسْئَلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا ۚ يُبَصَّرُوْنَهُمْ ؕ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِيْ مِنْ عَذَابِ
يَوْمِئِذٍۭ بِبَنِيْهِ ۙ وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِيْهِ ۙ وَفَصِيْلَتِهِ الَّتِيْ تُــْٔوِيْهِ ۙ
وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ ثُمَّ يُنْجِيْهِ ۙ كَلَّا ؕ اِنَّهَا لَظٰى ۙ نَزَّاعَةً
لِّلشَّوٰى ۚ تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰى ۙ وَجَمَعَ فَاَوْعٰى اِنَّ الْاِنْسَانَ
خُلِقَ هَلُوْعًا ۙ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ۙ وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ۙ
اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ۙ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ فِيْۤ اَمْوَالِهِمْ
حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ۙ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۙ وَالَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ
وَالَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ۚ اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَاْمُوْنٍ
وَّالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۙ اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ
اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۚ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ
الْعٰدُوْنَ ۚ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ
هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآئِمُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۙ
اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ؕ یعنی جسدن آسمان امثل پگھلے ہوے
تانبے کے ہوگا اور پہاڑ مثل رنگی ہوے اون کے ہونگے اور کوئی دوست
کسی دوست کو نہ پوچھیگا اور سب عزیز دکھلائے دینگی لوگو نکو مجرم اسبات
کے خواستگار ہونگے کہ کاشکے اوس روز اونکی اولاد اور بی بی اور بھائی
اور سارے گھرانے کے لوگ جنمیں رہتا تھا اور ساری زمین بھر کی چیزیں

حاجت روائی و خدمتگذاری ہوتی ہے اور صاحب پر اوسکا فایدہ اس دوسری
شے سے یا تو کچہہ بھی نہین ہے اور اگر ہوتا بھی ہے تو جزوی اسی سبب سے ہم
کہہ سکتے ہین کہ ان سب اشیاء کی خلقت کا مقصود و غرض اسی دوسری شے
کی خدمتگذاری و حاجت روائی ہے مثلاً آفتاب کو ہم دیکھتے ہین کہ نباتات
کے نشو نما و جمادات کی رونق و بہا کا مرکز ہے تو ہم کہہ سکتے ہین کہ وہ
اسی لئے مخلوق ہوا ہے جو خدمت اوس سے لیجاتی ہے پانی کو دیکھتے ہین کہ
تمامی حیوانات کا مدار حیات اور نباتات کی روئیدگی مین بہت بڑا کار آمد
اور ضروری شے ہے اسلئے ہم کہہ سکتے ہین کہ پانی اسی غرض کے لیے
مخلوق ہوا ہے اسیطرح ہمکو شخصی اغراض پر غور کرکے ایک قاعدہ کلیہ بطور
استقرا کے حاصل ہوتا ہے کہ اس عالم مین ہر شے کی خلقت سے کوئی نہ
کوئی غرض معنوی اور ملحوظ ہے گو کہ ہمین نہ معلوم ہوا اور یہہ بھی کہہ سکتے
ہین کہ جس چیز کی اغراض کے جتنی زیادہ حاجت روا و خدمتگذار ہو
اوتنا ہی اوسکو ان سب خدام و خدمتگذارون پر فضیلت ہوگی اور اگر اس
مخدوم سے کوئی حاجت روائی و خدمتگذاری اون خدام کی متعلق
نہین ہے تو اوسکو اونپر فضیلت کلی حاصل ہوگی ورنہ علی قدر احتیاج و
تعلق استفادہ کے فضیلت ہوگی جسطرح حیوان و انسان مین کہ ساری مخلوق
عالم کے انکی خدمت و رفع حاجت کے لئے مخلوق معلوم ہوتے ہین مگر یہہ دونون
عام عالم کے لئے نہ تو کچہہ کارآمد ہین نہ اونکی احتیاج کی حاجت روا اور نہ کسی
شے کے لئے مفید اگر پانی نہو تو زندہ نہ رہ سکین ہوا نہو تو دم نہ لے سکین
جمادات نہون تو مکانات نہ بن سکین ان دونون سے اگر کوئی نہو تو
باقی عالم کے اغراض مین کچہہ نقصان دخل نہ واقع ہو پانی ویسا ہی جاری

اپنے بدلے مین دے اور وہ نجات پاوے ہرگز نہین وہ ایک لپٹی آگ ہے کہینچ لینے والی کلیجے کو بلاتی ہے اپنے طرف اسکو جسنے کہ روگردانی کی خدا اور اسکے مذہب سے اور سمیٹ بہر اس سے اور اکٹہا کیا مال اسباب کو اور حفاظت کی خدا کی راہ پر ندیا بیشک آدمی بنا ہے کچ دلا جب آتی ہے اوسپر مصیبت تو گہبراتا ہے اور جب آتی ہے کوئی بہلائی تو بخل کرتا ہے مگر وہ نمازی لوگ جو اپنی نماز پر ہمیشہ قایم ہین اور اونکے مالو نمین ایک حق معین مانگنے والے اور محروم کے لئے ہے اور جو لوگ کہ روز قیامت کے تصدیق کرتے ہین اور جو لوگ کہ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہین اسلئے کہ اونکے پروردگار کا عذاب ایسا ہے کہ کوئی بیخوف نہین ہو سکتا اور جو لوگ کہ اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرتے ہین مگر اپنی بیبیون و ملک یمین یعنے لونڈیون سے پس اونپر کوئی ملامت نہین پس جسنے اسکے سوا خواہش کی پس وہ حد سے بڑہنے والا ہے اور وہ لوگ جو اپنی امانتین اور عہد کا نباہ کرتے ہین اور جو لوگ اپنی گواہیونپر قایم ہین اور جو لوگ اپنے نماز سے خبردار ہین وہی لوگ جنت مین معزز ہین۔

باب اوّل انسان کے خلقت سے غرض کیا ہے

جب ہم عالم کی بحیثیت سلسلہ کائنات کے نہایت نظر غایر سے غور کرتے ہین تو ایک قاعدہ منضبط پاتے ہین جسپر سارے عالم کا انتظام اور اوسکا مدار ہے یعنے ہر ایک شے کے خلقت کی غرض و غایت کسی دوسرے شی کی

ہین تو اسمین دو قسم کی حالتین پاتے ہین ایک تو مثل سارے مخلوقات
کے اور دوسری وہ جسمین ہم مشارکت اس عالم شہادت کے کسی سے
کی نہین پاتے مثلاً کہانا پینا سونا جاگنا انمین سارے حیوانات شریک
ہین جسم رنگ روپ انمین سارے نباتات وجمادات معہ حیوانات کے
مشارک ہین یہہ تو مقصود خلقت انسانی کا ہو ہی نہین سکتا کیونکہ اِنکے
اوصاف تو ہر ایک حیوان مین مجتمع ہین پہر کیونکر اوسپر فضیلت انسان
کو ہوگی اور اگر یہی مقصود اوسکے خلقت کا تسلیم کر لیا جاوے تو یہہ یہہ انسان
کس مرض کی دوا ہوگا ظاہر ہر گوشت پوست رنگ وروپ کی ہماری
ضرورت نہ تو کسی مخلوق کو ہے نہ ہم کسیکی غذا ہو سکتے ہین اور نہ ہم کسی
مرض کی دوا نہ ہمارے چمڑے کی اونکو ضرورت نہ ہماری ہڈیون کی اونکو
حاجت ظاہر ہے پس یہہ اجزا و اعضاے انسانی مقصود خلقت انسانی نہین معلوم ہوتے
اب یہہ لازم ہوا کہ یہہ خود کسی دوسری خدمت کے لئے مخلوق اور کسی دوسرے
مستفید کے لئے مفید ہو جب ہم عالم کے وسیع وطولانی دایرہ مین غور و فکر کرتے ہوئے
تہک جاتے ہین اور کسیکو ایسا نہین پاتے جسکے لئے یہہ اجزای انسانی
ضروری وکار آمد ہون تو ہم انسان ہی کے اندر غور کرتے ہین کہ آیا کوئی شئے
خود اسمین ایسی ہے جسکے خدمت کے لئے یہہ مخلوق ہو تو ہم اوسکے اندر ایک
جزو راس الاجزا پاتے ہین جو تمام عالم مین ہم نہین دیکہتے اور وہ قوت عقلی
یا روح یا عقل کے نام سے موسوم ہے عجب نہین معلوم ہوتا کہ یہہ سارے اجسام
اور سب اشیا اوسیکے خدمتگذار ہون یہہ نتیجہ نہایت صحیح مستخرج
کیا گیا ہے کہ انسانی خلقت سے روحانی خدمتگذاری مقصود ہے پس فضیلت روح کی ساری کالبد انسانی و نیز
تمام عالم پر ثابت ہوئی کیونکہ تمام عالم کالبد انسانی کے لئے اور یہہ کالبد روحانی خدمتگذاری کے لئے

رہے روئیدگیان ویسیاہی آگتی رہین ہوا ویسا ہی چلتی رہے پس ادنی
تامل سے ایک صاف نتیجہ مستخرج ہوتا ہے کہ بے تعلقی و عدم احتیاجی مخدوم
کی خادم اور متبوع کی تابع و مستفید کی مفید پر موجب اسکے فضیلت تحکمی یا جبری
کی ہوتی ہے اب ان حیوانات و انسان کی خلقت کی غرض و غایت کچہہ نہ کچہہ
ضرور ہونی چاہیے ہم سب حیوانات اور ساری مخلوقات عالم کو انسان کے
اغراض کے معین اور اونکی حاجات کے حاجت روا و خدمتگذار پاتے ہین
مگر انسان سے اونکے کچہہ غرض و کچہہ حاجت متعلق معلوم نہین ہوتی ہے
اور اگر ہے بھی تو فقط وہ انکی خدمتگذاری و جلب منفعت کے غرض سے ہے
وحشی جانورونکو دیکہو کہ وہ خود اپنا پیٹ پال لیتے ہین اونکا نہ کوئی
معالج ہے جو علاج کرے نہ کوئی محافظ ہے جو اونکی حفاظت کرتا ہو اونکا
معالج اور اونکا محافظ اونکی خود طبیعت نوعی ہے اگر ہم نہ ہون تو اونکا کوئی
کام رُکا نہ رہ جائیگا اور نہ اونکی پرورش و پرداخت مین کچہہ خلل واقع
ہوگا ہم اپنے جلب منفعت کے لیئے اُنکی خدمت کرتے ہین نہ یہہ کہ ہم اونکے
خادم یا مطیع ہون اور نہ ہماری خلقت سے یہہ غرض مطلوب ہے پس
انسانکو بالکل افضلیت حیوانات و نیز تمام عالم پر ہوئی جیسا کہ خدا نے
فرمایا خَلَقَ لَکُم مَّا فِی الاَرضِ جَمِیعًا یعنی اور زمین کی ساری چیزین
تمہارے لئے پیدا کین جب یہہ قاعدہ مستحکم ہم صفحہ عالم پر مسطور
پاتے ہین کہ ہر شے کی خلقت سے کسی دوسرے کی حاجت روائی مقصود
ہے اور مخدوم کو تابع پر علاوہ قدر بے تعلقی و عدم احتیاجی فضیلت ہوتی
ہے تو ہم انسانکو بھی ضروری ہی سمجہینگے کہ یہہ بھی کسی نہ کسی خاص خدمت کے
لئے مخلوق ہوا ہے اسلیئے ہم انسانکی حالت اور اوسکی ترکیب پر جب نظر کرتے

بقاے صحت جسم ضروری ہے اور اون مفاسد اور مضار کو رفع کرے
جو اسکے اغراض کے تکمیل مین ہارج ہین لہذا اب صرف علم حکمت ہی مقصود
خلقت روحانی ٹھہرا پس ہم علم حکمت کے غرض اور نتیجہ پر غور کرتے ہین کہ
روحانی مقصود یہہ کیونکر ٹھہرا اور ہمارے علم و جہل سے کیا نفع و نقصان
ہے ہم ایک حکیم کو دیکھتے ہین کہ وہ بڑا دانشمند تہا اور جاہل کو دیکھتے
ہین کہ وہ جانور سے بہی بدتر تہا حالانکہ حالت حیات مین جاہل مال و
دولت جاہ و ثروت خوشی و راحت دنیاوی سے مالامال تہا اور وہ
حکیم فقر فاقہ تنگدستی و مفلسی مین مبتلا اور مرنے کے بعد دونون یکسان خاک کے
لقمہ گور ہوگئے۔ علم کے نہ جاننے سے جاہل کو کیا نقصان حالت حیات مین
اور عالم کو کیا فایدہ بعد ممات کے ہوا اگر یہہ نیکنامی کے ساتھہ کچھہ روز زندہ
رہا اور بعد ممات کے بہی نیکی کے ساتھہ یاد کیا گیا تو اکثر جاہل خوش اخلاق
و نیکدلی کیوجہہ سے اسی نیکی کے ساتھہ مشہور ہوتے ہین پس در حقیقت
نیکنامی خوش طینتی و نیک دلی کے وجہہ سے ہے نہ کہ علم و حکمت کے جاننے سے
ہمکو اس خیال سے سخت دقت پڑی ہے کہ جب مقصود روحانی
علم حکمت ہوا اور علم حکمت سے کچھہ نتیجہ نہ نکلتا ہو تو یہا نپر وہ قاعدہ باطل
ہوا جاتا ہے کہ ہر ایک چیز کے خلقت سے کوئی نہ کوئی نتیجہ ضرور ہونا چاہئے
اور یہان علم حکمت کے جاننے سے کوئی نتیجہ نہین معلوم ہوتا پس ہم یقیناً کہہ
سکتے ہین کہ اس علم حکمت سے یہہ مقصود ہرگز نہین ہے کہ خواص اشیاء
و انتظام عالم کا معلوم ہو جاوے کیونکہ خواص اشیا سے اگر اغراض جسمانی
پورے ہوئے تو وہ خدمتگذاری جسم کی ہوئی نہ روح کے لہذا روح کے
مقاصد علم حکمت کے جاننے سے دوسرے ہونگے اور اونکا نتیجہ بہی ضرور کچھہ

مخالفت سے مزا ملتا ہو جب ہمکو کوئی تشفی دہ دلیل نہین ملتی تو ہم اس علم
حکمت کے اندر غور کرتے ہین تو یہہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک ذرہ بھی بلا کسی سبب
وعلت کے نہین ہوتا اور ایک تنکا بھی بلا کسی محرک کے نہین ہلتا اسلیے بیشک
اس عالم کا کوئی صانع و منتظم ضرور ہوگا جسکی معرفت مقصود علم حکمت سے
ہے علاوہ اسکے روح مین ایک بیحد اسباب کے پاتے ہین کہ اوسمین ایک
ایسا اثر رکہا گیا ہے جو ہر شے کی حقیقت کے جاننے کے طرف اوسکو
مائل کرتا ہے اوسکو جب یہہ معلوم ہو جاتا ہے کہ اجتماع کواکب کیا اثر ہوتا ہے
ستارونکی گردش سے اختلاف سنین و حوادث کیونکر ہوتے ہین اس
حقیقت کے جان لینے سے اوسکو نہایت ہی تسکین و تشفی ہوتی ہے چونکہ
اس حقیقت کے شناخت کی انتہا فقط ایک ہی علت العلل پر ہوتی ہے اسلیے
اوسکی شناخت و معرفت سے اوسکو اصلی خوشی کیونکر حاصل نہوگی سمارے
صنایع و بدایع عالم کے جاننے سے مقصود تربیت و پرورش جسمانی ہونا
ہرگز صحیح نہین ہو سکتا جیسا کہ ابھی اوپر ثابت کر چکے ہین کہ غرض و غایت
روح کی علم حکمت سے تربیت جسمانی ہرگز نہین ہو سکتی پس اس علم حکمت کا نتیجہ
فقط یہی باقی رہا کہ اوس علت العلل حکیم و صانع مدبر و قادر کی شناخت مقصود
ہو۔ اب ہمکو یہہ غور کرنا چاہیے کہ کسطور سے اس علم کے جاننے سے روح
کا مقصود اصلی حاصل ہوتا ہے اور اوسکے جہل سے نقصان چونکہ علم حکمت
کا جاننا عین مقصود روحی ٹہرا اور روح مین علم کے جاننے کیطرف ایک
طبعی میلان ہے لہذا انتہاے علم علم حقیقی کے سواے دوسرا علم کیونکر
ہو سکتا ہے اور چونکہ ہم دیکہتے ہین کہ معلومات عالم کا تعین حیات ہی
تک روح کے ساتہہ وابستہ ہے اسلیے یہہ معلومات اوسکا عدم ابدی

نتیجہ ہوگا اب ہمکو غور کرنا پڑا کہ اس علم کے جاننے سے روحانی اغراض
کیونکر پورے ہوسکتے ہین اور وہ کیا ہین ہم پھر عالم کیطرف اپنی نظر پھیرتے
ہین تو یہانپر ہمکو ایک اور قاعدہ معلوم ہوتا ہے جو انسان کے ساتھ
مخصوص وخاص ہے یعنے علم سیاست مدن وحسن معاشرت مگر یہہ دونون
قاعدے جسمانی فوائد کے لیے کارآمد پائے جاتے ہین اسکی عمیق تہ مین
غور کرنیسے سیاست مدنین ایک اور بات پائی جاتی ہے جو مسئلہ
سزا وجزا ہے یعنی مخالف سیاست مدن کو سزا ملتی ہے تاکہ حسن
معاشرت اسکی درست ہو اور موافق کو جزا تاکہ اوسکے فوائد سے اچھی
طرح منتفع ہو اور جبکہ یہہ نتیجہ بھی سکین وہ نہین ہوتا اسلیئے کہ ان
سبکا ماحصل فوائد جسمانی ہے تو اس حالت سے ہمکو ایک بڑا تردد پیدا ہوتا ہے
کہ ہم بھی مثل اون دہریونکے اسبابکا اقرار کرلین کہ عالم یونہی ہوا ہے
اور یونہی ہوتا چلا جائیگا مگر اس قاعدیکے خلاف ورزی کی ہم کوئی وجہہ
نہین پاتے کہ ہر شے کی خلقت سے کوئی غرض وغایت ضرور ہوتی ہے
سارا عالم انسانکے لیے اور کالبد انسانی روح کے لیے ہوا اور روح کو
اس علم حکمت کے جاننے سے جب کوئی نفع وضرر ہو تو یہہ بات لازمی طور
سے ماننی پڑتی ہے کہ اس عالم مین اوسکے جاننے سے جب کوئی نتیجہ نہین
معلوم ہوتا تو عجب نہین کہ اسکے لیے کوئی دوسرا عالم مابعد الحیات ہو
اب ہم اعمال جسمانی وطریقہ مکافات اعمال وقصاص انسانی پر جب غور
کرتے ہین کہ جب خلاف ورزی قانون انتظام عالم سے اوسکو سزا
ملتی ہے تو اس رائے کو درست سمجھ پاتے ہین کہ عجب نہین کوئی ایسا
قاعدہ اس روح کے لیے ضرور ہو جسکے پابندی سے اسکو جزا وسزا ملے

مقصود روحی ہے اور چونکہ اوسکے فوت ہونیسے مقام یاداش ایک
دوسرا عالم قرار دیا گیا اب وہانکی کیفیت اور نتیجہ اعمال جو اس عالم مین ہمنے کئے
ہمکو کیونکر معلوم ہو۔ پس اسلیئے یہہ امر ضروری ہوا کہ ہمکو یہہ بات بخوبی معلوم
ہونی چاہیئے کہ کن اعمال سے روحی مقصود حاصل ہوگا اور کن سے فوت
ہوگا اور اس قسم کے عمل درآمد سے فوت ہوگا ہم اس عالم مین غور کرتے ہین
تو جہل کی کیفیت فقط اسمین منحصر نہین پاتے کہ وہ سنے مجہول مطلق ہو
بلکہ ایک دوسرے قسم کا جہل پایا جاتا ہے جو کہ دوسرے درجہ پر اوس
جہل کے ہے مثلا ہم زار کو روس کا بادشاہ تسلیم کرتے ہین مگر اوسکے
ساتھہ اور شرکا کو بھی شریک مملکت مانتے ہین یا جو قدرت و اختیارات
واحکام اسکے نافذ اس ملک پر سمجھتے ہون اوسی طور سے کسی دوسرے
شخص کے بھی مانتے ہون یا جو تعظیم مخصوص اوسکے لیئے ہو ویسی ہی دوسرے کی بھی
کرتے ہون پس درحقیقت یہہ بھی جہل اوسکی حکومت اور قدرت اور
عظمت کا ہے اسکو سچے علم سے کوئی مناسبت نہین ہے اسیطور سے اوس
علت العلل کی معرفت ذات کے بعد یہہ لازم ہوا کہ اوسکے صفات اور
تعظیمات مین بھی کسی قسم کا جہل نہو ورنہ درحقیقت روحی مقصود
مراد یعنی معرفت سے حاصل نہوگا۔

جب ہم ان سب وجوہ پر غور کرتے ہین تو ہمکو اس بات کے ماننے
مین کچھہ دقت نہین ہوتی کہ ہر انسان کا یہہ کام نہین ہے کہ اوسکی ذات
وصفات کی کما ینبغی شناخت کرسکے خصوصًا اوسوقت جبکہ حکما کے حالات
کو دیکھتے ہین کہ کوئی ملحد کوئی مشرک کوئی بت پرست تھا جنکے بیان سے
تواریخ یونان و مصر کے صفحات بھرے ہین۔ جبکہ حکما کے عقول اکا[illegible]

ہرگز نہین ہوسکتا ہے لہذا روح کا تعلق ایسے معلوم کے ساتھہ ہونا چاہیے بلکہ اوسکا علم اور اوسکا تعلق ہمیشہ روح کے ساتھہ ہو بجز اسکے کہ فقط معرفت اوسکی ذات وصفات کے مقصود ان معلومات سے ہو دوسرا نہین ہوسکتا کیونکہ اول تو تعلق اوس صانع کا ابدی ہے دویم حقیقی علم کا مدار او نہین وہی ہے تیسرے مابعد الموت بہی اوسکا تعلق اسیطورسے رہ سکتا ہے جسطورسے ماقبل الموت ہے اب اس جا پر ایک نیا حیرت انگیز سوال اور سخت اشکال یہہ پیدا ہوتا ہے کہ مابعد الموت روح زندہ رہیگی یا نہین ہم اسکو اسطرح ثابت کر لیتے ہین کہ بیشک وہ رہیگی کیونکہ جب ہم اس عالم مین ہر جسمانی گناہ اور نیکیونکے لیئے جزا اور سزا پاتے ہین تو پہر ہمکو اس باتکے مان لینے مین کیا دقت ہوتی ہے کہ روح کے لیئے بہی کوئی جزا و سزا کا عالم ہو چونکہ ابہی ہم ثابت کر چکے ہین کہ اس عالم مین روحکے اغراض نہ پورے ہونیسے اس عالم سے اسکو نہ کوئی خوشی نہ کوئی رنج پہنچتا روحی مقصود فوت ہونیسے ضرور ہوا کہ اوسکو سزا جہل صانع سے ضرور ہونی چاہیے تاکہ اصل حکمت روحکے خلقت کا بیکار نہ ٹہرے روح کی خلقت کا کوئی مقصود نہ ٹہرانا اس سے زیادہ بیوقوفی کیا ہوسکتی ہے اور چونکہ اجسام روحکے کام کے معین و حاجت روا پیدا کیئے گئے ہین اسلیئے روحانی غرض اونکی تربیت و پرورش کی ہرگز نہین ہوسکتی کیونکہ اگر روحانی غرض ورستی جسم کی ہو تو علاوہ مقاصد مذکورہ بالا و نقض قاعدہ تکوین اجسام مخدوم وارواح خادم ہون پس انسانکو ہرگز فضیلت دیگر مخلوقات پر نہوگی و یہہ بالکل باطل ہے۔

اب یہہ بات بخوبی ثابت ہوگئی کہ معرفت ذات وصفات علت العلل

یعنے جسکی تعلیم توحید سکھانہ مین کامل ہو توحید فی الذات اور توحید فی الصفات
و توحید فی العبادات کا پورا بیان ایسے انداز حق نما کے ساتھہ ہو جس سے خدا
بر حق کا اپنی ذات اور اپنے صفات مین یکتا ہونا مثل عینیات کے محسوس ہو
اسکی تمامی پند و موعظت کی خاص غرض و غایت ذات الہی اور اوسکے سارے
اوصاف و کمالات کا اظہار ہو وہ اپنے پسندیدہ اقوال و برگزیدہ اعمال سے
دنیا کو یہہ دکھلاوے کہ خدا جسطرح اپنے ذات و صفات مین یکتا ہے ایسی
اوسکی جو خاص تعظیمات و عبادات ہین اوسمین بہی کوئی اوسکا شریک نہین
ہے اور نہ وہ کسی غیر کے لیئے کیجا سکتی ہین اسلیئے کہ شرک فی العبادت منجر
بشرک فی الصفت ہو جاتا ہے۔

دوسری معرفت یہہ ہے کہ اوسکی تعلیم عامہ اخلاق حسنہ انسانی
پر حاوی و شامل ہو کوئی اصل اصول اخلاق انسانی ہین سے ایسی
نہ پائی جائے جسکا منشاء ماخذ اوسکی تعلیم مین نہ ہو کیونکہ انسان کی سرشت
مین تین قسم کا تعلق پایا جاتا ہے ایک تعلق اوسکا مبدء المبادی یعنی اپنے
خالق کے ساتھہ۔ دوسرا اوسکے جسم کا اوسکے روح کے ساتھہ تیسرا عام
مخلوقات کے ساتھہ علی قدر الحاجت بحسب الضرورت اور ان تعلقات
کا اعتدال کے ساتھہ قایم رکھنا اور اسپر عمل درآمد کرنا خلق کے نام سے
معبر ہوتا ہے خالق اور مخلوقات کے مابین جو تعلقات ہین اونکا اعتدال
متفرع توحید کے پوری معرفت پر ہے مثلا توکل جو ایک خاص واسطہ علاقہ
بین الخالق و مخلوق ہے یعنے مخلوق کا ہر امر مقصود و مطلوب مین اوسی ذات واحد
پر بہروسا کرنا رضا یعنے اوسی سے ہر حال مین راضی رہنا تسلیم یعنے اوسکے احکام
کے سامنے گردن جھکا دینا صبر یعنے اوسکے بلا و نعمت ثابت و مستقل رہنا غرض

ربّ النوع انسان کے بننے کا استحقاق رکہتے ہین یہہ حالت ہو تو درحقیقت تمامہ خلائق کے عقل کا یہہ منصب نہوگا کہ وہ بغیر تعلیم سچے طور سے طریقۂ نجات کو جان جاوین جب ہم اعلے ترین مقصود معلومات کا اوس جلیل کی شناخت اور مدار نجات کا اوسکی معرفت پر منحصر جانتے ہین تو اوسکے ماننے مین ہرگز تامل نہوگا کہ جسکے لئے کوئی ایسا ذریعہ ضرور ہونا چاہیئے جسکے لیے عصمت لازمی ہوتا کہ نوع بشر نجات پاسکے تمام مخلوق و حکما کی حالت ابہی معلوم ہوچکی کہ اونکے عقول ایسے نہین ہین جنکے لئے عصمت خطا سے لازمی ہو لہذا اس نوع بشر مین بعض ایسے اشخاص کا ہونا ضروری ہے جنکے اوپر پورا بہروسا ہوسکے خدا کی رحمت کا اقتضا یہہ نہین ہے کہ ہمکو ایسی بات کی تکلیف دے کہ جسکے لئے کوئی وسیلہ مہیا نکرے پس ایسے لوگ انبیا علیہم السلام ہین جو درحقیقت بباعث سلامت عقل و نور بصیرت و علوّ فطرت کے اس سے معصوم ہین کہ ان حقایق کی شناخت اور علم حکمت مین غلطی کرین اسواسطے ہمکو اب ان انبیا کے شناخت مین دقت پڑی تا کہ مکّار کو راست کردار سے اور شعبدہ باز کو اہل سے تمیز ہوسکے اسلئے اونکی معرفت کے چند قواعد بیان کرتے ہین تاکہ اونکی شناخت مین دقت نہو اور معصوم غیر معصوم سے ممتاز ہوجاوے۔

باب معرفت انبیا

معرفت اوّل سچا نبی وہ ہے جو سچی راہ نجات کی انسان کو دکہلا دیوے اور دائرہ دولت اور جود سمر مدی تک اوسکی رہبری کرے

ہے اگر عدل نہوگا تو موجب فتنہ و فساد کا ہوگا حلم نہوگا تو ہمیشہ موجب کشت وخون کا ہوگا سخاوت نہوگی تو ہمیشہ حرص و بخل دامنگیر ہوکر اوسکو ترقی کمالات انسانی سے محروم رکھکر جسمانی حوایج کیطرف مصروف رکھینگے اب پوری تعلیم و تکمیل مذہب کے ان تعلقات و اخلاق کے اعتدال و پابندی سے ہوسکتی ہے اگر دنیا سے بالکل قطع تعلق ہی کرنا مان لیا جاوے تو اس عالم کی بہیہ حیرت وہ شاندار حالت وحیثیت ایک مہیب ہوکے عالم اور خرابہ سے بدلجاوے و انتظام تمدن کا بالکل مسدود ہوجاوے اور اگر اسکے حصول مین بالکل افراط ملحوظ رکہا جاوے تو اعلی غرض تکملہ نفس و ترقی مدارج کمال علمی فوت ہوتی ہے اسی لیے اسی اعتدال کے قایم رکھنے کی نظر سے مذہب کو ہمیشہ ضرورت پڑی کہ اسکا خیال و لحاظ رکہے کہ نہ ضرورت سے زیادہ اور نکم حاجات جسمانی حاصل کرنیکی تعلیم دے بعض اوقات بعض انبیا علیہم السلام نے بعض احکام اس اعتدال حقیقی کے نظراً الے العلۃ الخاصیۃ خلاف بتلائے ہین جسطرح علت غلبہ صفرا کیحالت مین مریض صفراوی کو طبیب شیرینی سے احتراز کرنا بتلاتا ہے جو عموماً ہر صحیح کو مرغوب و مفید جانتا ہے جیسے حضرت عیسی علیہ السلام نے بباعث قساوت قلبی و سنگدلی و پابندی رسومات ظاہری جو علت سلجاوزعن الاعتدال تہین یہودیونکو حکم رہبانیت دیا جو فطرتاً انسان کے لیے مکروہ و حرب تہی تاکہ اونکی دلونسے حب جاہ ومال کا جو نتیجا وزعن الاعتدال تہا جاتا رہے طبایع اعتدال حقیقی پر اجاوین دوسرے الفاظ مین تعلقات عام مخلوق کے ضابطہ عمل در آمد کا تشریح یون ہوسکتی ہے کہ ہر ایک قوا و اعضاے انسانی کی

وغیرہ تعلقات انسان کے خداے پاک کے ساتھہ ایسے ہین کہ اگر ان
تعلقات مین اوسنے افراط و تفریط کی مثلاً کسی دوسرے پر بہروسا کیا
یا بالکل اپنے تئین مجبور محض مثل جمادات کے تصور کرکے ترک تدبیر کیا یا
اوسکی بلا پر صابر نہوا تو ہرگز اعتدال حقیقی حاصل نہوگا بلکہ سلب نفس
تعلقات کا لازم آئیگا اور یہہ امر خارج از بحث بمعنی عدم معرفت ذات
حقہ واحدہ اللہ پر ہے پس توحید بھی پوری نہوگی دوسرا تعلق خود اوسکے
روح کا اوسکے جسم کے ساتھہ ہے چونکہ روح کو جسم سے چند ایام تک
بقدر ضرورت کام لینا مقصود ہے اسلیے جسم کی بقا و صحت کے فکر و تدبیر
اوسکے ذمہ لازمی ٹہری کہ وہ ترقی علمی پورے طور سے کر سکے اسلیے اوسکو
اوصاف شجاعت و صبر و قناعت وغیرہ کی ضرورت پڑی تاکہ خواہشہاے
جسمانی کے حصول مین ان اوصاف کے ذریعے سے اعتدال ملحوظ رہے
اگر قناعت و صبر اوسمین نہونگے تو وہ ساری عمر عزیز اپنی جسمانی حوایج
کے رفع مین بسر کردیگی اور اگر شجاعت نہوگی تو اپنی خواہشونکو مقہور
و مغلوب نہ رکھہ سکیگی اگر بالکل انہماک جسمانی حوایج کے حصول مین ہوگا
تو ترقی جوکہ مقصود و مراد ہے فوت ہو جاویگی اور اگر بالکل حوایج جسمانی
سے ترک تعلق کیا جاوے تب بہی علمی ترقی نہ کر سکیگی کیونکہ بلا حصول
حوایج جسم قیام صحت جسم محال ہے جس سے روح کے افعال کا بہی صحیح
رہنا مشکل بلکہ محال ہے تیسرا تعلق تمام مخلوق کے ساتھہ اسلیے ہے
تاکہ بقدر ضرورت حوایج جسمانی رفع ہوتے رہین اس اختلاط کے وجہہ سے
بہت سے اوصاف مثل عدل و انصاف و حلم و سخاوت و راستی وغیرہ
کی ضرورت ہوئی چونکہ انسان کے ساتھہ ضروریات و احتیاجات کا تعلق

خلقت سے کچھ مقصود بالذات ہوگا پس جو عضو جس کام کے لئے مخلوق ہوا ہے
اوس سے کام کے لینے کی ہدایت ہونی چاہیئے جسطرح روح علمی ترقی کے لئے
مخلوق ہوئی ہے اوسکو اوسی کام کی تعلیم ہو جسم بقاے سلسلۂ توالد وتناسل
کے لئے ہے اوسکو اوسی کام کے لئے ہدایت ہو حواس خمسہ ظاہری و
باطنی احساس ادراک علوم معین حکمت وحصول تسہیل دیگر حوایج کے
لئے مخلوق ہوئے اونکے اعتدال سے تجاوز نہ ہونے دے یعنی مطابقت
اصول پر اور مخالفت اصول اتم کی مقصود ہو اسیکا نام فطرت ہے خداوند
تعالی نے فرمایا فطرت اللہ التی فطر الناس علیہا لا تبدیل لخلق
اللہ ذلک دین القیمۃ فطرت خدا کی جسپر پیدا کیا خدا نے آدمی
کو نہیں بدل اوسکے خلق کو نہیں ہے اور یہی ہے دین مضبوط اور استوار
تیسرے معرفت سچا نبی وہ ہے جسکی تعلیم مین انبیاے سابق کے
مخالفت عامہ عقاید و اصول کلیہ پر واثم مین نہو گو جزئیات اعمال مین تبدیل
وتغیر حسب تقاضاے وقت وضرورت امت ہو مگر اصول عام انکے اسکی تعلیم مین بیکل محفوظ ہون
چوتھی معرفت یہہ ہے کہ احکام محافظ اخلاق ایسے عمدہ اور دلکش
طور سے بیان ہون جس سے حصول اخلاق جو خلط بین الخالق
والمخلوق وبین الروح والجسم وبین الانسان وبنی نوعہ سے
ہوتا ہے آسانی سے ہو جبکہ ہم دیکھتے ہین کہ اخلاق کی خرابی ہمیشہ افراط
حد وحق سے تجاوز کرنیسے پیدا ہوتی ہے تو اوسکے لئے ایسے قواعد ضابطہ
کی ضرورت ہوئی کہ جسکے پابندی سے ہر انسان تقریباً حقیقی حد اعتدال
پر قایم رہے توحید کے لئے ان باتونکی تکمیل کی ضرورت ہے کہ عقاید
وخیالات واعمال سے شرک فی الذات وفی الصفات وفی العبادت

ہون یا ایسی باتین جس سے خدا کی عظمت و اوصاف وعصمت مین عجز ونقصان پایا جاتا ہو جیسے کسی جسم مین حلول کرنا یا اوسکا معطل ہونا وغیرہ

دسوین معرفت یہہ ہے کہ بپابندی ان امور بالا کے اگر معجزہ اوسکے ساتھہ ہوگا تو وہ بہی علامات نبوت سے ہے ورنہ کوئی شعبدہ وکرشمہ دکہلانے سے نبی نہین ہوسکتا۔ اصل معجزہ کے معنی یہہ نہین ہے کہ ما فوق فطرت انسانی یا بلا اسباب کوئی نئی بات ظہور مین آوے [۱]

[۱] جبتک کہ روح کی خاصیتون پر بالتفصیل بحث نہین کیجاویگی اوسوقت تک یہہ دعوی کہ معجزہ خلاف فطرت نہین ہے محض ادعا ہی ادعا ہے لہذا استقرا سے جو کچہہ ہمکو معلوم ہوا ہے اوسکو ہم بیان کرتے ہین مگر انحصار انہین خواص پر خاصیتون روح کا نہین ہوسکتا جسقدر اور آیندہ ثابت ہونگی اوسیقدر معجزات کا ثبوت زیادہ تر ہوتا جائیگا بلکہ درحقیقت دیگر خواص نفوس کے اور ہین جنکا ظہور مقتضائے نبوت کے ساتھہ مشروط ہے۔

خاصیت اوّل۔ روح مین ایک قسم کا اثر ایسا ہے کہ وہ واقعات عالم کو دیکہکر اپنے اقتضائے طبعی انکے موافق رنج وغم وخوشی برداشت اوصاف رفق ولینت وقساوت وغیرہ حاصل کرلیتی ہے اور ان افعال کے تکرار سے اوسمین ایک ملکہ راسخہ ایسا ہوجاتا ہے کہ اوس سے ویسے افعال بلاتکلف صادر ہوسکتے ہین عبادات کی اصل یہی ہے کہ بتکلف عجز وعبودیت وخشوع وخضوع وصبر وتحمل کرنے کو ضعف وصعف طبعی ہوجاتا ہے۔

خاصیت دوم۔ جب ہجوم افکار سے ذہن خالی ہوتا ہے تو وہ ہر معاملات

ہے اور اوسکے نہ ملنے سے ان اوکی نیت مین فساد پیدا ہوتا ہے کہ جبر و
ظلم اور مختلف طرایق سے ملنا ممکن ہو حاصل کیا جاوے پس ظلم و جبر کے
بچنے کے لیے ضرور ایسے قواعد مقرر ہونا چاہیئے جو بالکل انصاف کے
مطابق ہون اور جنکی پابندی سے عمداً و سہواً انسان مرتکب اون
جرایم کا نہو۔

پانچوین صفت یہہ ہے کہ وہ خود متخلق بہ اعلی ترین اخلاق ہو اور اوسکے
اقوال و اعمال و عقاید مین ذرہ بھی مخالفت نہ از روے عقل کے اور نہ از رو
بیانکے ہو اور نہ اوسمین اوصاف ذمیمہ و خصائل رذائل کبر و عجب و ریا و
طمع و بخل وغیرہ ہون۔

چھٹی صفت یہہ ہے کہ قبل نبوت کے بھی کذب و بہتان و بداطواری
کے ساتھہ متہم نہو بلکہ انوار فطرت سلیمہ و اوصاف حمیدہ کے اوسکے
اعمال و افعال سے جھلکتے ہون۔

ساتوین صفت یہہ ہے کہ اخبار ماضی و مستقبل جو کچھہ انبیاے
سابق نے بیان فرمایا ہو اوسکی تکذیب یا انکار اسکی تعلیم سے
نہ لازم آتا ہو بلکہ خود تکذیب انبیا یا اونکے عقاید یا کتاب منزل من اللہ
کی ہوتی ہو کسی قسم کا حرف اونکے اطوار و عادات پر نہ آتا ہو۔

آٹھوین صفت یہہ ہے کہ کوئی حکم یا محافظ حکم خلاف فطرت و اصول
جبر و ظلم و حکمت کے نہو اور احکام شرعی مصالح و مفاد شرعی و حکمت
پر مبنی ہو تو وہ باتین جو حکمت کے مخالف ہون یا جس سے کسی امر بدیہی
و واقعہ کی تکذیب و تردید لازم آتی ہو نہون۔

نوین صفت یہہ ہے کہ محالات ما فوق العقل اسکی تعلیم مین بیان

از سوئے کینہ کینہ واز سوئے مہر مہر وہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا **الارواح جنود مجندہ فما تعارف ائتلف وما**
تناکر منہا اختلف - ارواح آپسمین ایک فوج ہین جو گروہ کے گروہ بنائے
گئے ہین پھر جنہین آپسمین معرفت ہوگئی وہ مالوف ہوگئین اور جنہین مناسبت
نہوئی وہ مختلف ہوگئین اسی معنی کو خداوند تعالی نے فرمایا ہے **انک**
لا تہدی من احببت کہ آپ نہین ہدایت کرسکتے جسکو چاہتے ہین

خاصیت پنجم ایک اور قسم کا جذب مقناطیسی حیوانی ہے جسکے
باعث سے عامل سلب حواس کرلیتا ہے اور معمول پر بباعث اپنی قوت
کے اپنا اثر ڈالتا ہے مسمریزم والے اسقوت کے باعث لوگونکو بیحس کردیتے
ہین اس قوت کے زور دینے سے اسقدر انجذاب ہوتا ہے کہ اونکی کیفیت
زائل ومغایر ہوجاتی ہے بلکہ بعض لوگونسے بیساختہ ویسے ہی وہ افعال
صادر ہوتے ہین جنکو عامل چاہتا ہے لنڈن مین سیکڑون ہین جو لوگ میز کو زمین
سے معلق کرلیتے ہین - ڈاکٹر گریگری صاحب نے اپنی کتاب مین اسبات
کو لکہا ہے کہ بعض اجسام فرش زمین سے بباعث قوت جاذبہ قوی ہونے
عامل کے ہوا مین معلق ہوگئے ہین - چنانچہ ڈاکٹر اسڈیل صاحب کلکتہ مین بعض
مریضونپر عمل جراحی بیحس کرکے بعوض کلوروفارم کے کرتے تھے -

اس عمل کی ایک خاصیت یہہ بہی ہے کہ سلب امراض اس سے کرلیتے ہین -
اسکی وجہہ یہہ ہے کہ عامل اپنے قوت مقناطیسی کے ذریعہ سے جب خیال بباعث
تصور حرارت یا برودت حسب خاصیت ثالث اپنے اوپر غالب کرکے معمول
پر اوسکا استفاضہ کرتے ہین تب معمول کے مرض مین بہ باعث تغیر
نظام عضوی تبدیل بباعث حرارت یا برودت کے ہوتی ہے - چنانچہ ڈاکٹر

پر نہایت خوبی کے ساتھہ غور کر سکتی ہے اور اوسکے ہر پہلو تک نظر
اوسکی پہونچتی ہے یہہ اصل خدا کے اوصاف پر غور کرنے کی ہے جسکو مراقبہ
کے ذریعہ سے جہاں بالکل طبیعت ماسوا سے صاف و فارغ ہوتی ہے حاصل کرتے ہین
خاصیت سوم اوسمین ایک یہہ بھی حالت ہے کہ جب وہ کسی لفظ کی معنی یا کسی شئے کی صفت
کا تصور کرتا ہے تو اوس معنی و صفت کے تصور سے حسب خاصیت اول وہ اوسکا موصوف
و صفت ہو جاتا ہے مثلاً اگر عشق کے مضامین پر غور کرین اور جسکو چاہتے ہین اوسکا
دہیان و تصور کرین تو وہ حالت ہمپر غالب ہو جاویگی اور ہمارا عشق ترقی کر جاتا
ہے بطور جبکہ ہم خدا کے کسی صفت کو غور کرینگے تو اوس صفت کے باعث سے
ہمپر کسی قسم کا اثر ہوگا جیسے رحمن کی معنی کا جب ہمنے تصور کیا تو اوسکے
نقش کرم کا ہمارے دل پر بہت بڑا اثر ہوگا یا جب ہم قہار کے معنی کو تصور
کرینگے تو اوسکے غلبہ و سطوت سے ہمکو سخت خوف پیدا ہوگا یہہ اصل
وجہ اوس بات کی ہے کہ جسمین خدا کی عظمت و ہیبت کی صفت کو اپنا اور پرورد
اسکے ظاہری کرنا مقصود ہے تاکہ اوسکی حضوری کے باعث معصیت
کیطرف طبیعت راغب نہو اور اسی باعث سے خدا کی محبت بہ تصور اوسکے
افعال و صفات و ذات سے بالجبر پیدا کرائی جاتی ہے تصوف کے یہی معنی ہین
خاصیت چہارم - اوسمین ایک قسم کا انجذاب مقناطیسی ہے کہ وہ قوم
لوگونکے قلوب کو جنمین مناسبت طبعی ہوتی ہے اپنے جانب کہینچتی ہے گو کہ
اونکو قصد ایک دوسرے کے میلان خاطر کا آپسمین نہو جسطرح ہر وقت بیٹہنے
اور اوٹہنے سے خود بخود رشتہ محبت بباعث صدق و اخلاص مضبوط
ہوتا جاتا ہے اور جسکے ساتھہ مناسبت طبعی و اخلاص نہین ہوتا اوس سے
خود بخود نفرت و کدورت رہتی ہے - دل را بدل رہیست درین گنبد سپہر

لکہا ہے چنانچہ مصنف کتاب مذکور لکہتا ہے کہ میرے سامنے لیوس صاحب
نے ایک عورت پر عمل کیا اور اوسنے میرے گہر کا حال جو اوسوقت تہا پورا
پورا بتلا دیا صفحہ ۶۸ تبصرہ چہارم بعض معمول بند خط اپنے سر پر رکہکر پڑہ
دیتے ہین۔ علم اشراق اسی فن کا نام ہے اور حکماے سابق مثل افلاطون
وغیرہ اسکے قائل تہے اور شیخ شہاب الدین مقتول علماے اسلام
مین بہت نامور شخص اس فن مین گذر چکے ہین۔ جو شخص ان سب باتونکو
تسلیم نکرتا ہو کتب اس فن کی انگریزی عربی مین موجود ہین اونپر عمل کرکے
بعد تصدیق یا تکذیب کر سکتا ہے۔ لوگونکو ان سب بیانات کو سنکر تعجب
ہوتا ہوگا مگر ڈاکٹر گریگری نے اس بات کو عمل مقناطیسی حیوانی سے ثابت
کیا ہے وہ کہتے ہین کہ ڈاکٹر ریشنباخ صاحب نے اپنے تجربہ سے جو علاوہ
مقناطیس حیوانی و علاوہ حرارت و روشنی کے ہے یہہ دریافت کیا ہے کہ
ساری عالم مین ایک جوہر پہیلا ہوا ہے جو جمیع اجسام مین نفوذ کرتا
اور اوسکی رفتار حرارت سے کم اور روشنی سے زیادہ ہے وہ ایک جسم سے
دوسرے جسم مین منتقل ہوتا رہتا ہے اور سارے عالم مین محیط ہے بلکہ
ضعیف القوی جو کمزور ہوتے ہین وہ اکثر قبرونپر ایک روشنی دیکہتے
ہین وہ درحقیقت اوسی جوہر کی لپٹ ہے جو مقناطیس کے رنگ آفتاب یا چراغ
کے ہے بلکہ جہان روشنی نہین ہوتی وہان بہی جوہر لوگونکی نظر مین
چمکتا معلوم ہوتا ہے اس بات نے ترقی کمال پکڑی کہ اکثر ڈاکٹر ہین وہ
انگریزین انکا معتقد ہین اور یہ سے کیا جاتا ہے ڈاکٹر صاحب جب اس مسئلہ کی
سلیمان چہکے تو وہ ایک دوسری مثال دیتے ہین کہ ایک محقق آجکل ایک
فرانس اور ایک نئی دنیا مین گہونگی قوت مقناطیسی سے دریافت مین

لیبوس صاحب نے چہہ سو قدم کے فاصلہ سے ایک عورت کا درد سر اچہا
کر دیا (طلسم فرنگ مختصر کتاب ڈاکٹر گریگری صاحب صفحہ ۱۵ تبصرہ دوم
اور بعض عامل انے سو گز کے فاصلہ سے معمول کو کہینچ لیا (کتاب مذکور صفحہ ۱۵)
خاصیت ششم ایک اوسکی خاصیت یہہ بہی ہے کہ جب حواس ظاہری
اوسکے باطل ہو جاتے ہین تو عامل کے دل کا حال وہ بتلانے لگتا ہے بلکہ
اوسکے موںہہ کے ذایقہ کے کیفیت اوسکے موںہہ مین آ جاتی ہے ڈاکٹر گریگری
صاحب نے کتاب مذکور مین شرکت حواس ظاہری کا بیان نہایت
مفصل طور سے لکہکر اسکو ثابت کیا ہے۔
خاصیت ہفتم اوسکی ایک خاصیت یہہ بہی ہے کہ وہ حیوانات کو
اپنی قوت جاذبہ کے باعث رام کرلیتے ہے جسطور سے سرکس والے کرتے
ہین بلکہ ڈاکٹر صاحب موصوف لکہتے ہین کہ شیر کے ساتہہ انکہہ ملانے
مین وہ بالکل حملہ نہین کر سکتا مگر جسکے قوت جاذبہ قوی ہو ہر شخص کا یہہ
کام نہین ہے لیبوس صاحب نے ایک سانپ کو دیکہا کہ وہ بلی پر اپنا
اثر مقناطیسی ڈال رہا ہے حتی کہ بیتاب ہوکر وہ بلی اوسکے قریب چلی
گئی اگر وہ بلی اسکو لیجاتی تو فوراً مرجاتی۔
خاصیت ہشتم معمول عامل کا اسقدر تابع ہو جاتا ہے کہ عامل جو
کام چاہتا ہے اوس سے لینے لگتا ہے اور جونسی زبان چاہتا ہے اوس سے
بلوا سکتا ہے (صفحہ ۵۴ کتاب مذکور) بلکہ صاحب موصوف لکہتے ہین کہ وہ
علم مقناطیس حیوانی و علم تشریح کا درس دینے لگتا ہے جسکو وہ کبہی نہین
جانتا تہا (صفحہ ۱۱۴ تبصرہ دوم)
خاصیت نہم معمول اون باتونکو جو اوسکی نظر سے غایب ہین بتلانے

مشغول ہین اونکا نتیجہ ابھی مشتہر نہین ہوا مگر اسقدر معلوم ہوا ہے کہ
کہ اونہون نے یہہ تجربہ کر لیا ہے کہ اگر کوئی گھونگے ایک جگہہ چند روز رکھے
جاوین اور بعد اسکے جب وہ جدا کر لیے جاوینگے اور ایک لاہور مین اور ایک
کلکتہ مین رکھا جاوے تو جسوقت اوس گھونگے کو جو لاہور مین ہے
چھوینگے تو جو گھونگا کلکتہ مین ہے اور اوس گھونگے کے ہمراہ رہ چکا ہے
اوسکو بھی حرکت ہوگی اگر یہہ تجربہ ثابت ہوگیا تو بیشک تار برقی
کی ضرورت ہرگز نہ رہیگی یہہ بات کچھہ بعید از قیاس نہین ہے کیونکہ
سنگ مقناطیس کا رخ باوجود اسقدر بعد مسافت کے ہمیشہ اپنے مرکز ہی
کیطرف رہتا ہے ڈاکٹر موصوف جب یہہ مسئلے لکھہ چکے تو لکھتے ہین کہ
عامل کا اثر بذریعہ اسی چیز کے جو موسوم بہ اوڈ ایک ہے معمول پر پہنچتا
یعنی یہی اجزا اوسکے جسم سے منکشف حسب اقتضاے عامل ہوکر معمول کے
جسم [illegible] باعث سے سلب حواس کا باعث تغیر نظام
عروقی [illegible] ہوتا ہے اور چونکہ اس چیز مین حسب بیان ڈاکٹر ریشن بک
صاحب کے [illegible] نور ہے اور وہ بباعث غالب ہونے نور آفتاب یا چراغ
کے نہین معلوم ہوتا اسلیے جب وسکی آنکھین بند ہو جاتی ہین اور حواس
ظاہری [illegible] نفوذ کرتا
وہ خط [illegible] مکان کے [illegible]
کیونکہ بباعث نفوذ اوس چیز [illegible] جسکا نام اوڈ ایک ہے کوئی
دیوار وغیرہ حاجب و حائل نہین ہو سکتی۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے
یہہ بھی لکھا ہے کہ یہہ شبہہ ہرگز نہ کرنا چاہیے کہ بلا ذریعہ آنکھہ کے روح نے
کیونکر مشاہدہ کیا کیونکہ درحقیقت جب روح مدرک ہے اور آنکھہ فقط

حرکت معمول کی کرا سکتا ہے اور اپنے قوت جاذبہ کے باعث اوسپر
اثر ڈال سکتا ہے تو بیشک بباعث تغیر ہونے حالت نظام عروقی کے
دوران خون کے اوسکے مرض میں بھی تغیر ہوگا حرارت یا برودت کا
جیسا اثر دینا عامل کو منظور ہوگا ویسا ہی معمول پر اثر ہوگا اور اسی
تاثیر کے باعث سلب امراض ہوتے ہیں بلکہ پانی پر بھی اگر توجہ ڈالا جاتا
بیشک وہی کیفیت حرارت یا برودت کی اوسپر غالب ہو جاتی
پانی پر جو دم کرتے ہیں اوسکا اثر اسی قوت مقناطیسی حیوانی
کا ہے جس سے لوگ شفا پاتے ہیں درحقیقت شفا بباعث اوسی قوت
مقناطیسی کے ہے نہ کہ اوس منتر کے سبب سے جو دم کرتے وقت
انسان جس دعا کو پڑھتا ہے یا جو نام خدا کا لیتا ہے اوسکا اثر جو بلکہ
روح پر پڑتا ہے اور روح سبب خاصیت ثالث اوسکے ساتھ ہوتی
ہے پس وہی اثر مع قوت مقناطیسی بواسطہ ذکر اوس مریض یا پانی
پر جاتا ہے جس سے سلب امراض و شفا ہوتی ہے یہی [illegible] کلام
اثر کرتے ہیں چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص کہ منتر کے معنی کو
نہ جانتا ہو اوسکو نہ پڑھے جب ہم اسقدر اثر [illegible] کا بیان کر چکے
تو اس سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ سلب امراض اور معمول کا بدخواب کرنا
اور شفائے مرض اسی باعث سے ہوتے ہیں۔

خاصیت دھم — ایک خاصیت اوسکی یہہ بھی ہے کہ وہ
رگوں کے نظر و خون اپنی طرف کرتی ہے جس سے کچھ کچھ معلوم
ہوتی ہے چنانچہ ڈاکٹر گریگوری صاحب لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر ڈارلنگ صاحب
نے یہہ اثر ایک عورت پر میرے سامنے کیا کہ جو اپنے دوستوں کو لکڑی

کا انکار بنا لازم آوے جس سے تم مذہب سے ناحق بدگمانی کرتے ہو
ہمکو یہہ ضرورت نہ تھی کہ بعد اس تحریر و تجربہ کے ہم اوسکے اسباب بھی
بیان کریں مگر محض اسلئے تاکہ رفع شک ہو جاوے خود اونھی انگریزوں
کے رایوں کو بیان کر دیا بالفرض اگر یہہ قیاس اونکا صحیح نہو تو بعد
تجربہ کے اوسکے علت کا بتلانا ہمکو فرض نہیں ہے دیکھو یہہ بات تسلیم
کر لیگئی ہے کہ ہر چیز استفاضہ حسب قابلیت اپنے کرتی ہے مگر اس بات
کا کچھہ ثبوت نہیں ہے کہ وہ قابلیت کیونکر آئی خصوصاً معلول اول
میں کیونکہ وہاں کسی اقتضا کا باعث معدوم مطلق ہونے اشیا کے
ثابت نہیں ہو سکتا — پہر یہہ بات اگر صحیح ہے تو پہر اوس حدیث
کے تسلیم میں جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
میں اپنے پیچھے لوگوں کو مثل آگے کے دیکھتا ہوں کچھہ شک نہیں ہو سکتا
کیونکہ بباعث محویت حضوری کے حواس ظاہری آپکی اس عالم کے
طرف مایل نہیں رہتی تھی بلکہ خدا کے جانب رہتے تھے پس اوس
انقطاع کے باعث سے جو قوی انجلا ہوتا ہے آپ پس پشت کی چیزیں بیان
کرتے تھے —

ڈاکٹر صاحب یہہ بھی تحریر کرتے ہیں کہ جو چیز کسی شخص کے پاس رہتی ہے
اوس چیز کے ساتھہ اوسکا جوہر او ڈآیل کچھہ نکچھہ ضرور رہجاتا ہی پس
اوس جوہر کے باعث سے معمول اکثر بتلا دیتا ہے کہ یہہ کسکی چیز ہے
چنانچہ ایک شخص کے بال پیش کیے گئے اور معمول نے بتلا دیا کہ یہہ فلاں
فلاں کے ہاتھوں سے ہو کر آتا ہے اور فلاں شخص کا بال ہے — سلب صفات
کی ایک وجہہ یہہ بھی ہے کہ جب عامل کو اختیار ہے کہ اپنے خیالات میں

کسی سبب سے ایسی آیندہ کے باتین بتلاتا ہے جو ٹھیک اترتی ہین
چنانچہ ڈاکٹر گریگری صاحب کہتے ہین کہ ۲۵ بار معمول پر عمل کیا گیا
جنمین سے اوسنے جو وقت انکو اپنے ہوش مین آنیکا بتلایا وہ
۲۴ بار صحیح نکلا اور ایکبار غلط اور وہ [illegible] نہین کیا گیا تھا
اسکی وجہہ یہہ ہوگی کہ اوس بار اسکے [illegible]
کیفیت کو غور کرتا ہے اور [illegible]
تعطل ہوا اسپر قیاس کرتا ہے [illegible]
رہتا ہے اوسکو اوسی بنا پر بیان کر دیتا ہے ڈاکٹر موصوف [illegible] بات
کو لکھتے ہین کہ اس سوال پر کہ تمکو کس طور سے معلوم ہوا کہ اسقدر منٹ باقی
ہین اوسنے بیان کیا کہ میری نظرونکے سامنے تعداد منٹ کے لکھے ہوے
ہین عجب نہین کہ یہہ بھی چونکہ گردش زمین پر تقسیم ہین اسلیے
انہین سیارونکی گردش [illegible] اور ڈائل کی روشنی مین صحیح
اندازہ وقت کا کیا جاتا ہو اگر یہہ بیان انکا صحیح ہے تو آیندہ کے
پیشینگوئی کا ہونا بعید از عقل بات نہین ہے چنانچہ حضرت عیسی علیہ السلام
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیشینگوئی بالتعین نام کے کی اور
حضرت داود نے رسول اللہ کے پیشینگوئی فرمائی بلکہ کتب عہد
عتیق مین فاران پہاڑ کے جانب سے رسول اللہ کے بعثت کی صاف
صاف پیشینگوئی موجود ہے سورہ فتح مین اللہ تعالی نے صاف
صاف فرمایا ہے کہ توریت و انجیل مین یہہ پیشینگوئی محمد کے
اصحاب کے بارہ مین ہے والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء
بینہم تراہم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ و رضوانا

اور ملکوت سموات والارض کو دیکھنا تسلیم کرلیے ہین اور ان راستون
کے پورے حالات کا بیان بھی ملتے ہین یہانتک وہ کونسی تاویل
کرینگے کہ اپکو وہ حالات پہلے سے معلوم تھے کیونکہ آپ نہ کبھی شام گئے
اور نہ اوس راستہ کو دیکھا اور نہ اوسکی کیفیت سنی اور حالات ایسے
بیان کئے جو چشمدید سے بڑھکر تھے - ابوجہل وغیرہ نے بلکہ اوس
قافلہ کا حال بھی پوچھا تھا جو راستہ مین تھا آپنے جس منزل مین
اونکو دیکھا تھا وہی مقام بتلایا اور قافلہ کے واپس آنے پر وہی
مقام اوس روز کا ہونا صحیح ٹہرا ان قیاسات کے لئے پہلے سے
کوئی اسباب موجود نہ تھے جس سے تاویل ہوسکے بلکہ رسول اللہ
پر جو کچھہ اوسوقت وحی کیگئی وماکذب الفواد مارای
جکی شان مین ہے اوسکے لئے کوئی قیاس کے اسباب پہلے سے
موجود نہ تھے جس سے خواب کا صحیح ہونا غلط قرار دیا جاوے
بلکہ یہان پر دیکھنا متعلق قلب کے قرار دیا گیا نہ کہ بصارت کے اوسکا
قلب کے باعث اوس مضمون کی تائید ہوتی ہے جو بعض حواس کے
باعث روح دوسرے مقامات کے اشیا کو دیکھتی ہے -
بعض رویا ہمنے خود ایسے دیکھے ہین کہ جسکے لئے پہلے سے کوئی وجہ
قیاس کی موجود نہتھی اور اوسکے بعد وہ واقعہ ظہور پذیر ہوا
بلکہ ایک مقدمہ کے بابت ایک ماہ قبل یہہ بات معلوم ہوئی
تھی کہ دسوین تاریخ مقرر ہوگی حالانکہ اوسوقت تک مثل بھی
حاکم مجوز کے اجلاس مین نہین گئی تھی -
خاصیت دوازدہم یہہ ہے کہ جو کچھہ اوسکے قلب کے حالات

کر جو لوگ اونکے ساتھہ ہونگے وہ اپسمین نہایت رحم کرنیوالے اور
کافرونپر سخت اور ساجد اور راکع ہونگے اور خدا سے اوسکے فضل کے
طلبگار ہونگے جب تعطل حواس کے باعث قوت مقناطیسی مین یہہ اثر ہے
کہ خواب مقناطیسی کے باعث معمول دوسریکے گھر کی باتین اور
آئندہ کے لیے پیشینگوئی کر سکتا ہے تو خواب مین وہ باتین جو ہمکو
معلوم ہوتی ہین اور بعض اوقات نہایت صحیح اور سچی ہین کیونکہ غلط
ہو سکتی ہین جن لوگون نے خواب کو محض خیالات یا سبق کا مظہر
لکھا ہے وہ بالکل صحیح نہین ہے کیونکہ خدا نے خود فرمایا لقد صدق اللہ
رسوله الرؤیا بالحق لتدخلن المسجد الحرام ان شآء
اللہ آمنین کہ خدا نے اپنے رسول کے رویا کو سچا کیا کہ آپ مسجد حرام
مین انشاء اللہ داخل ہونگے اور دوسرے عزیز مصر کا خواب جسمین
سات فربہ گائے سات دبلی گایونکو کھاتے ہوئے دیکھا تھا
اس سے حضرت یوسف علیہ السلام نے محض خشک سالی کی تعبیر
کی - اس سے ایک بات یہہ پائی جاتی ہے کہ عالم تعطل حواس
مین اشیا لباس اجسام کا پہنکر لوگونکو معلوم ہوتی ہین پس آئندہ
پیشینگوئی کے لیے اس فراست صادقہ کی سخت ضرورت ہوئی
جس سے عالم اجسام کے معنوی حالات معلوم ہون اسیوجہ سے
خوابکے تعبیر مین غلطی ہوتی ہے - اور معمول کا سنٹ کو دیکھنا
کچھہ تعجب کی بات نہ ہی کیونکہ اوسوقت کو لباس محسوسات کا پہنا کر
اوسکے نظرونکے سامنے کر دیا گیا جو لوگ کہ رسول اللہ کے معراج کو
خواب مین مانتے ہین اور آپکا مسجد حرام سے مسجد اقصی تک جانا

اونمین موجود ہے چونکہ مواعظ واحکام وارشاد وہدایت جو اصل مقصود نبوت سے ہے اکثر جہلا اونکے اسرار وخوبی کو اور اون کمالات کا معجزہ ہونا نہین سمجہہ سکتے اسلئے انبیا علیہ السلام نے وہ باتین جنکا ہونا وہ لوگ موید من اللہ ہونیکے لئے ضروری سمجہتے تہے دکہلائین تاکہ اونکو رسالت اور وحدانیت کے اقرار مین پہر جائے گفتگو باقی نہ رہے جبتک لوگ طالب معجزات نہین ہوئے یاکوئی ضرورت نہین ہوئی آپنے نہین دکہلایا معجزہ کا ظہور ہر وقت انبیا کے اختیار مین نہین رہتا بلکہ یہہ بات اوسکے منتظر الیہ کے موجودگی کے وقت ہوتی ہے جسطرح بعض عامل بعض وقت معمول پر اثر ڈالنا چاہتے ہین مگر بباعث زوال قابلیت معمول یا بباعث موجود ہونے بیرونی اشیا کے یا بباعث نا شگفتہ ہونے قوائے عامل کے معمول پر کوئی اثر نہین پڑتا اسیطور سے انبیا علیہم السلام بہی بعض وقت مجبور تہے رسول اللہ نے اسی سبب سے مشرکین کو بعض وقت بوقت طلب معجزہ دکہلانے سے انکار کیا اور کہا کہ یہہ خدا کے اختیار کی بات ہے اس مقام پر ایک خدشہ یہہ ہوتا ہے کہ سحر و کرامت دونون مین ایک ہی قسم کا تصرف ہوتا ہے پہر اوسکا فاعل کیون کافر اور اوسکا فاعل کیون مثیب ہے اوسکی اصل وجہ یہہ ہے کہ سحر اون اسما سے جو شرکیہ ہین کئے جاتے ہین یا بذریعہ امداد مشرکا کے اوسکے اشتغال اوس قوت جاذبہ کا کرتے ہین بالاشتغال اوس کلام کا سمجہتے ہین اور خدا کا نہین سمجہتے یا اوسکو کسی معصیت مین صرف کرتے ہین اسلئے بباعث اونکی اعتقاد کے وہ فعل کفر اور گناہ کبیرہ کا ٹہرا اور کرامت مین محض کیسکے ساتہہ بہبودی کرنا خدا کے امداد کے باعث ہوتا ہے جسکا منبع نور نبوت و منبع الہام ہے پس وہ عبادت ٹہرا نہ کہ معصیت جسطور سے قوت بہیمیہ جو منشا ہے توالد و تناسل ہے

کرتے تھے مگر اب روزانہ تجربہ سے یہہ سب باتین ثابت ہوتی جاتی ہین الہ آباد مین جادوگھر مین بہی سب تجربات کئے جاتے ہین۔

ان خواص کے ترقیم کے بعد جناب ڈاکٹر سید احمد خانصاحب بہادر کا مضمون مسمریزم کو ہو علم السیمیا جلد اول نمبرہ تہذیب الاخلاق سنہ ۱۲۸۸ ہجری مین دیکھنے کی نوبت آئی جناب موصوف نے بہی قوت مقناطیسی حیوانی کا اعتراف کیا ہے بلکہ اپنا مشاہدہ بہی لکہا ہے من شاء فلیرجع الی اصل مضمونہ۔ بلکہ یہہ بہی درج فرمایا ہے کہ جو ریاضہ
تقوی و مجاہدہ و ریاضت خالصاً للّٰہ اور بلا خیال کسی امر کے اختیار کیا جاتا ہے اوسکا لازمہ اس قوت کے قوی ہوجانیکا ہے گو کہ اوسکو اس قوت کے قوی ہوجانے کا خیال بہی نہو۔ ذہنیون کے نفوس زاکیہ جو لوگونکی دلپذیر اثر کرتے ہین وہ اسی قوت کے قوی ہوجانے سے موثر ہوتے ہین۔ انتہی۔

ہمکو ان خواص کے تذکرہ سے یہہ غرض نہین ہے کہ انحصار قوائے انبیاء و عمل امور ما فوق العادت (جو درحقیقت سنت الہی و انسانی فطرت کا اقتضا ہے) انحصار کرین بلکہ یہہ بات دکہلانا مقصود ہے کہ وہ امور جو درس و تعلیم سے نہین حاصل ہوتے بلکہ امی محض مجاہدہ سے حاصل کر سکتا ہے جسکو لوگ ما فوق العادت تصور کرتے ہین خلاف عقل و فطرت بشر کے نہین ہے۔

ہم نے جو نظائر بیان کئے ہین وہ مسلمہ اہل یورپ ہین۔ مقدس و نیک بزرگونمیں بہ باعث مناسب طبعی نور نبوت کے جو کچہہ واردات قلبی ہوتے ہین اوسکا تذکرہ ہمنے عمداً اسلئے نہین کیا کہ انسانی فطرت

جب اوسکی رفع خواہش ازواج کے ساتھہ ہو تو موجب ثواب ہے
اور جب ماسوائے ازواج کے ہو تو گناہ کبیرہ ہے اسقسم سحر کے بابت
خدا نے فرمایا ہے کہ اونکے سحر کے باعث سے وہ رسیان چلتی معلوم
ہوتی تہین یہانپر سحر موجب اوس چلنے کا ہوا پس اسقسم سحر کا اثبات
کلام پاک سے ہے جو لوگ سحر سے ایسی تبدیل ماہیت کے قائل ہین جسکا ہونا
محال ہے وہ بالکل غلطی پر ہین بلکہ اسقسم کے مقناطیسی جذب سے فقط
زوال کیفیت ہوتا ہے یا صورت نہ کہ ماہیت ڈاکٹر گریگری صاحب
اپنے کتاب مین لکھتے ہین کہ ڈارلنگ صاحب لوگونکی نظر و ہیر ایسا
تصرف کرتے تھے کہ چڑیا اوڑتی معلوم ہوتی تہی حالانکہ چڑیا کا وجود نہ تہا
پس لوگونکو ہرگز تسلیم معجزات سے انکار نہ کرنا چاہیئے اور مثل شعبدہ اور
نظر بندون کے متبع ہونے سے ہرگز متعجب ہونا چاہیئے کیونکہ جسکو لوگ
نہایت عجیب سمجھتے تہے اب وہ اس قوت مقناطیسی کے ذریعہ سے پیدا ہو رہے
ہین اور معمولی اشخاص کرتے ہین پس انبیا علیہم السلام جنکی
خواص روحانی اعلی و اکمل تہا خصوصاً صفت نبوت جسکا ظہور [illegible]
مین ہرگز تعجب نہوتا ڈاکٹر گریگری صاحب لکہتے ہین کہ مین اس دعوے کے رفع کرنیکے
لیے کہ سحر قوت مقناطیسی کے علاوہ کوئی دوسری چیز ہے ایک کتاب
تصنیف کرنیکا قصد رکہتا ہون اور ثابت کرونگا کہ یہ ساری باتین
فطرت انسانی کے مطابق ہوتی ہین اور اسقسم کے باتونکا انکار ہرگز
نہ کرنا چاہیئے اس زمانے مین عام طور سے جرمن و فرانس و لنڈن
مین اس عمل کا بہت چرچا ہے بعض مکارون نے چونکہ باعث اپنی جہالت
و ناواقفیت کے لوگونکو دہوکا دیا ہے اسلیے اس سے لوگ پہلے انکار

بلکہ جسطور سے نبوت موافق اقتضاے فطرت کے ہے اور ہر زید و عمر و بکر کو عطا نہین کیگئی بلکہ جنمین شرائط ظہور صفت نبوت کی موجود تھی انہین پائی گئی گو کہ بالقوۃ استعداد ہر فرد بشر مین نبوت کی موجود ہے مگر بباعث فقدان شرائط کے ہر فرد بشر اوس سے محروم ہے اسیطور سے معجزہ کا ظہور بہی انہین شرائط کے ساتھہ مخصوص

نبوت چونکہ اعلی سرشت اور کمال قواے انسانی کے ساتھہ مربوط ہے اسلیئے جو افعال انبیا سے صادر ہوتے ہین اور ہوئے ہین ضعیف القوے اور کمزور سرشت لوگون سے ہونا مستبعد عقل سلیم سے نہین ہے ہمکو فقط یہہ سمجہہ لینا چاہئے کہ جو امور محال نہون اگرچہ ہمنے خود اونکو تجربہ نہین کیا بشرط ثبوت روایت انکار نہ کرنا چاہئے کیونکہ وہ امور در حقیقت انسانی سرشت کے باعث سے ظہور پذیر ہوئے ہین -

اسلامی فوقیت اور نبی امی کی فضیلت یا انبیا کا اشرف ترین ورب النوع انسان ہونا فقط ان قوی اور خواص کے اعلی درجہ کے ہونے کے باعث سے نہین ہے - بلکہ محض خدا اور اوسکے ذات و صفات کے اعلی درجہ کے معرفت کے باعث اور زیادتی درجہ یقین کے سبب سے ہے - ورنہ بہت سے ملحد ساحر یا جوگی اعمال مافوق العادت دکہلانے سے خدا پرست بزرگون سے جنسے ایک ہی کرامت ظاہر نہوئی ہو یا اونسے کم درجہ پر ظاہر ہوئے ہون بڑہ کر ہون وھذا باطل - انتہی حاشیہ معرفت دہم

کا یہہ اقتضا ہے کہ جو چیز خود اوسکو نہین معلوم ہوئی یا اوسکی
نظر نہین پاتا یا خود مشاہدہ نہین کرتا اوسکے تسلیم مین اوسکو تامل ہوتا ہے
خصوصاً اصحاب انگریزی دان تو بالکل ہی ہنسی سمجھتے ہین - اسلیے
ہمنے مشتے نمونہ از خروارے انہین کے مسلمات سے بیان کرکے
یہہ جتلا دینا چاہا ہے کہ جسقدر نفوس انسانی ازروے سرشت کے
قوی اور صحیح ہونگے اوسی قسم کے امور ما فوق العادت جو در حقیقت
مطابق عادت الہی ہین ظاہر ہونگے اور جتنے معجزات وکرامات ہوئے
ہین یا ہوتے ہین سب اسی انسانی سرشت کا خاصہ ہے جو در حقیقت
بباعث اجتماع وظہور شرائط مخصوص بعض دون بعض ہے -
دوسری یہہ بات بھی سمجھنی چاہیے کہ معجزات وکرامات مین محض
تصرف تخیل ہی نہین ہے بلکہ اسی قوت جاذبہ کے باعث سے معمول
کے حواس مین انجماد وسیلان حسب اقتضاے عامل ہوتا ہے جس سے
یہہ تمام جسم بحکم انتقال اجزا کے باعث سے انبساط مادی الطف
بہی ہوجاتا ہے یا انقباض وانجماد کے باعث سے اوسکا حجم کم ہوجانا
ممکن ہے - اور تبدیل کیفیت وترتیب اثر اسباب عادیہ متوافق
کے علاوہ باشتراط [illegible] مشروط نبوت وتکمیل اور
قوی ہونے قواے روحانی پر منحصر ہے ظہور پذیر ہوتا ہے -
اس قوت جاذبہ کا انحصار بعض حیوانات ہی پر نہین ہے بلکہ پانی
کے طعم ومزہ مین بھی حسب بیان ڈاکٹر گریگری صاحب موصوف
تغیر ہوتا ہے اسلیے ایسی کیفیت کہ تھوڑا سا پانی بباعث تحلیل
اجزاے پانی کے بہت سے معلوم ہون غیر ممکن نہین ہے -

مین ہوگا اور اسوقت جو نبی و کتاب اونکے لئے نازل ہوگی وہ ابدی و سرمدی ہوگی اور اوسکا دین ناسخ جمیع ادیان سابقہ کا ہوگا

باب اسلام

و دیگر ادیان کا مقابلہ

اب ان امور مفصلہ بالا کے ساتھ جو مذہب مدون ہوگا اوسکے نبی منجانب خدا ہونے مین کسیطرح کا شک نہوگا اور جسقدر علی وجہ الاکمل ان اوصاف اور شرایط کا ظہور اوس مذہب کے امور دینی مین ہوگا علی قدر تکمیل و اتمام شروط اوسیقدر فضیلت دوسرے مذاہب پر اوسکو ہوگی ۔

اب ہمکو یہا پر یہ بات دریافت کرنی منظور ہے کہ واقعی کونسا مذہب ان اوصاف کے ساتھ متصف اور ان محامد کے ساتھ موصوف پایا جاتا ہے اسوقت بہت سے مذاہب مدعی حقیت ہین مثلا یہود و نصاری و ہنود و اہل اسلام اسلئے اب اس بات کی جانچ منظور ہے کہ دیکہین کونسا مذہب سچا ہے اور کونسا مذہب کامل و مطابق تحمل نوع بشری کے ہے اور یہہ بہی جتلانا مقصود ہے کہ کثرت انبیا کی کیونکر ضرورت ہوئی ہم عالم کی مثال مثل ایک شخص عمر کے فرض کرتے ہین جسطور سے اسمین تغیرات و تبدلات و ترقیات ہوتی رہتی ہین اور آخر ایک زمانہ انحطاط کے ترقی ہوتا ہے

ہے اور اون شرائط کی فقدان ظہور معجزہ کا ہر فرد بشر سے
ہے اسیطور سے عصمت لازمۂ نبوت ہے مگر لازمہ ہر فرد بشر نہین
ہے جب ہم عصمت کے خصوصیت سے کوئی امر خلاف فطرت نہین
سمجھتے تو امور ممکنہ غیر عادیہ خلاف فطرت کیونکر ہوسکتے ہین معجزہ
ہمیشہ بالاسباب ظہور مین آتا ہے مگر اون اسباب کی موجودگی
مین نبوت کا ہونا سب سے بڑی شرط ہے جس طور سے اگن جلانیکے
لیے کسی و آتشکار کا ہونا ضروری ہوتا ہے پس درحقیقت بباعث
اقتضی فطرت و صلاحیت و قابلیت ہر فرد بشر کے فراہمی اون
اسباب و شرائط کے ماسوا انبیا کے ساتھ نہین ہوتے ورنہ قابلیت
بالقوۃ نوع بشری مین موجود ہے مگر ظہور اوسکا کمال انسانیت
کے ساتھ مثل نام نبوت ہے مربوط و وابستہ ہے درحقیقت یہہ
ایک امر انسان مطابق فطرت نوعی کے ہے جس طرح سے بچون سے
چھوٹوں کا کام اور بالغون سے عاقلون کا کام مشکل ہے۔

گیارہوین معرفت یہہ ہے کہ تحقیق مذہب شیعی و نظام عالم
سے اوسکا صحیفہ منزل من اللہ پاک و صاف ہو۔

بارہوین معرفت یہہ ہے کہ اوسکے احکام محمل نوع بشری کے
موافق ہون گو بعض وقت کوئی حکم کسی خاص قوم کے لئے یا کسی
خاص زمانے کے لیے کسی مصلحت و حکمت کے باعث نافذ کیا جاتا ہے
مگر وہ ابدی نہین ہوتا بعد رفع ضرورت و زوال سبب کے وہ حکم
منسوخ ہو جاتا ہے یہی وجہ انبیا کے بعثت کے ہوتی رہی اور
جب یہہ ضرورت باقی نہ رہیگی بلکہ قابلیت نوعی کا ظہور ہر فرد بشر

غذا ودوا ایسی ہوگی کہ جو صحیح اور معتدل مزاج کے لئے ضروری ہے
پس جب مرض باقی نہ رہا تو طبیب کی ضرورت بھی کچھہ نہ رہی اسیطور سے
جب احکام خداوندی مطابق تحمل قوت نوعی کے نافذ ہوگئے تو پھر ان مین
نسخ وتبدیلی کی ضرورت نہ رہی اسیطور سے انبیا کی حاجت بعد ظہور قوت
نوعی بشری کے نہ باقی رہیگی کیونکہ انسانکی نوعی صحت قوت نوعی
پورے ظہور کا اکثر افراد انسانی کا نام ہے پس یہہ نبی اور مذاہب
ناسخ ادیان سابقہ کا ہوگا یہانپر اسبات کو ہرگز نظر انداز نکرنا چاہیے
کہ احکام دو قسم کے ہین ایک اصل احکام جو توحید کے تکمیل سے مراد ہے
دوسرے محافظ احکام جس سے انسانکا پورا موحد رہنا مقصود ہے
احکام محافظ مین تبدیلی و نسخ حسب تبدل و تغیر حالات ہوتے رہتے ہین
یہانتک کہ پھر توحید کے عقاید کے بگڑنیکا خیال بالکل جاتا رہا ایک
اور قسم کے احکام بہی مقصود مذہب سے ہین جو بنام اخلاق موسوم ہین
جو بباعث اختلاط روح و جسم و انسانکے اپنی نوع بشر کے ساتھہ پیدا ہوتے
ہین اسکے عملدرآمد تا تو انکا نام ہم اخلاق رکھتے ہین مگر اینمین بہی دو قسمین
ہین ایک تو حصول اس صفت کا انسانمین یا وہ صفت جو اصل منشا قوای
اخلاقی کی ہے اور دوسرے وہ قوانین جنکے ذریعے سے انسانمین حصول
اس صفت کا ہو حالت اول مین مذہب ہرگز نسخ ورد و بدل نکریگا جو موسوم
باصول اتم و بر ہے دوسری حالت حسب تغیر حالات نوعی کے نسخ و
رد و بدل ہوتی رہتی ہین جسطرح مسئلہ رھبانیت وجو گی نیکی کہ
اسکی کسیوقت مین ضرورت تھی اور اب اوسکی ضرورت بباعث
زوال اوس سبب کے باقی نہ رہی اگر رھبانیت کا مسئلہ نوع

جیسے بچپن اور جوانی اور وقوف کی حالتین ہوتی ہین اور بعد وقوف کے ترقی موقوف ہوجاتی ہے اسیطور سے سلسلہ عالم مین از آدم تا ایندم ہم ترقی و تفاوت علم و عقل و فہم مین پاتے مین جسطور سے بچے کی عقل بجز فہم معمولی مضامین و بدیہات کے ادراک قابل نہین ہوتی اور جیون جیون ترقی تجربہ عقل فوت پر ہوتی جاتی ہے ویسا ہی تیزی ذہن و فہم مطالب دقیق کی بڑھتی جاتی ہے اور ویساہی احکام حسب مناسب قابلیت اوسکے متغیر ہوتے جاتے ہین بچپن کے لئے دوسرے احکام ہوتے ہین جوانی کے دوسرے - اسیطور سے عالم کے مخلوق مین بہی حسب تغیر کیفیات و حالت وکمی زیادتی ظہور نوع بشری کے احکام مین تنسیخ و ردو بدل ہونا چاہئے حسب تاریخی و فطرت کے قاعدہ سے یہہ بات ثابت ہے کہ اگلے زمانیکے بہ نسبت قابلیت و استعداد و تیزی ذہن مین روز بروز ترقی ہوتی آئی ہے اور ہوتی جاتی ہے پس حسب تغیر حالات انبیا کی ضرورت ضرور ہوئی اور ایک وقت وقوف کا اس سلسلہ عالم مین ایسا ضرور ہونا چاہئے کہ جہانپر قوت نوع بشری کا پورا ظہور ہو کیونکہ ہر ابتدا کے لئے ایک انتہا ضروری ہے دوسری مثال اسکی یون سمجھنا چاہئے کہ مخلوق کی مثال مثل مریض کے ہے اور انبیا کی مثل اطبا کے مرض مین جسقدر تخفیف ہوتی جاتی اوسیقدر نسخہ مین تبدیلی ہوتی جاتی حتی کہ پوری صحت حاصل ہوجاوے اوسوقت مین طبیب کو فقط یہہ بتلا دینا چاہئے کہ ان غذاؤن کے استعمال سے مرض پہر عود کر گیا اور اگر اس سے بچتے رہوگے تو تمہارے لئے کسی دوا کی ضرورت نہوگی پس جبکہ نوع بشر مین پورا ظہور قوت نوعی کا ہوجاویگا اوسوقت مین اونکے لئے فقط

چوتھے اعمال ناقابل برداشت نوع بشر کے مثل جوگ کرنے اور اعمال شنایع
کے موجود ہین جو بالکل خدا کے مقصود و غرض خلقت انسانی کی خلاف ہین جسطرح کوئی شخص
ایک ہاتھ اپنا خشک کر ڈالتا ہے کوئی شادی بیاہ نہین کرتا اگر یہہ مقصود خلقت کا نہو تو اسکے کرنیسے کیا فائدہ
پانچوین اخلاق کے پابندی کے کوئی قواعد ایسے طور سے مکمل نہین موجود
ہین جس سے حفاظت مسایل توحید اور الہداد اونکے بے روک طبیعتونکا
ہو اگر احکام محافظ اسقدر غیر مکمل نہوتے تو یہہ خرابیان نہوتین
بعض مدعیان بجہز بید کے کسی دوسرے کتاب کو نہین تسلیم کرتے مگر جب وہ
احکام خداوندی تھے تو مقتضاے رحمت یہہ تہا کہ عام مخلوق کے لئے
وہ آسانی سے مل سکین حالانکہ بجہز برہمن کے کوئی دوسرا نہین پڑہ سکتا
اور نہ اونکی مضامین کا اشتہار عام طور سے ہوا ہے انہین شاذ و نادر
کوئی واقف کار ہے ہم یقینی نہین کہہ سکتے کہ اسکی اصلی حالت جو وقت
تصنیف کے تھی اب بھی وہی حالت ہو کیونکہ سلسلہ روایت تواتر سے
ثابت نہین ہوتا اور سلسلہ روایت کا بھی ایسے برہمنونکے ہاتھ تہا کہ جو
کسی دوسرے کو پڑہانا گناہ سمجہتے تھے چنانچہ بید کے بعض مضامین مین
حسب اقرار بعض اہل ہنود کے جلال الدین اکبر کی خوشامد کے باعث سے برہمنون
نے کچھہ رد و بدل کر دیا ہے اور اگر اس سے بھی قطع نظر کرین تو یہہ بات
نہایت بعید از قیاس ہے کہ اسکی تعلیم ہندوستان ہی تک محدود رہتی بلکہ
بزرگ اور مقدس رشیون اور انکے ذریعے تمام عالم مین منادی
کیجاتی یہان تو یہہ حالت ہے کہ شاید ہزار مین بھی ایک ہندو مسایل
بید سے واقف ہو پس جو مذہب و کتاب خدا کیطرف سے مخلوق کے لئے
قانون عملدرآمد کا ہو اوسکے مضامین سے ناواقفیت اور لاعلمی ہرگز نہ ہونا

بشر کے لئے واجب التعمیل اور ضروری سمجھا جاوے تو سارے عالم کا انتظام بالکل خراب وفاسد ہوجاوے ڈاکوؤن اور رہزنون سے سارا عالم بھر جاوے اور سلسلۂ توالد وتناسل کا باطل ہوجاوے اب رہی یہہ بات کہ پورے طور سے اقتضا نوع بشری کی رفع اور توحید کی حفاظت کس مذہب مین مکمل اور اتم ہے ہم مدعیان مذاہب مین اہل ہنود ونصارے واہل اسلام کو زیادہ پاتے ہین اور انکے معتقدین بھی اکناف عالم مین زیادہ پھیلے ہوئے ہین جس سے ادعا مذہب کے حق ہونیکا ہر مذہب کر سکتا ہے۔

ہنود کے مذہب مین توحید کے مسائل اور اوسکے محافظ کا اسقدر مجمل اور ناکافی بیان ہے کہ آج تمام عالم مین اس مذہب کا کوئی موحد پابند توحید نہین پایا جاتا بلکہ اکثر بت پرست ہین اور جو بت پرست بھی نہین ہین انھین تعلیم روحانی جو انکشاف اوصاف خداوندی جل علاٰ سے مراد ہے نہایت ہی مجمل اور اسقدر ناکافی ہے کہ اونکی خلقت کی پوری غرض ہرگز حاصل نہین ہوتی یعنی بعض تو اوصاف ہی اوسکے دہریہ کا ہانے ہوئے ہین اور مادہ عالم اور خدا کو قدیم مانتے ہین بلکہ مادہ عالم کو مخلوق نہین مانتے اور بعض اکثر اخلاقی پابندی کے عمدہ اور کافی قانون نہین پاتے کہ جس سے اعتدال افراط وتفریط مین حاصل ہو۔ دوسرے قصص وحکایات اسقدر بے بنیاد ہین کہ خود ایک روایت دوسری کی تکذیب کرتی ہے۔

تیسرے چال چلن بزرگان دین کی اچھے طور سے بیان نہین کرتے ہین۔

دوسرا گال بہیر دو اگر عالم مین یہہ حکم نافذ کیا جاوے تو سارا ملک ڈاکون
اور چورون و قزاقون سے بہر جاوے بہتر طریقہ یہہ ہے کہ اگر تم معاف
کرو تو بہتر ہے ورنہ اپنے تکلیف کے موافق بدلا لو۔
تب سے انسانی میل جول سے جو معاملات پیدا ہوتے ہین اونکے عملدرامد
اور محافظت کا کوئی قاعدہ منضبط نہین ہے جس سے انسان ظلم و فساد
سے محفوظ رہے۔
یہہ تو اصلی مضامین صحیفہ مقدس کے حسب اقتضاے نوع بشر کے
ہونیکا بیان تہا مگر ایک بڑی خرابی یہہ ہے کہ ہمارے پاس کوئی اصلی
انجیل مقدس و کتب عہد عتیق کا ترجمہ صحیح و نہ اصل نسخہ ہے کہ ہم مضامین
کی صحت بوقت اختلاف تراجم و نسخ کے کر لیوین ماہران فن پر بخوبی ہویدا
ہے کہ اسکے مضامین موجودہ کے صحت مین کسقدر مسیحیونکا اختلاف اور
اوسکے سلسلہ اسناد مین کسقدر ضعف ہے دشمنونکے ہاتھ سے کسقدر یہہ کتابین
نیست و نابود کیگئین اور اونکی کوششین کہانتک اسکے بالکل نیست
کرنیمین ساعی تہین رومن کیتہلک جن اناجیل کو تسلیم کرتے ہین انمین سے
پروٹسٹنٹ بعض کو نہین مانتے اجلاس سٹواجنٹ نے کسقدر کوشش
کی کہ کلام مخلوط و غلط کو جدا کر کے علحدہ کر دیوے مگر ایک ہی نسخہ صحیحہ نہ
مرتب کر سکی جو مسلمہ ایک ہی فرقہ کا بجمیع الوجوہ ہو تاریخی اختلاف
اسقدر ہے کہ اگر ہم اس نسخہ کو اصلی تسلیم کرین تو بیشک مسیح کے نبی ہونے
مین شک ہوگا اگر ہم انبیاے سابق کے حالات کو دیکہین تو چور اور
ڈاکو اور ثمار تہے اور قصہ حضرت لوط اور اونکی بیٹیونکا کسقدر نفرت
انگیز ہے وہ کام جو ایک ذلیل ترین انسان نکریگا اوسکی نسبت بہی

مقصود و منشا نہو گا اگر اسکے مسایل کی واقفیت عام طور پر لوگوںکو ہوتی تو ہم اپنی راے اس سے بھی زیادہ صاف اور مستقل طور سے قائم کرتے اور ثابت کر دیتے کہ یہہ مذہب کل کافۂ انام کے لئے ہرگز موضوع نہیں ہوسکتا
اب ہم مذہب نصاریٰ پر غور کرتے ہین تو پہلے کلام جناب عیسیٰ مسیح پر ہماری نظر پڑتی ہے کہ آپنے فرمایا ہے کہ شریعت موسوی کے تکمیل کے لئے مین آیا ہون نہ منسوخ کرنیکے لئے اور توریت مین یہہ ہے کہ یہہ مذہب فقط بنی اسرائیل کے لئے آیا ہے لہذا اس سے کل تہذیب کافۂ انام کی ہرگز مقصود نہین ہے بلکہ محض امراض بنی اسرائیل کے امداد کے لئے یہہ مذہب اترا ہے اور نوع بشری کا اقتضا خاص قوم کے زوال مرض سے ہرگز پورا نہین ہوسکتا۔
دوسرے توحید کا بیان اسمین اسقدر مجمل ہے کہ بین خدا کے ماننے والے ہوگئے۔ احکام محافظ اسقدر ضعیف تھے جو ہرگز نہ مذہب نہ کتاب نہ اہل مذہب کو توحید پر ثابت رکھہ سکے اور ایک بڑی خرابی ترجمہ در ترجمہ ہونیسے یہہ ہوئی ہے کہ اصل الفاظ عیسیٰ علیہ السلام کے محفوظ نہ رہے جس سے کوئی شخص سچا مسئلہ نکال سکتا ہو اگر ہم اس سے قطع نظر کرین کہ اسکا سلسلہ روایت محفوظ ہے یا نہین اور انکا ترجمہ ٹھیک ہوا ہے یا نہین تب بھی حالت موجودہ اس مذہب کی اقتضاے نوع بشری کو پوری نہین کرسکتی رہبانیت جس سے سارا انتظام عالم درہم ہوجاتا ہے کسقدر کل نوع بشری کے خلاف ہے عفو کا حکم جو درحقیقت صحیح ہے مگر طریقۂ عمل ہرگز عامۂ خلایق کے لئے مستحسن و عمدہ نہین ہے جسطور سے کوئی تمہارے موںہہ مین ایک چپت مارے تو تم

بعد صغر سن ہی کے حالت مین آپ پر سے سایہ مادری اوٹھا لیا
اوسکے بعد آپنے تربیت چچا ابی طالب کے آغوش مین پائی جنکو
استحقاق تربیت کا بعد قرعہ ڈالنے کے ملا تہا ابیطالب آپکی نہایت
قدر و عزت فرماتے تہے۔ بلکہ اظہار دعوی نبوت کے بعد بہی گو ایمان
نہ لائے مگر آپکی سلامت روی اور خوبیون کے ایسے معتقد تہے
کہ بمقابلہ اشرار کفار کے ہمیشہ معین رہے اسیوجہ سے کفار
کو دست درازی کا موقع ابیطالب کے حیات تک نہ ملا اون خوبیون
اور اخلاق کیوجہ سے ابیطالب کیا بلکہ وہ لوگ بہی جو آپکے ایذا کے
درپے تھے ہمیشہ آپکے خوبیونکے معترف و مقر رہے باوجودیکہ اونکے
معبودونکی آپ ہجو و تکذیب فرماتے تھے مگر اونکو بجز ساحر یا کاہن
یا شاعر یا مجنون کہنے کے کوئی ذاتی عیب نہ ملا جس سے آپکی مذمت
اور قبایح کا اظہار کرکے لوگونکے میلان طبیعت نہ ہونے دین۔

آپنے کوئی تعلیم نہین پائی نہ کوئی ایسا موقع ملا کہ مذہبی روایات
لوگونسے سنتے بارہ برس دو ماہ کی عمر جب آپکی ہوئی تو صرف ایک
سفر بغرض تجارت آپنے کیا مگر ابیطالب کے محبت اور الفت کے
وجہ سے آپکو راستے ہی سے واپس آنا پڑا کیونکہ بعض لوگون نے
ابیطالب کو یہہ خوف دلایا تہا کہ آپ مین علامات نبوت موجود
ہین شاید یہودیونکے ہاتھ سے کوئی صدمہ نہ پہونچے اس سفر سے
ہرگز یہہ قیاس نہین ہو سکتا کہ ذخیرہ معلومات دینی کا کچھہ آپکو
حاصل ہوا ہو۔

بچپن کے زمانے مین جب آپ اپنی دایہ حلیمہ سعدیہ کے یہان تشریف

کے جانب کسقدر چھوٹا انتظام ہے اگر ہم اسکو قابل تحمل و رفع اقتضاے
نوع بشری تسلیم کرلیوین تو کوئی نسخہ صحیح بین الصحائف ہمکو از روے روایت
اور اسناد کے اور از روے درایت کے ایسا صحیح نہین ملتا جس سے ہم خدا کے
سچے اور اصلی مقصود کو دریافت کرسکین۔

لہذا اب ہمکو مذہب اسلام کیطرف توجہ کرنا ہوا کہ اوسکی جانچ اور
کہرا کہوٹا پن حسب شناخت مذکورہ بالا کرین اگر یہہ مذہب معیار پر
سچا اور کہرا ثابت ہوا تو بیشک اسکے منجانب خدا ہونے مین کوئی شک و
شبہہ نہوگا اور اسکی پابندی خدا کی مرضی و رضا کی موافق ہوگی اور اگر
اون شرایط کے ساتھہ یہہ مذہب متصف نہو تو بیشک یہہ بھی قابل عمل
در آمد نہوگا اب ہم انحضرت کے حالات قبل نبوت اور بعد نبوت اور مذہب
اسلام اور اوسکی تکمیل پر مفصل نظر بلا مرور عایت کے کرتے ہین اور سبکا
موقع ہر شخص کے لیے دیتے ہین کہ محققانہ و منصفانہ جانچ سے اپنی اطمینان
قلبی و تسکین دلی حاصل کرے ممکن ہے کہ بعض قیاس میرا غلط ہو مگر
اوس غلطی قیاس کیوجہ سے کسیکو یہہ لازم نہین ہے کہ میری راے کی
تقلید کرکے تحقیق کیطرف نہ رجوع ہو بلکہ ہر مذاہب کے اصل کیطرف نہ لوگون
کے اقوال و افعال کیطرف رجوع کرین کیونکہ مذاہب کے روشن و چمکدار
مونہہ بسبب اونکے بگڑے ہوئے پابند لوگونکے باعث سے حجاب مین آگیا
ہے پس انصاف تو یہہ نہین ہے کہ اوسکے مقلدونکے اقوال و اعمال
کی بدنمائی اصل مذہب کے طرف منسوب ہو۔

محمد نے چالیسوین برس اپنے عمر کے اظہار نبوت کا فرمایا جبکہ وہ چھہ مہینے
کے تہے اونکے والد کا انتقال ہوا اور آپکی مان نے اوسکے کئی برس کے

آپکے شان مین کچہہ شعر فرمائے ہین جسکا ایک شعر یہہ ہے شعر

وابیض یسقی الغمام بوجہہ ثمال الیتمی وعصمۃ للارامل

اور ایسے روشن ہین کہ ابر استعارہ لیتے ہین روشنی آپکے چہرہ سے اور تنسیب پناہ یتیمونکے اور عصمت بیوہ عورتونکے

آپکے حسن اخلاق کی شہرت نے باوجود فقر وفاقہ اور غریب ہونیکے
خدیجہ سی امیر وکبیر عورت کو اسبات پر آمادہ کیا کہ اونہون نے
پیام شادی کا دیا اور کل اصراف شادی کے بھی کفیل ہوئین یہہ
خدیجہ وہی تہین کہ جنہون نے بہت سے عرب کے بیٹوںکو رد کر دیا
تہا مگر آپکے خوبیونکے باعث سے خود ہی خواستگار ہوئین بعد نکاح کے
اپنا سارا مال اسباب آپ پر صرف کر دیا ایک سال کعبہ کی تعمیر سر نو
سے بعد انہدام بنیاد کے ہو رہی تھی لوگونمین اسبات پر اختلاف ہوا
کہ حجر اسود جسکو ہر شخص متبرک سمجہتا تہا کون نصب کرے اسلئے ہر قبیلے
کے لوگ اسکے خواستگار تہے عجب نہ تہا کہ اس حیص بیص مین نوبت
فتنہ وفساد کی آجاتی مگر اسبات پر تصفیہ ہوا کہ علی الصباح جو شخص پہلے
خانہ کعبہ مین آوے اوسکا فیصلہ قطعی وناطق ہوگا۔ جو شخص پہلے
داخل خانہ ہوا وہ خود آنحضرت تہے آپکی جودت وقوت فیصلہ کو ملاحظہ
کرنا چاہئے کہ کسقدر منصفانہ اور عمدہ تہا جس سے ہر شخص راضی اور مداح
آپکا ہوگیا آپنے فرمایا کہ ایک چادر کے اندر پتہر کو رکہدو اور ہر قبیلے سے
ایک ایک شخص اوسکے گوشونکو تہام کر قریب اوسجگہ کے جہان نصب
کرنا منظور تہا لاوے اور مجہکو سب لوگ وکیل کردیوین کہ سبکیطرف سے
بذریعہ وکالت مین نصب کردون اس فیصلہ سے ہر شخص راضی ہوگیا
اور وہ فساد وفتنہ جسکا عرب کی تند خو اور کشت وخون کے حریص

رہتے تھے نب کبھی لہو لعب مین مشغول نہ رہتے تھے اور چونکہ آپ
مین ہمدردی اور ایک دوسرے کے امداد کرنیکا مادہ موجود تھا
اسلیئے آپ خود مستدعی اس امر کے ہوئے کہ اپنی رضاعی بھائیون
کے ساتھہ بکریان چرانے جایا کرین عرب مین اوسوقت یہہ ایک
محبوب پیشہ تھا جسکو اعلیٰ ادنیٰ کوئی عار نہین سمجھتا تھا اسی
طور سے آپ مین فطرتی جفاکشی اور اخلاقی خوبیون کے آثار
لڑکپن ہی سے نمایان تھے۔
آپکو بت پرستی سے لڑکپن ہی سے نفرت تھی کسی بت کی عبادت
و تعظیم کبھی اور کسی عہد مین بھی نہین کی بحیرہ راہب نے آپکو جب
لات و عزیٰ کی قسم دی تو آپنے بہت ہی سختی اور ترش روئی سے
اوسکا انکار کیا حالانکہ اوسوقت عمر آپکی کچھہ بہت زیادہ نہ تھی قبل
نبوت کوئی بد دیانتی اور سوء خلقی آپکی ثابت نہین ہوئی اہل عرب نے
بباعث آپکی جبلی امانت اور راستی کے صادق و امین کے ممتاز لقب
سے مشہور کر رکھا تھا جھانونکے ساتھہ نہایت خندہ روئی سے آپ
پیش آتے تھے غریبونکے آپ حاجت روا تھے ابتداے گوشہ
نشینی غار حرا مین جب آثار وحی کے آپ پر ظاہر ہوئے اور اوس
حالت خود رفتگی مین آپ اپنی بی بی خدیجہ کے پاس تشریف
لائے اور یہہ کہا کہ زملونی زملونی یعنی کمبل اوڑھاؤ کمبل
اوڑھاؤ مجھے اپنی جانکا خوف ہے تو خدیجہ کبریٰ نے فرمایا کہ خدا تمکو
ہرگز ضایع نکریگا اسلیئے کہ آپ غریبونکی امداد اور محتاجونکے ساتھہ سلوک
کرتے ہین یہہ وصف آپکا اوائل ہی عمر سے تھا چنانچہ ابیطالب نے

وقریب قریب مشرکین مکہ کی تھی غریبہ علیہ السلام کو یہود سے اور عیسیٰ
علیہ السلام کو نصاریٰ ابن اللہ کہتے تھے بعض لوگ حضرت مریم کو خدا
کی بی بی قرار دیتے تھے توحید فی التثلیث و تثلیث فی التوحید جسپر آجکل
مسیحیونکا زور ہے ایسے تاویل کوئی نام کو بھی نہین جانتا تھا باپ
بیٹے روح القدس یا باپ بیٹے مان بے محابا خدا اور علحدہ اقنوم سمجھے جاتے
تھے آپکے کل عزیز و قریب بت پرست تھے کیا یہہ گمان کیا جائے کہ وہانسے
یہہ چیر یا اوتار اگیا ہو —
ورقہ ابن نوفل اظہار نبوت کے بہت دنون پہلے انتقال کر چکا تھا جسکے نسبت
نہایت دہوم دہام سے معترضین اعتراض کرتے ہین کہ توحید کی تعلیم اوس
سے آپنے سیکھی ہے آپ تو امی محض تھے آجکل پڑہے لکھے معترضان آپ
بیمثل اخلاق حکیمانہ ردشس فصیحانہ مواعظ عالی دماغی ساری عمر مین حاصل
کیون نہین کر لیتے جس سے ہم یہہ کہسکین کہ تعلیم سے ایسی روحانی تہذیب
اخلاقی مکارم عمدہ قوانین ایک انسان مکار سے ممکن ہے چند روز
کی مصاحبت خدیجہ کبری سے کسطور سے یہہ قیاس مین آسکتا ہے کہ ورقہ
کی تعلیم تہی جسنے سارے عالم مین روحانیت پہونکدی اور سارے
ادیان کی رونق اور روشنی ذم کے دم مین بالکل ماند کردی مسیحی
انصاف کو دخل دیوین کہ کیا اونکے یہان ایسی تعلیم و تکمیل اعمال و حفظ
وسایل اخلاق و قوانین سیاست مدنی و حسن معاشرت و تدبیر منزل
کا موجود ہے اونکے مذہب مین شرایط ملکداری و سیاست مدن موا
اقتضاے نوع بشری جس سے تحفظ جان و مال و امن و امان قایم رہے
پتہ تک نہین ملتا ایک ذرہ بہر بھی کوئی ثابت نہین کرسکتا یہی ورقہ

طبیعتون سے زیادہ خوف تہا بہت آسانی کے ساتہہ فرو ہو گیا۔
آپنے کبہی شاعری و قصیدہ گوئی جو شعار و موجب افتخار عرب کا تہا نہین
فرمایا عرب مین نام آوری کا بہت بڑا ذریعہ شعر گوئی کا تہا وہ آپ مین
نہین موجود تہا کہ جس سے لوگ گرویدہ ہون جبتک اظہار نبوت کا دعوی
آپنے نہین کیا تہا عرب کے نظرونمین آپکی عزت و محبت بباعث آپکے
خوبیونکے زیادہ تہی گو کہ بعد ادعاے نبوت کے سارے اہل عرب آپکے
دشمن ہو گئے اور آپکی ہجو و ایذادہی مین کوئی دقیقہ اوٹہا نہین رکہا
مگر آپکے چال چلن پر آجتک باوجود سخت کوششونکے کوئی الزام نہ ثابت
کرسکے اوسوقت مین زنا و شراب خواری و جوا عام طور سے ہر طبقے کے
لوگونمین جاری تہے آپکے بہ نسبت جہوٹہے الزام اسکے ارتکاب کا اوسوقت
کسینے نہین لگایا۔
عرب مین سواے مشرکین مکہ کے دیگر مذاہب کے لوگ بہت ہی کم تہے
وہان توحید کی تعلیم سواے نام بہی نہ تہی تین سو ساٹہہ بت مشرکین
مکہ کے تہے جنمین سے بعض خود خانۂ کعبہ مین اوس وحدہ لاشریک کے
جا سمجہے تہے مشرکین نہایت تعجب سے یہہ کہتے تہے اجعل الالہۃ
الہا واحدا ان ہذا لشیء عجاب کیا کیا بہت سے معبودونکو
ایک خدا یہہ نہایت تعجب کی بات ہے۔ ایک مشرک نے توحید کے
بیانات سنکر یہہ کہا کہ جب ہمارے اتنے معبودونسے کام نہین چلتا تو
محمد کے ایک خدا سے کیا کام چلیگا خدا کی بیٹیان ملائکہ شمار ہوتے تہے
خدا کے شرکا عبادات و تعظیمات مین لات و عزی و نائلہ گنے جاتے
تہے یہود و نصاری گو بعض جگہہ تہے اونکی خود حالت بت پرستی

مین آپ بہی داخل خانۂ خدا ہوئے کفار نے آپسے پوچہا کہ کیا یہہ سچ
کہ تم ہمارے ٹہاکرونکی ہجو و حقارت کرتے ہو آپنے فرمایا کہ بیشک مین
ایسا ہی کہتا ہون اِس کہنے کے بعد کفار نے آپکو اسقدر مار اکہ آپ
بیہوش ہوگئے ایک دوسرے مرتبہ سجدہ کیحالت مین اونٹ کی تازی
انتڑیان لاکر آپکے گردن مبارک پر ڈالدین جسکے بوجہہ سے آپ دب گئے
ایک دفعہ حالت نماز مین ایک شقی نے آپکے گردن مین چادر ڈالکر ایسے
زور سے کہینچا کہ گلا گہونٹنے لگا اپنے اہل قریش کو کوہ صفا پر جمع کر کے
یہہ فرمایا کہ اگر مین یہہ کہون کہ پس پشت اِس پہاڑ کے ایک لشکر چہپا
ہوا ہے کہ موقع پاکر تمہارے قافلہ کو لوٹنے تو تم سچ جانوگے یا جہوٹ
اونہون نے جواب دیا کہ چونکہ آپ سچے اور امین ہین اسلیئے ہمکو آپکی باتکا
اعتبار ہوگا آپنے فرمایا کہ اگر ایسا ہی سمجہتے ہو تو جان لو اور آگاہ ہو کہ
یہہ قافلہ دنیا سے جانیوالا ہے اور تمہارے پیچہے موت لگی ہوئی ہے
اور اوسوقت سے ڈرو کہ جو تمپر انیوالا ہے اور خدا کے پرستش بلا شرکت
غیرے بجالاؤ قریش نہایت ہی برہم ہوئے اور آپکا چچا ابی لہب نہایت
ہی درشتی سے پیش آیا کفار جب کوئی ذاتی عیب آپ مین نہ نکال
سکے اور آپکے مواعظ اور نصایح سے لوگونکو اسلام لاتے دیکہا تو یون
لوگونکو بہکانے لگے کہ محمدؐ تو ساحر ہے بعضون نے کہا یہہ تو کاہن ہے
جو غیب کی باتین بتلاتا ہے بعضون نے مجنون تجویز کیا اور نہایت
بے ادبی اور کج خلقی سے ایذا پہونچاتے رہے ۔ آپ انہین کی ایذا
دہی و آزار رسانی کے سبب سے ایک مکانمین قیام نہ کرتے
کبہی قبیلہ بنی شعب مین رہتے اور کبہی دوسری جا بہاگ کر جاتے یہہ

کی تعلیم بفرض تسلیم ایسی تھی کہ ایسے قوانین کا موجد اور ایسے روحانی تعلیم
کا معلم اور ایسے مذہب کا بانی بنا سکتی ہے۔

بجز اسکے کہ آپکا فطرتی مادہ نہایت ہی سلیم اور قابل نبوت کے تہا جو
بتدریج چالیسوین برس نبوت کے رنگ سے رنگ کر چمکا اور جسکے نور
کے سامنے دیگر ہدایت منسوخ ہوگئے **والحمد للہ رب العلمین علی
ذلک**۔

آپکے خصائل عمدہ ترین عادات سے یہہ تہا کہ آپ اکثر غور و فکر و ذکر
مین رہتے تھے غار حرا مین جاکر مراقبہ و تذکر بایت اللہ فرماتے تھے
بعض دفعہ کئی روز کے لئے غذا بھی ہمراہ لیجاتے تھے اسی حالت خلوت و تنہائی
مین آپکے اوپر نور نبوت کا چمکا اور چالیسوین برس کی عمر مین آیت کریمہ
اقرء باسم ربک نازل ہوئی **والحمد للہ علی ذلک** جب آپنے
اظہار نبوت کا فرمایا تو چند اشخاص جو آپکی اہل بیت مثل حضرت علیؓ
و حضرت خدیجہ و متوسل مثل زید ابن حارثہ کے ایمان لائے اُنکے
بعد قبائل قریش مین سے اپنی قوم کے سردار ابوبکرؓ ایمان لائے قریش کے
مزاحمت کے باعث وعظ و نصائح خفیہ خفیہ آپ فرماتے رہے اور اکثر
لوگ مسلمان بھی ہوتے گئے۔

یہانتک کہ جب حضرت عمرؓ مسلمان ہوئے تب علانیہ خانہ کعبہ مین نماز پڑھنے
کی نوبت مسلمانونکو آئی اور اوسوقت وعظ و نصائح کا طریقہ بالاعلان
جاری ہوا ان ایام مین کفار کے ہاتھون نے نہایت سخت تکالیف و ایذائین
اوٹہائی ہین ایکبار کفار بیت المقدس شریف مین جمع تھے اور اسبات کا
ذکر تہا کہ محمد ہمارے معبودونکی ہجو و حقارت کرتے ہین اس درمیان

اگر آپ غار ثور مین روپوش نہوتے تو جان بچنا مشکل تہا اوسی غار
مین ابو بکر کے پاؤنمین سانپ نے بہی کاٹا اس بلا کے انتہا اوسوقت
تک نہین ہوئی کہ آپ مدینہ طیبہ تک پہونچے کچہہ لوگ آپکے سامنے
بادشاہ حبش کے پاس ہجرت کرکے پناہ گزین ہوئے تھے اور کچہہ لوگ
بعد آپکے ہجرت کے عقب مین مدینہ طیبہ آتے رہے یہانتک کہ ایک
مسلمان بہی مکہ مین نرہا مکے کے لوگون نے بادشاہ حبش سے نہایت
چاپلوسی و خوشامد کے ساتہہ التجا کی اور اپنا ایلچی بہیجا کہ وہ مسلمانونکو
اونکے حوالے کردیوے تاکہ وے اونکو جو چاہین سو کرین مگر اوسنے اونکے
اس استدعا کو قبول نہین کیا اور اوسکو بے نیل و مرام واپس آنا پڑا ۔
جب کفار و نکی شرارت اور ایذا دہی کی یہانتک نوبت پہونچی کہ مکہ چہوڑنے
پر بہی مسلمانونکو چین و آرام نہ ملے اوسوقت خدا کی حکمت کا یہہ مقتضا ہوا
کہ مسلمان اونکے مقابلہ مین جہاد و دفع مضرت اور اعلاے کلمۃ اللہ کے لیے
کرین جہاد کے ابتدا یون ہوئی جسپر مخالفان مذہب اسلام یہہ اعتراض
کرتے ہین کہ مذہب اسلام تلوار کے زور سے پہیلایا گیا دس برس تک
آپ مکہ مین تشریف رکہتے رہے اسلام کے لیے ایک نکسیر تک نہین
پہوٹی تب لوگ کس طمع و خوف سے مسلمان ہوتے رہے ۔ آپکی قوت
عاقلہ و عاملہ اسقدر قوی و مضبوط تہی کہ نتایج کے تہہ تک اسقدر جلد پہونچ
جاتی تہی کہ بجز انبیا کے دوسرے کی عقل کا یہہ کام تہا کہ ایسی دوراندیشی
کرسکے قریش سے جب صلح دب کر اور اونکی خاطر خواہ شرائط پر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تو مسلمان نہایت ہی پژمردہ و افسردہ دل
ہوگئے اوسمین یہہ شرط تہی کہ اگر کوئی کافر مسلمان ہوکر تمہارے یہان

ایذا دہی کچھہ آپہی کے ساتہہ مخصوص نہ تہی بلکہ جن مسلمانونپر
اونکا قابو چلتا کچھہ اوٹھا نہ رکہتے - بلال ایک کافر کے غلام تہے وہ بعوض
اونکے اسلام لانے کے گرم ریتلے میدانمین اونکو لٹاکر ایک بڑا پتہر سینے
پر رکہہ دیتا اور کہتا کہ اسلام سے پہر جاؤ مگر وہ جوابمین بجز احد احد کے
کوئی دوسرا کلمہ نکہتا اور جو دوسرے غلام و لونڈیان کفارونکے قبضے
مین تہین وہ بہی اسیطور سے ایذائین و تکالیف پاتے رہتے تہے یہانتک
کہ ابوبکر نے بلال کو خرید کر کے آزاد کیا کوئی دانشمند یہہ خیال کر سکتا ہے
کہ ایسے ضعفا غربا مسلمانونسے اور باوجود اسقدر شدت و سختی کلفت
کفار کے آپکو دنیا ملنے کی کیا امید ہو سکتی ہے اور فقط ایک امید موہوم
بہبودی آیندہ پر ایسے جان جوکہون کوئی نہین اوٹہا سکتا ہے خصوصًا
عرب کے ندرو جنگجو اور پر فتنہ و فساد قوم کے سامنے اسقدر استقلال
کے ساتہہ کون جسارت کر سکتا ہے بجز اسکے کہ مؤید من اللہ ہو یہہ
دنیا دار کا کام نہین ہے - انہین تکالیف روزانہ پر کچھہ انتہا نہ تہی
یہانتک کہ قبائل عرب نے مجتمع ہوکر یہہ مشورہ کیا کہ ہر قبیلہ سے ایک
ایک شخص مجتمع ہوکر شریک قتل محمدؐ ہون تاکہ کوئی قبیلہ امداد محمدؐ
کی نہ کر سکے آپنے یہہ خبر سنکر ابوبکرؓ کے ہمراہ نہایت بیکسی و لاچاری
کے حالت مین اپنے پیارے وطن کو جسمین نہایت معزز و محترم
و مقدس مکان تہا جسکو مسلمان دل و جان سے زیادہ عزیز
و پیارا سمجہتے تہے اور جسمین عبادت سارے مقامات سے زیادہ
موجب ثواب جانتے تہے چہوڑنا پڑا آپکی خانہ ویرانی اسطور سے
ظہور مین آئی عرب نے اسپر ہی بس نکیا اور اونکے پیچہے لگ گئے

اور اسباب کا بیان کرنا مقصود رکھتے ہین کہ آپکے اعمال و اقوال مین ایک ذرہ بہر فرق نہتہا جو کچھہ کہتے تھے ویسا ہی کرتے تھے جس قسم کے اخلاق آپکے اعلی تھے ویسا ہی اعمال بلا تکلف صادر ہوتے تھے آپکی فطرت سلیمہ داقتضاے نوعی مین کسی قسم کی کجی و لغزش نہ تہی یہہ نہایت مشکل کام ہے کہ اعمال و اقوال اور اونکے خیالات برابر تلے ونچے رہین یہہ تو بہت سے لوگون سے ممکن ہے کہ لوگونکے حالات و کتابونکے معاینہ سے عمدہ اخلاقی تعلیم کچھہ کرسکتے ہین مگر عملی ثبوت نہایت ہی سخت دشوار ہے بجز اسکے کہ یہہ کام انبیا و رسولونکا ہو دوسرے سے ممکن نہین کہ ہوسکے

باب محاسن تعلیمات اسلام

مسلمانونکے توحیدی تعلیم کے بابت کچھہ زیادہ کہنے کی ضرورت نہین ہے جس خوبی و لطف و شرح و بسط کے ساتہہ اسلام نے اِسکو تعلیم فرمایا ہے نہ کسی مذہب مین ایسا بیان موجود ہے نہ کسی اہل مذاہب مین ایسے معتقد ملتے ہین جس طور سے حفاظت محافظ احکام سے توحید کی اسلام نے کی ہے عملی ثبوت اوسکا خود پیروان اسلام سے ثابت ہے اِنمین کوئی نہ خداکو دو تین مانتا ہے نہ کسیکو ابن اللہ و بنت اللہ جانتا ہے نہ استمداد ملسوا خدا کے چاہتا ہے نہ اوسکا حلول کسی مخلوق مین مانتا ہے نہ اوسکی تعظیمات کسی نبی و ولی و فرشتے مخلوقات سماوی ارضی کے لئے کرتا ہے رسول اللہ نے خود منع کردیا ہے کہ میرے رتبہ سے زیادہ میری تعظیم نکرو فرمایا اللہ نے ما انا الا بشر مثلکم یوحی الی انما الھکم الہ واحد کہ اسکے سوے

کیلیے موت و حیات کے سبب سے نہین ہوا ہے بلکہ خدا کے آیات
و نشانیون سے یہہ ایک دلیل ہے جب اس قسم کے واقعات دیکھو تو
خدا کے لئے سجدہ کرو چونکہ نفع و ضرر کا مالک خدا ہے اسلئے غیر
سے ضرر کا خیال کرنا اشراک فی الصفات ہوا اور کسی واقعہ عظیم یہ
کوئی امر مثل خسوف و کسوف کا ہونا او س شخص کے عظمت کا موجب
قرار دینا جو منجر بشرک فی العبادت ہے منع کر دیا گیا ہے یہود
و نصاری خدا کے بیٹا و جورو ہونیکے قایل تھے و مشرکین مکہ ملایکہ
کو بنات اللہ سمجہتے تھے اور او سکے ملک و ملکیت مین کیا از روے
قدرت و حکمرانی وکیا از روے تعظیمات کے اشراک کرتے تھے اسلئے
حکم خداوندی یہہ ہوا کہ آپ یہہ فرمان واجب الاذعان سنا دیجے کہ
قل هو الله احد خدا ایک ہے الله الصمد اللہ پاک ہے
اوصاف ذمیمہ و احتیاج و عجز وغیرہ سے لم یلد کسی کو اوسنے نہین جنا
ولم یولد اور نہ وہ کسی سے جنا گیا ولم یکن له کفوا احد اور
نہ اوسکے لئے کوئی ہمسر نہ مثل بی بی نہ مثل شریک ملک کے کوئی ہے
بعضے لوگ اجرام سماوی کی پرستش مالک نفع و ضرر سمجہکر کرتے تھے
اونکے لئے یون ممانعت ہوئی کہ نہ سجدہ کرو شمس کو اور نہ قمر کو بلکہ خدا ہی
کو سجدہ کرو اور اوسیکی عبادت کرو۔
جسطور سے کلام مجید مین اظہار اوسکے قدرت اور اوسکے عظمت اور
اوسکے وحدہ لاشریک ہونیکا اور سارے عالم کے بیچارگی و ذلت اور
فرومایگی کا بیان ہے اوسکی خوبی کچھہ اوسیکے سمجہہ مین آویگی جسکو کچھہ بہی
مہارت فہم معانی کلام پاک مین ہوگی اوسکے مضامین کا دوسری بات

ولیس کے عشق کیحالت مین بہی ترتیب مقدمات کرتے ہے اور اوسی
حالت بد جواسی مین اسقسم کا ہذیان بکتے ہتے یہہ کچہہ نہین ہے فقط
وہ ایک عادت ہے جو اونکے طبیعت پر غالب ہوگئی ہے کیا ہم نہین دیکہتے
کہ سوتے وقت جس بات کا دہیان رہتا ہے خواب مین بہی اوسی
سین کا تماشا پیش نظر ہوتا ہے یہہ کیا ہے غلبہ خیالات کا ہے پس جب
انسان عالم مین بہت سے کامونکے لئے مخلوق ہوا ہے اور روحی غرض
خدا کی معرفت و یقین ہے تو اگر روح کو اوسکے یاد مین نہ لگایا جاے تو بیشک
اوسکو مشغولی و مصروفی دنیا کے کامونمین ہوگی اور وہ بالکل اپنے اصلی
غرض کو نسیاً منسیا کردیگی اسلئے سخت ضرورت اس امر کی ہوئی کہ کم سے
کم اوسکی یاد اور ذکر ہر روز ایسے طور سے ہونا چاہیئے کہ ہجوم افکار دنیاوی
اوسکو غافل یاد خدا سے نکریں اسلام مین اسلئے نماز پنجگانہ مقرر کیگئی
تاکہ اوسکی یاد دلمین راسخ ہو جاوے علاوہ برین نماز کے پڑہنے سے یہہ
فائدے حاصل ہوتے ہین کہ انکے دلمین تذلل عجز خاکساری احسانمندی
وخوف خدا ہوتا ہے کیونکہ نماز کیا ہے خدا کے حضور مین ادب اور طمانیت
سے دست بستہ کہڑے ہوکر اوسکی احسانمندی الحمد لله کہکر ظاہر کرتا ہے
اور اوسکے اوصاف ربوبیت و عظمت و قدرت و جبروت اور رحمت کا خیال
رب العالمین الرحمن الرحيم ملك يوم الدين سے ہوتا ہے اور
اياك نعبد سے توحید کی صفت دلمین راسخ اور اپنی بندگی اور عبودیت
کا اقرار کرتا ہے اور وایاك نستعين سے استمداد اوس سے چاہتا ہے
اور ماسوا عالم سے کسی نفع و ضرر سے قطع نظر اور اونکی بیچارگی اور محتاجی کا
اظہار کرتا ہے کیونکہ استعانت کے حصر سے یہہ بات ظاہر ہوتی ہے

تکبر و خود بینی و خود نمائی بے صبری وغیرہ بد سرشتی زایل ہو کر اوسکے مقابل اوصاف عجز و عبودیت صبر و استقلال کے حاصل ہوتے ہین کیونکہ جب ایاک نستعین سے پورا بھروسہ بتوکل خدا ہوا تو یقینی ہر امر کریہ پر اوسکو صبر ہوگا اور رضاے الٰہی حاصل ہوگی۔
نماز ایک قسم کا دربار حضور خداوندی مین حاضر ہونیکا ہے جہانکہ انسان نظافت ظاہری و طہارت باطنی کے ساتھہ جبکہ دلی ادب و خشوع کا اظہار کرتی ہی جاتا ہے ایسے امر کثیر المنفعت و اعلی ترین مقصود خلقت انسانی کے لئے جسقدر نماز ادا کیجاوی اور پڑہی جاوی ہرگز جاے اعتراض نہین ہوسکتا مگر انسانکو فقط ایک نماز ہی ادا کرتا نہین ہے بلکہ دنیاوی بہت سے ضروری کام بہی اوسکے ذمہ ہین پس وہ اوقات فرصت خصوصاً عرب اور عموماً عامہ مخلوق کے تہے اوسوقت مین نماز پنجگانہ فرض کیگئی تاکہ دنیاوی ہجوم اوسکے دلسے وہ حالت عجز و عبودیت جو نماز سے حاصل ہوتی ہے زایل نکردے صبح کا وقت تاثیر و مستحکم کرنے اوس کیفیت مکتسبہ کے لئے جو اعلی ترین وقت ازروے فرحت و فرصت و تازہ صحیح ہونے قواے دلی و دماغی و خالی ہونے خیالات دنیاوی سے نہایت قوی الاثر تہا مقرر کیا گیا دوپہر کے بعد لوگ سب کام کرکے ارام کے لئے کچہہ دم لیتے تھے اسلئے وہ وقت بالکل بے شغلی کا تہا جو مقرر کیا گیا عرب کا دستور تہا کہ قبل غروب افتاب کام کاج لوگ بند کردیتے تہے اسلئے اوسوقت مین اکثر اوقات نماز سے نماز خفیف القرءت فرض کیگئی مغرب کے وقت بہی سارے قواءین اسیطور سے شگفتگی اور تازگی ہوتی ہے جسطور سے فجر کے وقت حاصل ہوتی ہے عشا کا وقت جو

کہ بجز خداوند عالم کے کوئی نہ کسیکا مددگار ہے اور نہ کوئی کسیکا معین ہوسکتا ہے اهدنا الصراط المستقيم سے استقامت اوس سیدہی راہ پر مقصود ہے۔

پس یہہ ساری التجا اور عجز وزاری دلمین انسانکے خدا کی ہیبت حاضر وناظر ہونا پیدا کرتا ہے حدیث مین ہے کہ فاعبد ربك كانك تراه فان لم تكن تراه فانه يراك اپنے رب کی عبادت کر ایسے طور سے گویا کہ تو اوسکو دیکھتا ہے اور اگر ایسا نہوسکے تو یہہ خیال کر کہ وہ تجھکو دیکھتا ہے اس خیال کے راسخ ہونیسے انسان کے دلمین خدا کا ادب اور خوف پیدا ہوتا ہے اور جبکہ وہ جانتا ہے کہ خدا مجھکو دیکھتا ہے یا حاضر ہے تو بیشک اوسکا دل معصیت اور نافرمانی سے کانپ اوٹھتا ہے بلکہ وہ نافرمانی سے باز رہتا ہے جیسا کہ خدانے فرمایا ہے ان الصلوٰة تنهى عن الفحشاء والمنكر کہ نماز بچاتی ہے ہر فحش اور بری باتونسے۔

اسکے بعد کوئی سورہ پڑہی جاتی ہے جسمین کچھہ خدا کی عظمت یا وحدانیت یا اوسکی آیات وعلم وحکمت یا اخلاقی امور تہذیب نفس کی ہدایت یا ترک معصیت کے لئے حکم ہوتا ہے اسکے بعد نہایت ادب وعاجزی سے سر تسلیم خم کرکے سبحان ربی العظیم سے تقدیس بیان کیجاتی ہے بعد اسکے سر اوٹھاکر اوسکے نعمتونکی شکر گذاری ادا کیجاتی ہے پھر نہایت ذلت اور خشوع سے سر نیاز اوسکے قدمونپر ڈالا جاتا ہے اس سے بڑھکر کوئی ذلت انسانکی لئے اور علامت عبودیت مخلوق کے لئے نہین ہوسکتی ایک نماز کے اندر انسانکو کسقدر فایدے روحانی و اخلاقی حاصل ہوتے ہین

جاتے ہین - کلام پاک مین ہے - قد افلح المومنون الذین
ہم فی صلاتہم خاشعون او نہون نے بیشک نجات پائی
جو اپنے نماز و نمین خشوع یعنی تضرع و ادب کرتے ہین دوسری جا یہ حکم ہوا
کہ قوموا للہ قانتین کہ کہڑے ہو خدا کے لئے بندگی کرنیوالے -
چونکہ انسانین بباعث افراط لذات دنیاوی و انہماک حصول خواہشات
قوت غضبیہ و بہیمیہ کیطرف ہوتا ہے جو روح کو خدا سے غافل کر دیتی ہے
اسلیے روزے فرض کئے گئے تاکہ بے رغبتی و زہد بباعث تضعیف ان
قوا کے حاصل ہو اور اوصاف انسانیت صبر و قناعت و استقلال
کے اوس سے نصیب ہون اور اس بہوک و پیاس کی شدت سے
بنی نوع انسان کے مصائب فاقہ کشی خیال کر کے اونکی ہمدردی اور غمخواری
کریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر روزہ مین بہت زیادہ
خیرات کرتے تھے اور شب و رات مین زیادہ مصروف رہتے تھے اکثر
سال کے آپکے روزہ مین کٹتے تھے جب کچھ کہانیکو نہوتا تھا تو وجہ
اللہ نیت روزہ کی کرتے تھے آپنے فرمایا کہ روزہ نصف صبر کا ہے
اسلئے کہ اسمین امساک شہوت و دنیا و بیسے دن مین کیا جاتا ہے
اور اگر رات بہر یہی حالت رہتی تو پورا وقت صبر و امساک
مین گذرتا لیکن ایسا نہ ہوا اون اوسکے اوقات کا نصف وقت سے
پس روزہ نصف صبر کا ہوا - چونکہ مسلمانونمین غربا و مساکین
کی کثرت تہی اور کوئی باقاعدہ طریقہ اونکے رفع ضرورت کا اوسوقت
جاری نہوا تہا اور آج پولیٹیکل اکانمی کے رو سے یہہ اصول ۱۳۰۰ برس
کے بعد معلوم ہوا ہے کہ انسانی محنتون کا نفع مالدارون دو گونہ ایک

ساری رات مین فقط ایک ہی نماز قرار دیگئی اسلئے کہ رات بہی اوسکے ذکر و فکر سے کچہہ حصہ حاصل کرے اور وہ کیفیت جو قوائے جسمانی و روحانی کے آرام کے وقت حاصل ہوگی بہت زیادہ پُر اثر اور راسخ ہوگی۔

چونکہ احکام خداوندی حسب مقتضائے وقت و ضرورت نازل ہوتے تھے اور نماز مین پڑہے جاتے تہی اسلئے نماز جماعت مین شرکت ہر شخص کے لئے ضروری تہی تاکہ برکات وفیوض آیات رحمانی سے محروم نرہین اور آپس کے یکجا ہونیسے محبت والفت وسلف ہلپ کے عادت مضبوط و قوی ہو جمعہ کی نماز بہی اسیلئے اون لوگونکے لئے جو جماعت کے لئے نہین اسکتے تہے واجب کیگئی تاکہ ہفتہ وار اُن برکات سے وہ بہی مستفیض ہون۔

انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین عجز و انکسار اسقدر تہا کہ نماز بلا کسی فرش کے زمین پر پڑہتے تھے اور سر کو نہایت بے تکلفی اور وقار کے ساتہہ بلا کسی خیال کے اوسی مٹی پر رگڑتے تھے اکثر حصہ شب کا کبہی رکوع مین کبہی قیام مین گذرتا تہا نماز مین رقت قلب اسقدر ہوتی تہی کہ مثل ہانڈی کے جوش کے اپکے سینہ سے اواز تضرع و گریہ آہ کی نکلتی تہی اکثر چشم پاک سے انسو اسقدر جاری ہوتے تھے کہ ریش مبارک تر ہو جاتی تہی حضرت عائشہؓ کہتی ہین کہ آپ ہم مین بہت ملے جلے رہتے تہے مگر جب نماز کا وقت آتا تہا تو بالکل ہملوگ ایکدوسرے کو بہول جاتے تھے۔ آپنے فرمایا کہ جو شخص دو رکعت نماز ایسی پڑہے کہ جسکے دلمین دنیا کا خیال کچہہ بہی نہ آوے اوسکے سارے گناہ بخشدیئے

معاینہ کریں اور آپسمیں محبت اسلام و اخوت اسلامی سے سارے
مسلمانوںکو ایک ہی رنگ رنگا دیکھیں۔ جبلہ ابن ایہم قبیلہ غسان کے
فرمانروا نے کسی مسلمان کو کچہہ ایذا دی تہی حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ و
بدلہ اوسی طور سے اس خانہ خدا میں لیا جائیگا جسطور سے کہ اوسکو پہونچایا
ہے کوئی خصوصیت و وجہہ فضیلت سلاطین روساء کو غریب مسلمان پر انکو
حاصل نہیں ہے۔
ایک صحابی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم کی اونٹنی کا کاٹہی پہٹا ہوا کسی غریب
خوددار کے ایام حج میں ہوتے تھے اس سے بڑھکر کیا ذریعہ تفرقہ ہوگا
سارے عالم کا بادشاہ بہی ایک ادنی مسلمان کیطرح گہومتا رہے۔
دنیا کے ارکان و طریقہ مناسک حج کے قائم ہیں وہ حضرت بہادر ... ہے و اولاد
ابراہیم کی یادگاری ... اور اوس ... مسلم کی ... انکی ...
وارض کو دیکھکر ... اور ... شرافت و ارادت ... کر فرمایا
انی وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض
حنیفا وما انا من المشرکین اعراض روگردانی پر ...
سے خیال کریں اور دیکھے اوس ... کے بنائے ہوئے مکانکو جو
محض اوس وحدہ لاشریک کے عبادت کے لیے جسکے لئے نہ
کوئی مکان ہے اور نہ کوئی نشان تعمیر کیا گیا یاد کرکے اوس اکیلے ہی اور
اعراض عن الاصنام سے اپنے دلمیں وحدانیت اور اوسکی محبت کو مضبوط
و استوار کریں اور سارے عزیز و قریب مال و دولت جو سبب غفلت
و دنائت قلبی کے ہوں اونسے اعراض و روگردانی کرکے حنیف
مسلمان بن جاویں اور اوس فدیہ جانوروں سے جو ہمارے دادا اسمعیل کے

سخاوت بھی آپکی نہایت جنچی و تلی تھی ایکبار آپنے کسیکے سوال پر بباعث نہ موجود ہونے کسی چیز کے پیراہن شریف اوتار کر دیدیا برہنہ گھر مین رہے نماز کے لئے باہر نہ آسکے اسلئے کلام پاک مین یہہ حکم ہوا کہ **لا تجعل یدک مغلولۃ الی عنقک ولا تبسطہا کل البسط فتقعد ملوما محسورا** یعنی اپنے ہاتھہ کو بالکل گردنسے نہ باندھ لیجئے اور نہ ایسا کہول لیجئے کہ جسمین بیٹھہ رہین ندامت اور حسرت سے ہاتھہ کو گردن سے باندھ لینا بخل سے مراد ہے اور کہول لینا اسقدر جو بیرون اعتدال ہے زیادہ ہوا اسراف مراد ہے چونکہ یہہ امر کہ آپ برہنہ گھر مین بیٹھے رہین اور مسلمین مین آپکے تشریف لانیکے باعث خرابی ہونا نہ تہا اور اعتدال سے بھی باہر تہا اسلئے آپکو ہدایت ہوئی کہ بخل و بسط مین اعتدال رکہین آپنے کسی شخص کو اسقدر بکریان دین جو درمیان دو پہاڑون کے تہین وہ شخص جب باہر نکلا تو کفار سے کہتا تہا کہ محمد بڑا سخی ہے جو اسقدر دیتا ہے کہ فاقہ سے نہین ڈرتا آپکے گہر مین اگر کوئی چیز ہوتی تو اندر تشریف نہ لیجاتے جبتک کہ خیرات نکر لیتے آپنے فرمایا کہ تونگری کثرت مال و دولت سے نہین ہوتی بلکہ دلکی غنا (یعنی بے پروائی و بے تعلقی مال) سے ہوتی ہے سعدی نے خوب کہا ہے تونگری بدل است نہ بمال ایکبار اعراب نے آپکو اسقدر مانگنے سے دق کیا کہ آپکی ردا کاندہون اور پیٹہ سے کہچ گئی آپنے متوجہ ہوکر اونکی جانب یہہ ارشاد فرمایا کہ میرے پاس اگر ہوتا تو مین تمکو اسقدر دیتا کہ تم مجہکو بخیل نکہتے۔ آپنے فرمایا کہ جسنے اپنے اوپر در سوال کہولا وہ کبہی تونگر نہوگا دوسری حدیث مین یون وارد ہے کہ **کاد الفقران یکون کفرا**

بخل و سخاوت میں اعتدال

سوال سے نفرت

سنت ہے جنکو کہ اونکے باپ نے خدا کی راہ مین نثار کرنا چاہا تہا وہی
نفس و جان نثار ہی عشق خدا مین حاصل کرین اور اس عملی ثبوت جان
و مال و جسمانی تکالیف کے تحمل سے ثابت کر دیوین کہ خدا کی محبت و اطاعت
ماسوا عالم پر غالب ہے۔
آپ زاہد ترین از روے خیالات و اعمال کے تھے عائشہؓ سے روایت
ہے کہ آل محمد نے کبہی دو روز جو کی روٹی پیٹ بہر کر نہین کہائی ایک
دوسری حدیث مین ہے کہ آپکو غذا دو وقت برابر نہین ملی ایک وقت
ملی بہی تو وہ بہی شکم سیر ہو کر نہین ملی جس روز آپکا رفیق اعلی سے وصال
ہوا اسقدر مال نہ تہا کہ جس سے چراغ کے لیئے تیل آسکے آپنے اپنے وفات
کے وقت فقط تین ہی چیز چہوڑین ایک خچر اور ایک تلوار اور ایک باغ
فدک جسکو عین حیات ہی مین آپنے کفالت مساکین کے لیئے علحدہ کر
رکہا تہا آپنے صدقات و خیرات کا لینا بنی ہاشم کے لیئے حرام
کر دئے تا کہ کوئی یہہ خیال نہ کرے کہ محض طمع دنیاوی کے باعث
آپنے یہہ تکالیف گوارا کین ابو بکرؓ سے روایت ہے کہ مین بہوک کے
مارے بیتاب ہو کر آپکی خدمت مین حاضر ہوا اتنے مین عمرؓ بہی آئے
اونکو بہی یہی شکایت تہی آپنے اونلوگونکو اپنا شکم مبارک کہولکر
دکہایا کہ جسپر پتہر بندہے ہوئے تہے ایسے اور بہت سے واقعات
پتہر باندہنے کے شکم مبارک پر موجود ہین کہ جو بباعث نہ موجود ہونے
کسی طعام کے تہا آپنے عائشہؓ سے وفات کے روز فرمایا کہ جو کچہہ موجود ہو
صدقہ کر دو تا کہ مین اپنے دوست سے ایسے حالتمین ملون کہ میرے پاس
ایک حبہ بہی نہو۔

کے ہے کہ آدمی کہتا ہے کہ اپنا مال اپنا مال مگر اوسکے مال
سے کچھ بھی نہیں ہے مگر وہ جو کہایا اور پہنا اور صدقہ دیا۔ ایک دوسری
حدیث میں ہے کہ بخیل کی کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی۔ کلام پاک
میں ہے کہ [illegible] یعنی جو لوگ مال جمع
کرتے ہیں اور گنتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہمیشہ اونکے پاس رہیگا ہرگز
نہیں وہ لوگ حطمہ میں ڈال دئیے جاینگے۔ اور حطمہ کیا ہے یہہ اللہ کی
آگ ہے جو دلوں پر جا چڑھتی ہے۔ دوسری جگہ کا مضمون یہہ ہے کہ
بخیلوں کے مال آگ میں تپائے جاینگے اور انکے ماتھے پر داغ دئیے جاینگے
قناعت کی رغبت آپ یوں دلاتے کہ اگر ابن آدم کے پاس دو جنگل سونے
کے ہوں تو تیسرے کا خواستگار ہوگا اور اوسکا پیٹ نہ بھریگا مگر
مٹی سے اسکو کسی شاعر نے یوں ترجمہ کیا ہے شعر

گفت چشم تنگ دنیادار را ؛ یا قناعت پر کند یا خاک گور

قناعت کی تعریف یوں فرمائی الغناء غناء النفس یعنی تونگری
بدلست نہ بمال۔ ابوہریرہ سے آپنے فرمایا کہ جب تجھے بھوک لگے تو ایک
روٹی اور ایک پیالہ پانی پر کفایت کر۔ آپنے خدا سے یہہ دعا مانگی کہ آل
محمد کی روزی بقدر کفایت عطا فرما۔ ابوہریرہ سے ایک دوسرے موقع پر
آپنے یوں فرمایا ورع اختیار کر عابد ہو جائیگا اور قناعت اختیار کر تو
شاکرین میں سے ہو جائیگا۔ قناعت طلب دنیا کے توسط و اعتدال
کا نام ہے۔

رسول اللہ اکثر سال بھر کے لئے بیت المال سے نفقہ رکھ لیتے تھے وہ
سال ہی کے اندر صدقات کے باعث صرف ہو جاتا تھا اسلئے قرض کی

کہ قریب ہے کہ فقر کفر ہو جاوے یعنی بباعث کفران نعمت و بے صبری
کے احاطہ کفر کے قریب ہو گا - حکیم ابن حزام سے آپنے بیعت اسی امر
پر لی تھی کہ کسی سے کچھ نہ مانگیں اونہون نے اسقدر اس حکم کی تعمیل کی کہ
سواری پر اگر چڑھے ہوئے اور کوڑا گرا دور اگر پڑتا تو اوٹھا دینے
کو بھی کسی سے نہ کہتے آپکے پاس اگر کچھ ہوتا تو صرف کرتے بدرجہ مجبوری
قرض لیتے ایکبار لوگون نے آپسے مانگنا شروع کیا آپنے اونکو کچھ
دیا جب وہ لوٹے تو آپنے فرمایا کہ یہہ لوگ اپنے پیٹ مین نہین بھرتے
مگر آگ حضرت عمر نے فرمایا کہ آپ انکو آگ کیون کھلاتے ہین جواب مین
یون ارشاد ہوا کہ مجھے بخل اچھا نہین معلوم ہوتا ایک غریب نے آپسے
کچھ مانگا آپنے پوچھا کہ تیرے پاس کچھ ہے اوسنے کہا کہ ہان ایک کمل اور
ایک پیالہ ہے کچھ بھی نہین ہے دو درہم آپنے اوسکا پیالہ فروخت
کرکے ایک درہم کی کلہاڑی اوسکو خرید دی اور کہا کہ جا لکڑیان کاٹ کر بیچ
چند روز مین جب آپکے پاس وہ آیا تو دس درہم اوسکے پاس ہوگئے تھے آپنے
فرمایا کہ تیرے اوس فعل سے یہہ فعل اچھا ہے [illegible] اور ان
لوگون کی تعریف آئی ہے جو اپنی ضرورتون سے [illegible] حاجت
ہونے دیتے تھے اور سوال بھی نکرتے تھے آیت مذکور یہہ ہے

لا یسئلون الناس الحافا -

بخل سے یون ممانعت کیگئی کہ خدا کے نزدیک بخیل سے زیادہ مبغوض
کوئی نہین ہے ایک دوسری حدیث مین بخیل کو بندہ دینار و درہم قرار
دیا ہے اسلیئے کہ اونہون نے خدا کی اطاعت سے دینار و درہم
کی محبت اور اطاعت عصیان خدا اختیار کر رکھی ہے - [illegible]

لوگونپر محض کمی وزن کے باعث سے عذاب نازل ہوا تھا یتیم کا مال جو لوگ ظلم سے کھاتے تھے خدا نے اونکے لئے فرمایا ہے لا یاکلون فی بطونہم الا النار کہ نہین کھاتے ہین اپنے پیٹو نمین مگر آگ اور دوسرے جا پر حکم ہوا ہے کہ لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل کہ نکھاؤ آپسمین مال کو ناحق طور سے اور حدیث مین حرامخورونکی تخویف یون کیگئے ہے کہ جو بدن حرام سے پلا ہے اوسکے لئے دوزخ ہی بہتر ہے مال حرام سے صدقات وصلہ رحم کرنا ہرگز موجب ثواب نہین ہوتا جیسا کہ حدیث شریف مین ہے کہ جو شخص مال حرام جمع کرکے اوسکو صدقہ یا صلہ رحم مین صرف کرے یا خدا کے راہ مین دیوے تو ان سب کو خدا دوزخ مین ڈالدیتا ہے۔

چونکہ عرب مین افلاس و تنگدستی زیادہ تھی اور اکثر مدار زندگی قرض پر ہوتا تھا اور سود کا چلن اوس وقت مین زیادہ تھا اسلئے اونکی حالت معیشت نہایت خراب وردی تھی اس سود کے باعث اکثر لوگ پریشان حال و پراگندہ دل رہتے تھے ہمارے نظر و نمین اس زمانہ حال کی شہادت موجود ہے کہ اوسکے خرابیونکی وجہہ سے اکثر جایدادین تلف ہوئین اور ہوتی جاتی ہین اور بڑے بڑے خاندان کے لوگ خاک نشین بذلت ہوگئے ڈاکٹر ڈبلو ہنٹر صاحب سنتھال کے قومونکے بابت تاریخ ہندوستان مین یہہ تحریر فرماتے ہین کہ وہانکے لوگ بباعث سودخوارونکے ہمیشہ تنگدست رہتے تھے بلکہ باپ کے قرض کے بابت اونکی اولاد غلامی کی حالت مین اکثر رہتی تھی وہی لوگ سود کے بابت کل پیداوار اونکی کاشتکاری کا لیتے تھے اور اونسے محنت و مزدوری کراتے تھے اور

نوبت آئی تھی آپ اس قسم کے اسراف سے منع فرما دئیے گئے تاکہ ایسے قرض کی نوبت نہ آوے جیسے آپ اونکو سکین ایکی عادت شریف یہہ تھی کہ جو شخص قرضدار مرتا تھا اوسکی نماز جنازہ کی تنہا خود نہین پڑہتے تھے تاکہ لوگونکو قرض لینے مین کم جرئت اور ادا کا زیادہ خیال ہو۔

حدیث شریف مین ہے کہ جو شخص دنیا کو وجہ حلال سے اسلئے کماتا ہے تاکہ اپنے اولاد کی پرورش کرے وہ خدا سے ایسے حال مین ملیگا کہ اوسکا منھہ چودھوین رات کے چاند کیطرح چمکتا ہوگا اور دوسری حدیث مین ہے کہ راستباز سوداگر کا موںھہ چودھوین رات کے چاند کے مانند چمکتا ہوگا اور ایکجا یون ارشاد ہوا ہے کہ حلال ترین رزق ان نکے ہاتھ کی کمائی ہے اور بیع جسمین کسی قسم کی خرابی نہو اور ایک حدیث مین یون ہے کہ آپنے لوگونسے یہہ ارشاد فرمایا کہ میرے دلمین روح القدس نے یہہ بات پہونکدی ہے کہ ہر شخص کے مقدر مین جسقدر ہوگا بلا اوسکے ملیگا وہ نہین مریگا پس اللہ سے خوف کرو اور طلب رزق اچھی طرح کرو۔

حدیث مین ہے کہ جس شخص کے بدن پر دس درہم کا کپڑا ہووے اوسمین ایک درہم حرام کا ہو اوسکی نماز نہین مقبول ہوتی احتکار کے لئے یون منع فرمایا کہ اگر وہ شخص کل مال محتکرہ کو صدقہ بھی دیوے تب بھی قبول نہین ہوتا کیونکہ عرب کا رزق محض تجارت کے اوپر منحصر تھا اور لوگونکے غلہ روک رکھنے کے باعث مضرت عامہ خلایق کی تھی اور کلام پاک مین ہے کہ اون لوگونکی خرابی ہے جو لوگونسے تلواتے ہین تو پورا لیتے ہین اور جب تولتے ہین تو کم تولتے ہین۔ حضرت شعیب کے زمانے مین

جاہ و مال کی ایسی بُری چیز ہے کہ جو موجب جمیع فتنہ و فساد و زیادتی
ظلم و تکبر و حقارت کا ہے اگر کوئی شخص اپنے حق سے زیادہ کا خواستگار
نہو تو ہرگز فتنہ و فساد و ظلم کی نوبت نہ آوے اور اگر جاہ طلبی نہو تو ہرگز
کبر اور دوسرے کی حقارت نکرے اسکے بابت حدیث شریف مین یون
فرمایا ہے کہ دو بھیڑیے جانورونکے گلے مین ایسا نقصان نہین پہونچاتے
جتنا حرص جاہ و مال کی انسانکی دین مین پہونچاتا ہے۔

عفو

اعلیٰ ترین اخلاق و محمود ترین اوصاف مین سے ہے آپکی جبلی و
فطری صفت عفو کی تہی مجرم پر باوجود قدرت و دسترس ہونیکے
عفو کرنا ایک اچھا کام سمجھتے تھے جب فتح مکہ بباعث نقض عہد
مشرکین مکہ کے ظہور مین آئی تو چند مشرکین انمین ایسے تھے جنہون
نے مسلمانونکو اور آپکو نہایت سخت تکالیف و ایذائین دی تہین
اونکے شرارتونکا اور خباثتون کا یہی نتیجہ تہا کہ وہ ہرگز زندہ نہ رکھے
جاوین آپنے جہان یہہ حکم دیا تہا کہ بجز ہتہیار بند نوجوانونکے کوئی قتل
نکیا جاوے وہان یہہ بھی فرمایا تہا کہ بجز ان چند اشرار کے جنکے
ہاتہون سے بہت سی ایذائین پہونچی ہین یہہ ہرگز مستثنیٰ اوس حکم
سے نہین ہین پر جب وہ لوگ گرفتار ہوکر حضور مین لائے گئے اور معذرت
کی آپنے فوراً خطا معاف کی اور اوس روز آپنے در کعبہ پر کہڑے
ہوکر بہت سے قیدیون سے جو اوس لڑائی مین گرفتار ہوئے تھے مخاطب
ہوکر یہہ ارشاد فرمایا کہ تمکو مجھسے کیا امید ہے اونلوگون نے یہہ کہا کہ
آپ کریم ہین اور ہمارے قوم کے اچھے شخص ہین ہمکو بجز بہلائی کے
کوئی امید آپسے نہین ہے آپنے سبکو رہا فرما دیا۔ حاتم جو ایک عرب کا

پیٹ بھر روٹی بھی نہین دیتے تھے چنانچہ ۱۸۴۸ء مین گانون کے باشندے جنہون نے جنگل کاٹکر اراضی صاف کی تھی ماپون ہوکر جنگل کو نکل بھاگے اور ۱۸۵۵ء مین بتیس ہزار سنتھال اپنے تیر و کمان لیکر کلکتے کو روانہ ہوئے کہ اپنی حقیقت گورنر جنرل سے بیان کرین راستہ مین بباعث فاقہ کشی چوریان کرنے لگے اور جب پولیس نے انتظام کیا تو ایک ناحق کشت و خون ہوا انہی غور کرنا چاہئے کہ سود خواری کے باعث علاوہ تنگی معیشت کے اونکو اخلاقی مضرتین اور جانی نقصان کسقدر ہوا انہین خرابیونکی وجہ سے سود لینا اور دینا دونون حرام کر دیا گیا کلام پاک مین یون حکم دیا گیا ہے یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وذروا ما بقی من الربوا ان کنتم مومنین وان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ ۔ کہ اے ایمان والو ڈرو خدا سے اور چھوڑ دو سود کو اگر تم ایمان لائے ہو اور اگر تم ایسا نکروگے تو خدا اور اوسکے رسول سے لڑائی کے لئے تیار ہو اس سے بھی زیادہ آسان حکم یہہ دیا گیا ہے کہ جو لوگ نہ ادا کر سکین اونکو مہلت دو اگر بخشدو تو یہہ بہتر ہے۔

چونکہ ان سب خرابیونکی جڑ طمع و حرص ہے اسلئے اوسکے لئے قناعت کی ہدایت اور زہد کی رغبت دلائی گئی اور حرص سے ممانعت فرمائی گئی آپنے ایک اعرابی سے جہان نماز اور عمل نیک کی ہدایت فرمائی تھی وہان یہہ بھی کہا کہ لوگونکے مال سے طمع دور کر اور ایک دوسری حدیث مین حریص کی مذمت یون کی کہ دو حریص کے پیٹ کبھی نہین بھرتے ایک حریص علم دوسرا حریص مال کا یہہ سب جانتے ہو حرص

اونکے قصور سے درگذر کرے۔

جب یہودیہ نے آپکو دعوت مین زہر دیا تو آپنے اوس سے کوئی مواخذہ نہین فرمایا ایک یہودی جسکے آپ قرضدار تھے قبل انقضاے وعدہ آپسے متقاضی ہوا اور نہایت سخت کلامی اور دریدہ دہنی سے یہہ کہنے لگا کہ آپ اور آپکے قبیلے کے لوگ اسیطور سے نادہند اور وعدہ خلاف ہین عمر کو اس کلام پر اوسکے تاب نرہا اور نہایت پیچ و تاب کہا کہ چاہا کہ اوسکے تنبیہہ کرین آپنے حضرت عمر کو منع فرمایا اور اوسکا قرض مع کچھ زائد ادا فرمایا اوسنے پوچھا کہ یہہ زیادہ کیون عطا کیا گیا آپنے فرمایا کہ عمر کی زیادتی کا بدلا ہے وہ آپکا یہہ حلم اور احسان دیکھکر اسلام لایا حدیث شریف مین ہے کہ جو شخص تجسے قطع کرے تم اوس سے جوڑو اور جو اپنا مال روکے اوسے دو اور جو تمپر ظلم کرے اوسکو معاف کرو۔

آپ لوگونکے ایذاؤن و تکالیف کا بدلہ ہرگز نہین لیتے تھے بلکہ اونکی تکالیف رسانی پر صبر فرماتے تھے جب آپکے دندان مبارک جنگ احد مین شہید ہوئے تو آپنے اونکے لیئے یہہ دعا فرمائی اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون اے خدا میری قوم کو ہدایت فرما کہ وہ نہین جانتے لوگون نے آپسے عرض کیا کہ آپ کفار کے لئے بددعا فرمائے آپنے فرمایا لالعان یعنی مین بددعا کرنیوالا نہین بھیجا گیا کسی تقسیم غنیمت مین ایک شخص نے کہا کہ یہہ تقسیم واجبی نہین ہے آپنے فرمایا کہ خدا رحم کرے موسی پر کہ اونکو اس سے زیادہ تکلیف دیگئی اور اونہون نے صبر کیا بعض جاہلون نے یہانتک آپکو تکلیف و ایذا دی کہ آپکے روے مبارک پر تھوک دیا آپنے کبھی اوسکا بدلا نہین لیا آپکی خصایل مبارکہ مین سے

مشہور سخی تہا اوسکے قبیلے کے لوگ معہ اوسکی بیٹی کے گرفتار ہوکر
آئے تو بپاس خاطر اوسکی بیٹی کے اور بباعث قدر سخاوت حاتم کے
سب ہی کے سب چھوڑ دیے گئے اتفاقیہ کسی غزوہ مین آپ تنہا کسی مقام
پر تھے ایک کافر شمشیر برہنہ آپکے سر پہ کھڑا ہوکر کہنے لگا کہ تمکو مجھسے
کون بچانیوالا ہے آپنے فرمایا کہ میرا خدا میرا حافظ و محافظ ہے اس جواں مرد
جواب سے ایسی ہیبت اوس شخص پر طاری ہوئی کہ تلوار ہاتھ سے گر پڑی
آپنے وہی تلوار لیکر اوس سے کہا کہ اب تو کیا کہتا ہے آیا اسلام لاتا ہے
یا قتل ہوتا ہے اوسکے نہایت منت و سماجت پر اس شرط پر اوسکو امان
دی کہ پھر وہ کبھی مسلمانوں سے لڑنے نہ آوے۔
جب مکہ پر مسلمان خفیہ چڑہ دوڑے تھے تو ایک شخص نے جسکے عزیز و قریب
مکے ہی مین رہتے تھے اس لشکر کی چڑہائی کی مخبری کردی تھی اوس خط
کے برامد ہونے پر آپنے اوسکے معذرت پر عفو تقصیر فرمائی۔
حدیث مین ہے کہ کیا کوئی شخص تم مین سے مثل ابی ضمضم کے نہین ہو سکتا
کہ جو جب گھر سے نکلتا تو یہہ کہتا کہ جو کچھہ بے عزتی و نقصان میرا لوگونکے ہاتھ
سے ہوا اوسکو مین نے معاف کردیا۔ آپکی بی بی جو حضرت ابوبکر کی بیٹی
تھین اونپر جب ناپاک تہمت چند منافقین نے لگائی اور آیت برائت
کی نازل ہوئی تو ابوبکر صدیق نے ایک اپنے عزیز کے نسبت جو
مسلمان تھے اور جو شریک قذف تھے صلہ رحم بند کردیا خدا کی مہربانی
اور رحمت کو ملاحظہ کرو کہ ابوبکر کو یون حکم سنایا گیا کہ اہل علم کو لازم
نہین ہے کہ ذوی القربے کے ساتھہ سلوک سے رکین چاہیے کہ وے
عفو تقصیر کرین اور درگذر کرین کیا وے دوست نہین رکھتے کہ خدا

شجاعت کی تعریف

مگر خدا ہملوگون کے ساتھ ہے۔

جنگ بدر مین جسمین مسلمان بہت ہی کم تھے اور کفار دوچند سے بھی زیادہ تھے آپ سب کے آگے لڑائی کے وقت رہتے تھے جب مدینہ طیبہ مین یہہ خبر مشہور ہوئی کہ کفار بہت بڑی جمعیت کے ساتھہ آتے ہین تو آپ تن تنہا طلحہ کے گھوڑے پر سوار ہوکر خود اونکی خبر لانیکو گئے خانہ کعبہ مین جب کفار نے آپکو تنہا پاکر یہہ سوال کیا کہ کیا آپہی ہمارے معبودونکو برا کہتے ہین آپنے نہایت ہی نڈر ہوکر یہہ کہا کہ ہان حضرت عمرؓ جسوقت کہ بقصد قتل اپنے گھر سے نکلے اور در دولت پر حاضر ہوئے اصحاب اونکے آنے سے نہایت خائف تھے آپنے سبھونکو منع کردیا کہ تم دروازہ مت کہولو خود ہی جاکر حضرت عمرؓ سے سوال کیا کہ تم کس قصد سے آئے ہو حضرت عمر کہتے ہین کہ مجھپر اسقدر خوف طاری ہوا کہ مین کانپنے لگا اور کہا اسلام کی نیت سے حاضر ہوا ہون۔

حیا کی تعریف

آپ نہایت باادب اور پرحیا شخص تھے آنکھین ہمیشہ نیچی رہتین چلتے پھرتے مین ادہر اودھر نظر نہ دوڑاتے تھے اگر کوئی مکروہ شئے پیش نظر ہوتی آنکھین بند کر لیتے تھے قبل نبوت کے ایک عورت اونٹ پر سے گر پڑی آپنے فوراً آنکھین بند کرلین تاکہ کہین ناجائز نظر نہ پڑے آپ خدا سے آنکھہ کے خیانت سے ہمیشہ پناہ مانگتے تھے حیا ہی کی وجہہ سے مستورات کو پردہ مین رہنیکا حکم دیا گیا اور اگر باہر نکلین تو اسطور سے کہ اونکی زینتین و آرائشین نمایان نہون اور نہ کسی عضو کی کیفیت کپڑے کے اوپر سے معلوم ہو اور مرد و عورت ہمیشہ اپنی نظرین نیچی رکھین تاکہ ایک کو دوسریکو دیکھنے سے فتنہ نہ پیدا ہو (سورہ نور مین

یہہ بات تہی کہ کبہی اپنی ذات کے لئے کسی سے بدلا نہ لیتے تھے ایک شخص
نے آپسے کہا کہ آپ عدل نہین کرتے آپنے فرمایا کہ اے شخص اگر مین عدل
نہین کرتا تو پہر کون کرتا ہے یہہ بات آپنے فرمائی کہ مین نے خدا سے یہہ
درخواست کی کہ ایک روز بہوکا رہون تو صبر کرون اور ایک روز نصف
پیٹ کہاؤن تو شکر کرون جب آپکے صاحبزادے کا انتقال ہوا تو آپکے
چشم مبارک سے آنسو جاری تہے آپسے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
یہہ کیا امر ہے آپنے فرمایا میرا دل کڑہتا ہے اور آنکہون سے آنسو جاری ہین
مگر مین وہی کہتا ہون جس سے خدا راضی ہو اور یہہ امر رحم کے باعث ہے
توکل کے اصل معنی ترک تدبیر کے نہین ہین بلکہ خدا پر بہروسا کرنا اور تدبیر
پر اطمینان نکرنیکا نام ہے جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے وشاورہم
فی الامر فاذا عزمت فتوکل علی اللہ اور مشورہ کرو اونلوگون
سے اپنے کام مین پس جسوقت اوسکے کرنیکا قصد ہو پس خدا پر بہروسا کرو
اس مضمون کو حدیث مین یون فرمایا ہے کہ اونٹ کو باندہ کر توکل
کرو جسکا ترجمہ مولانائے روم نے یون فرمایا ہے۔ گفت پیغمبر باواز بلند
بر توکل پائے اشتر را ببند۔ چنانچہ آپکو خدا پر اسقدر بہروسا تہا کہ
جب اعرابی کافر نے تن تنہا پاکر یہہ سوال کیا کہ اسوقت تمکو کون بچائیگا
تو آپنے فرمایا کہ خدا۔ جب مدینہ طیبہ کے محاصرہ مین آیت واللہ
یعصمک من الناس خدا آپکی حفاظت کریگا آدمیون سے نازل
ہوئی تو آپنے فوراً اونلوگونکو جو آپکے مکان کے محافظ تہے اوٹہا دیا۔ غار ثور
مین جبکہ آپ و ابوبکر روپوش ہوئے اور کفار متعاقب گئے ابوبکر کفار
کی جمعیت دیکہکر رونے لگے آپنے کہا لاتحزن ان اللہ معنا کہ غم

آپنے کہا کہ جب کسی نے اوسکے ماں باپ کو گالی دی تو وہ تمہارے ماں باپ کو دیگا
فحش کلامی کے لئے تعذیر مقرر کیگئی شر الجوارح بند کیگئی آپنے فرمایا کہ جو کوئی
زبان و شرمگاہ کی حفاظت کریگا اوسکے بہشت مین جانیکا مین ضامن ہون نہ
تہمت زنا کی گناہ کبیرہ قرار دیگئی اور اوسکی کوڑے حدا فترا کے اوسپر قائم
کئے گئے اور تا توبہ اوسکی شہادت نامقبول ہوگئی۔

عیب جوئی کی ممانعت

آپنے عیب جوئی کبھی کسیکی نہین کی کلام پاک مین عیب جوئی کرنیکے لئے
یون ممانعت وارد ہوئی ہے ولا تقف ما لیس لک بہ علم ان السمع
والبصر والفؤاد کل اولئک کان عنہ مسؤلا اور نہ پیچھے پڑین آپ اوس
امر کے جسکا علم آپکو نہین ہے اسلئے کہ کان اور آنکھ اور دل سوال کئے جاوینگے
اس آیت سے ثابت ہے کہ ہر شئی لا طائل چیز کے دریافت سے بازپرس
ہوگی اور دوسری جا کلام پاک مین یون حکم ہوا ہے ولا تجسسوا و
نہ جاسوسی کرو۔

غیبت کی ممانعت

بہت بری و سخت معصیت جو انکے لئے مقام الامتحان ہے زبان
کو غیبت سے بچانا ہے جو لوگونکو حقیر سمجھنے کے باعث اور اپنے بڑائی کے
خیال سے پیدا ہوتی ہے عائشہ نے کسیکو کہا کہ وہ ناٹی عورت ہے آپنے
فرمایا توبہ کرو تمنے غیبت کی کلام پاک مین غیبت کرنے کی مسلمانونکے
گوشت کہانے سے مشابہت دیگئی ہے جیسا کہ فرمایا ولا یغتب بعضکم
بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا اور نہ غیبت
کرے کوئی تم مین سے ایک دوسرے کی کیا تم پسند کرتے ہو کہ اپنے
مردے کا گوشت کہاؤ۔ غیبت علاوہ اخلاقی مضرتونکے آپس کے فتنہ و فساد
و لڑائی کا سبب ہوتی ہے اور غیبت کے شہرت ہونیسے خود اوسکے

آیت حجاب ملاحظہ کرو) انہیں سبب رخنہ بند یونکے لئے خوجونکی آمد
ورفت عورتونکے پاس اور نامحرم کے ساتھہ مستورات کا سفر کرنا
کسی عام گذرگاہ پر مستورات کا بلا وجہہ کہڑے رہنا منع کردیا گیا
خوجونکی ممانعت کی یہہ وجہہ تہی کہ وے مردونکی پردہ نشینونکے حالات
بیان کرتے تہے زنا فقط اوسی خاص فعل کا نام نہیں قرار دیا گیا بلکہ آنکہہ
کا زنا بُری نظر سے دیکہنا اور کان کا زنا ناشدنی اذکار کا سننا
قرار دیا گیا زنا کے لئے حد مقرر کی گئی حدیث شریف مین ہے کہ
من لا حیاء لہ لا ایمان لہ جسمین حیا نہین اوسمین ایمان
نہین اور دوسری حدیث مین حیا کو جزو ایمان قرار دیا۔
آپکی زبان مبارک سے نہ قبل نبوت نہ بعد نبوت کے کوئی کلمہ مکروہ نکلا
بلکہ اگر کسی سے سنتے تو نہایت ہی ناخوش ہوتے ابوبکرؓ نے جب اوس
شخص کو کہ جسنے اونکو بہت سا سخت سست کہا تہا اوسکے جواب مین
کچھہ کہنا چاہا آپ فوراً اوٹھہ کہڑے ہوئے اور یہہ فرمایا کہ اب مداخلت
شیطانکی ہوگئی اسلئے مین نہین بیٹہونگا کلام پاک مین مسلمانونکو یہہ ہدایت
فرمائیگئی ہے کہ تم کفارونکے معبودونکو گالی مت دو تاکہ وہ نادانستگی سے
خدا کو گالی نہ دیوین مسائل ضروریہ مین جہانکہ ایسے الفاظ کی ضرورت
پڑتی تہی جو کسی خاص شرم کے متعلق ہوتے تہے وہان کنایتاً توضیح
اوس مسئلہ کی بیان فرمائیجاتی تہی جسطور سے لمس کنایہ جماع سے کیا گیا
اور جاے ضرور جانیکا کنایہ غائط یعنی چار دیواری سے کیا گیا آپنے
فرمایا کہ لوگ اپنے ماں باپ کو گالیاں دیتے ہین لوگون نے عرض
کیا کہ یہہ کسطور سے ممکن ہے کہ کوئی اپنے ماں باپ کو گالیاں دے

طرف اسقدر متوجہ ہوتے کہ وہ سمجھتا کہ مجھسے زیادہ کوئی شخص
انکے نزدیک محبوب نہین ہے اور جبتک وہ خود ترک کلام نکرتا آپ
اسکے جانب متوجہ رہتے ایک صحابی بیان فرماتے ہین کہ رسول اللہ
مجھسے گفتگو کرتے تھے اور مین یہہ سمجھتا تھا کہ مجھسے زیادہ کوئی شخص
آپکا دوست نہین ہے یہانتک کہ مین نے سوال کیا کہ مین زیادہ عزیز ہون
یا عمر آپنے فرمایا عمر اور ایک دوسری حدیث مین ہے کہ رسول اللہ سے
جب ہم دنیا کی باتین کرتے تو آپ ویسا ہی کرتے جب دین کی باتین
کرتے آپ بھی دین ہی کی بولتے اور جب ہم چپ ہوتے تو آپ بھی
چپ ہو جاتے گفتگو مین آپ ایک ایک لفظ کو بتکرار جدا جدا فرماتے
تاکہ سامع کے خوب ذہن نشین ہو جاوے آپ اکثر متواصل الاحزان اور دائم الفکر
رہتے جیسا کہ حسن ابن علی سے شمائل ترمذی مین روایت ہے کہ مین نے
اپنے خالہ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بابت سوال کیا کہ کسطور
سے رہتے تھے انہون نے فرمایا کہ رسول اللہ متواصل الاحزان دائم الفکر
رہتے اور انکو دنیا مین راحت کم تھی اور بہت چپ رہتے اور بلا ضرورت
گفتگو نکرتے اور کلام کی ابتدا اور انتہا کلہ دن سے کرتے اور اسطور بات
کرتے کہ لفظ تھوڑے اور معنی بہت ہون اور لفظ جدا جدا کرکے
بولتے اور کوئی لفظ فضول نکہتے اور کسیپر ظلم نکرتے اور کسی شے کو حقیر
نہ جانتے اور تھوڑی نعمت کو بہت گران قدر سمجھتے اور مذمت اور مدح کسی
نکرتے بجز اسکے کہ چپ رہتے اور دنیا کی کوئی چیز انکو غصہ مین نلاتی
مگر جب کبھی امر مخالف حکم خدا ہوتا تو آپکے غصہ کو کوئی چیز روک نسکتی
انتہی یہانتک آپکے بہت سے اوصاف بیان کیئے گئے ہین جس سے آپکی سلامت

دیکہنے وغیرہ دوسرے لوگونکے دلونسے اوسکی برائی ہو ـــــ لنے اور نکرنیکا
خیال ضعیف ہوجاتا ہے اور وہ حجاب جو اوس فعل کے ترک کے نسبت
تہا اوٹہہ جاتا ہے اسلیئے خدا نے کسیکی برائی کا ذکر بجز کسی خاص ضرورت
کی جس سے کوئی اخلاقی فایدہ ہووے منع فرمادیا ہے جیسا کہ چہٹوین پارہ
کے شروع مین ارشاد ہے لا یحب اللہ الجہر بالسوء من القول
الا من ظلم خدا نہین پسند کرتا برائی کی شہرت کو مگر مظلوم کے لیئے
کیونکہ بجز عدالت مین بلا اوسکے عیوب بیان کیئے ہوئے دادرسی نہین ہوسکتی
بلکہ زبانی غیبت تو درکنار سوءظنی بہی جو ملنشاء غیبت ہے منع کردیگئی جیسا
کہ خدا نے فرمایا ہے ان بعض الظن اثم بعض بدگمانی گناہ ہے حدیث
شریف مین ہے کہ ایاکم والظن فانہ اکذب الحدیث۔ بچو تم
بدگمانی سے کہ یہہ نہایت جہوٹی بات ہے اسکے رفع کی تدبیر یہہ بتلائیگئی ہے
کہ جب ایسا گمان ہو دلمین جمنے نہ دو۔ علامت ایمانی سوءظنی نکرنا قرار
دیگئی جیسا کہ وارد ہے ظن المومنین خیرا اگر ایسا نہ دارد وتو گمان نیک بہی
ہوتا ہے ام المومنین صفیہ کے ہمراہ آپ اونکو گہر پہونچانے تشریف
لیئے جاتے تھے چند اصحاب آپکو ملے آپنے اونسے اسلیئے یہہ جتا دیا کہ یہہ میری
بی بی صفیہ ہین تاکہ کوئی وسوسہ بدگمانی کا اونکے دلمین نہ پیدا ہو جب
اون لوگون نے یہہ بات عرض کی تہی کہ آپکے جانب کوئی ایسا خیال
نہین کرسکتا مگر آپنے محض احتیاطاً وتعلیماً ارشاد فرمایا۔
آپ نہایت شیرین کلام ونرم گفتار تہے جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے
لو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک اگر آپ سخت
کلام اور سخت دل ہوتے البتہ آپکے گرد لوگ نہ جمع ہوتے آپ مخاطب

آپ کسیکی بات نہ کاٹتے بلکہ جبتک وہ گفتگو کرتا اوسکو کرنے دیتے آپنے
فرمایا کہ جو شخص بات کا کاٹنا چھوڑ دے اور وہ حق پر ہو تو اوسکی جگہہ
طبقہ اعلی بہشت مین ہوگی اور جو شخص ناحق پر ہو اور بات کا کاٹنا چھوڑ
دیوے اوسکی جگہہ طبقہ اوسط بہشت مین ہوگی۔

آپ بلا ضرورت کلام نہ فرماتے جیسا کہ اوپر کی حدیث مین بیان ہو چکا ہے
آپنے فرمایا کہ کوئی شخص اپنے بہائی کے خوش کرنیکو ایسی بات کہتا ہے
جو شرع سے دور جا پڑتا ہے کلام پاک مین ہے وما یلفظ من قول
الا لدیہ رقیب عتید نہین بولتا آدمی کوئی بات مگر نزدیک
اوسکے نگہبان ہین تیار اور دوسری جا فرمایا ہے لاخیر فی کثیر من
نجوٰھم الا من امر بصدقۃ او معروف او اصلاح بین
الناس نہین بہتری بہت سے مشورہ مین انکو مگر جو کوئی حکم کرے
امر کیا صدقہ کا یا نیک کام کا یا صلح کرانے مین درمیان آدمیونکے حدیث
شریف مین ہے من حسن اسلام المرء ترکہ ما لا یعنیہ خوبی
اسلام سے مرد کا چہوڑ دینا ایسے امر کا ہے جسکی ضرورت نہین۔

آپ اکثر خاموش رہتے اور بلا ضرورت گفتگو نفرماتے جیسا کہ اوپر ذکر
ہو چکا ہے حدیث شریف مین ہے من سکت سلم ومن سلم نجا
جسنے سکوت کیا وہ سلامت رہا اور جو سلامت رہا اوسنے نجات
پائی اور دوسری حدیث مین ہے کہ خاموشی حکمت ہے مگر کرنیوالے
کم ہین۔ اور ایک شخص سے آپنے ارشاد فرمایا کہ اپنی زبانکو روک
اور اپنی خطا پر گریہ کر اور فرمایا جو زیادہ کلام کرتا ہے وہ زیادہ بیہودہ
بکتا ہے اور جو زیادہ بکیگا وہ زیادہ گناہ کریگا اور جسکے زیادہ گناہ

آپ کا بات نہ کاٹنا

آپ کا خاموش رہنا

فطرت و حکیمانہ روش پورے طور سے ثابت ہوئی تھے - جب آپسے لوگون نے بد دعا کرنیکو فرمایا تو اپنے بجاے بد دعا کے دعاے خیر فرمائی آپکو اس بات سے نہایت چڑ تھی کہ کوئی کسی پر لعنت کرے ایکبار کسینے اونٹ کو ملعون کہا تہا جس سے آپ سخت ناراض ہوئے -

آپ نہ کسیکو بناتے نہ ٹھٹھہ کرتے بلکہ مذاق شگفتگی طبع کے لئے جو بالکل سچ ہوتا اور جس سے کسیکی حقارت و ذلت نہ مقصود ہوتی کرتے بلکہ لوگونمین الفت و موانست بڑہانا مقصود تہا ایک ضعیفہ سے آپنے فرمایا کہ کوئی بوڑہی عورت بہشت مین نہ جایگی -

اوسکی حیرانی پر یہہ فرمایا کہ کیا کلام پاک مین تو نے نہین پڑہا کہ ہمنے اونکو اوٹہایا باکرہ - ایک لڑکے سے جسکا بلبل مرگیا تہا کہا یا ابا عمیر ما فعل النغیر اے ابا عمیر کیا کیا بلبل کو - ایک عورت سے آپنے یہہ کہا کہ تیرا شوہر وہ ہے جسکی آنکہہ مین سپیدی ہے آپنے ایک شخص سے یہہ فرمایا کہ اپنے بہائی کے بات مت کاٹ اور اوس سے مسخراپن نکر اور نہ وعدہ ایسا کر جسے پورا نکر سکے کلام پاک مین یون حکم ہوا ہے لا یسخر قوم من قوم عسیٰ ان یکونوا خیرا منہم کوئی قوم کسی دوسرے سے تمسخر نکرے شاید کہ وہ اوس سے اچھی ہے آپ قہقہہ مار کر کبھی نہ ہنستے تھے بلکہ تبسم فرماتے اور خندہ رو رہتے اور بعض دفعہ اسقدر ہنستے کہ کچلیان دندان مبارک کے کہل جاتین حدیث شریف مین ہے کہ الضحك یمیت القلب قہقہہ سے دل مردہ ہوجاتا ہے کیونکہ قہقہہ علامت غفلت و سبکی و ضعف عقل کی ہے

جہوٹ والونپر لعنت فرمائی ہے — - - اور علامت بے ایمانونکی
جہوٹ بولنا قرار دیا ہے حدیث شریف مین وارد ہے کہ علامت
منافق کی یہہ ہے کہ جبکہ وعدہ کرتا ہے تو اوسکے خلاف کرتا ہے اور
جبکہ قسم کہاتا ہے جہوٹ بولتا ہے اور جب امین کیا جاتا ہے
تو خیانت کرتا ہے معاذ رضی اللہ تعالی فرماتے ہین کہ رسول اللہ
نے مجہے وصیت کی تقوی اور صدق اور اداے امانت و ایفاء
وعدہ اور حسن خلق اور تہذاے حلال کے لئے
آپنے جس سے جو کچہہ وعدہ فرمایا اوسکا ایفا گو آپکا نقصان کیون
نہو ضرور کیا چنانچہ جب ایک شخص نہایت تکلیف مین پابند زنجیر کفار
مکہ کے ہاتہہ مین تہا اور باعث اسلام کے نہایت تکالیف اوٹہاتا
تہا خلاف عہدنامہ جو درمیان مسلمانون اور کفار کے ہوا تہا
مسلمانونکے یہان بہاگ کر آیا آپنے اوسکی تکالیف و ایذاؤن اور
اوسکی مصیبت کا نقض عہد کیوجہ سے کچہہ نہ خیال فرمایا اور دیا ہی
اوسکو واپس فرما دیا ایک شخص سے آپنے جونکہ لونڈی دینے کا وعدہ
کر لیا تہا باوجودیکہ فاطمہ زہرا کے ہاتہون مین چکی پیستے گہٹے پڑ گئے
تہے آپنے اونکو نہ دیا اور جس سے وعدہ فرمایا تہا اوسکو دیا - حدیث
مین علامت نفاق خلاف وعدہ کی قرار دیگئی کلام پاک مین بشدت کہین
تاکید ایفاء وعدہ کا ایک تخویف کے ساتہہ کہ ان العہد کان مسؤل
کہ ایفاے عہد سے سوال کیا جائیگا حکم دیا گیا -
کسیکی افشاے راز و پردہ دری نہایت بری چیز قرار دیگئی اخذ
امانت بابت امانت ہے اور امانت کا افشا کرنا خیانت قرار دیگئی

ہونگے اوسکو جہنم ہی بہتر ہے اور فرمایا کہ جو خدا اور رسول پر ایمان لایا
ہے اوسکے لئے لازم ہے کہ خاموشی اختیار کرے اور اگر گفتگو کرے
تو نیک امر کی کرے علامت اسلام سے یہہ امر قرار دیا گیا ہے
کہ جسکے دست و زبان سے مسلمان مامون رہین جیسا کہ حدیث شریف
مین ہے المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ مسلمان
وہ ہے جسکے ہاتھہ اور زبانسے مسلمان سلامت رہین۔

آپ صادق ترین اشخاص سے قبل نبوت و بعد نبوت کے تھے حتی کہ
کفار نے آپکا لقب صادق رکھا تھا جب کوہ صفا پر آپنے کفار کو جمع
کرکے ارشاد کیا کہ تم مجھے کیسا سمجھتے ہو تو سبنے کہا کہ ہم آپکو راستباز
اور صادق سمجھتے ہین آپ حق کے کہنے مین گو کہ کیسا ہی ضرر کیون نہو
کبھی نہ رکتے تھے چنانچہ تبلیغ احکام رسالت مین کبھی کسیکے خوف سے
باوجود مزاحمت کفار کے تالیف قلوب کیلیے بھی تو آپ جھوٹ نہین
بولے جب خانہ کعبہ مین آپ تن تنہا تھے اور مشرکین مکہ اوسمقام پر
کثرت سے موجود تھے آپنے بلا پاس ولحاظ اونکی جمعیت کے اونکے سوال
پر کہ تم ہمارے معبودونکو برا کہتے ہو یہہ جواب دیا کہ بیشک ہم ایسا کہتے
ہین گو کہ آپکو اوسوقت اونکے ہاتھونسے سخت ایذا پہونچی جسکا بہت
زیادہ اندیشہ تھا مگر سچ بات کہنے سے نہ رکے حدیث شریف مین
ہے الصدق ینجی والکذب یہلک راستی نجات دلاتی ہے اور
دروغگوئی ہلاک کرتی ہے کلام پاک مین ہے کہ جو شخص گواہی کو چھپاتا ہے
اوسکا دل گنہگار ہے اور ایک دوسرے مقام پر یہہ مضمون آیا ہے
کہ حق ہی بات کہو گو کہ تمہارے نفوس و عزیز و قریب کا ضرر ہو خدانے

کو آپ ہرگز برا اوسے نہین سمجہتے تہے بلکہ خدا کی رضا پر راضی رہتے تہے عبد اللہ
ابن مسعود کو جب آپنے متفکر دیکہا جو دلی استقلال سے خلاف تہا تو اونسے
یہہ فرمایا کہ فکر بے سود ہے جو خدا کو منظور تہا وہ لکہہ چکا اکثر دعا آپکی یہہ ہی
کہ مین خدا سے اوسکے رب ہونے پر اور دین اسلام ہونے سے راضی ہون -
ہر نعمت قلیل و کثیر کے بعد آپ خدا کا شکر فرماتے آپ فرمایا کہ شاکر کہانیوالا
صابر روزہ دار سے بہتر ہے جو لوگ انسان کے احسانونکے ممنون نہین
ہوتے اونکے لئے آپنے فرمایا کہ وہ خدا کا بہی شکر نہین کرینگے کلام پاک
مین خدا نے فرمایا لان شکرتم لازیدنکم اگر تم شکر کروگے البتہ ہم
دینگے نعمت شکر نعمت موجب ترقی نعمت اسلئے ہوا کہ شکر کے اصل معنی فقط
دلی امتنان کے نہین ہین بلکہ جتنے اعضا و قوا جسکام کے لئے خداوند عالم
نے پیدا کئے ہین اونسے وہی کام لیا جاوے پس جب ایک امر پر مداومت
و مزاولت ہوگی تو ہرگز وہ شخص مخالف مقصود خداوندی کے اپنے اعضا
و قوا سے کوئی دوسرا کام نہ لیگا جو کفران نعمت ہے پس اوس عادت کے
راسخ ہونیکے باعث سے افعال جو موجب رضامندی حق ہین صادر ہونے لگے
اور یہی معنی زیادتی نعمت کے ہین کیونکہ یہہ خدا کی بہت بڑی نعمت ہے
کہ لوگ اوسکی اطاعت کرین اور معصیت و کفران نعمت سے بچین مثلاً ہاتہہ
پاؤن خدام قلب کے ہین انسے جب امور معینہ قلبیہ لئے جاوینگے
تب تک وہ شاکر ہین اور جب انسے معصیت کا کام لیا جاویگا تو وہ کافر
ہین کیونکہ خدا کی دی ہوئی نعمت کو جبتک جیسا صرف کیا اسیپر ہر قوا اور
اعضا کو قیاس کر لینا چاہیے - آنحضرت کے حالات سے جو شخص جسقدر
واقف ہوگا اوسیقدر زیادہ آپکے اوس صفت کا ظہور آپ مین دیکہیگا

جو علامت نفاق سے حدیث مین ہے کہ المستشار مؤتمن
جس سے مشورہ کیا جاوے اوسکا امین ہونا شرط ہے۔

ایک صحابی نے عرض کیا کہ مین زنا کا مرتکب ہوا ہون آپنے تین بار
اوسکے کہنے پر اعراض کیا۔ ایک شخص ایک روز خوشبو لگاکر آپکے سامنے
آیا اوسکے جانیکے بعد لوگون سے آپنے فرمایا کہ اسے منع کردو کہ ایسی خوشبو
لگاوے وجہ اسکی یہہ تھی تاکہ اوسکو لوگونکے سامنے کہنے سے ندامت
نہو۔ کسی نے مسجد مین پیشاب کرنا شروع کیا لوگونکے بدرشتی پیش آنے پر
آپنے سبکو روکا اور نہایت ملایم الفاظ سے یہہ کہا کہ مسجد نجاست
کی جگہہ نہین ہے۔

آپ چغلی کرنیوالیکو بہت برا سمجہتے تھے حدیث شریف مین ہے
کہ چغلخور بہشت مین نجائیگا۔ کلام پاک مین کفار ونکے جو عیوب بیان
ہوئے ہین اومین طعنہ دینا و چغلی کرنا بتلایا گیا ہے۔
کسینے آپکے سامنے کسیکی تعریف کی اپنے فرمایا کہ اگر ممدوح یہہ خبر
سنتا تو اوسکی کمر ٹوٹ جاتی آپ اوس شخص سے اس کلام پر جسکو
آپنے کوئی تحفہ بہیجا تہا کہ مین محمدؐ کا شکرگذار نہین ہون بلکہ خدا کا
شکرگذار ہون نہایت ہی خوش ہوئے۔

گو کیسی ہی کوئی شے حقیر کیون نہو لیکن آپ اوسکو بہت بڑی
نعمت سمجہتے تہے ابوبکرؓ و عمرؓ سے کسی صحابی کے یہان ایک تہوڑیسی
غذا میسر ہونے پر آپنے فرمایا کہ یہہ ایک نعمت ہے جسکا سوال تمسے
کیا جاویگا۔ آپکا شکر نماز تہی جسمین عجز و عبودیت اور او سکے
نعمتونکا اقرار و علی امتنان پایا جاتا ہے کسی فعل کو دو معصیت

شرع محمدی مین موجود ہین وہ فقط آپکے کلام یا اوسکے سیاق وسباق سے
مستنبط ہین کسی غیر مذہب کے مقنن نے بہی آجتک کسی اصول کی تحقیقات
نہین کی بلکہ بنا اپنے قوانین کی اونہین قواعد پر رکہی - سولن کا قانون
جو بجز چند قواعد کے بالکلیہ آجتک تسلیم نہین ہے اوسکی نہایت بیدار
مغز و حکیم ہونیکے لئے دلیل سمجہا جاتا ہے اور اب وہ شخص جسکے قانون اور
جسکے اصول سارے شعبات و اقسام تنازعات پر حاوی ہین کیونکہ
اوس سے زیادہ قدر و عزت کا مستحق نہوگا آجتک ماسوا اسلام کے
روزانہ قانون مرتبہ مقننان یوروپ پر رد و قدح تغیر و تبدل بباعث
نہ مناسب ہونے حالات کافۂ انام کے ہوتی رہتی ہے مگر مذہب اسلام
کے مقنن کی بیدار مغزی اس سے زیادہ کیا ہوگی کہ حالات انسانی
کی اوسط کا اندازہ کرکے ایسے قانون کے ترتیب دی ہے کہ ہر زمانہ و
ہر مقام مین اوس سے زیادہ مناسب طریقہ و انتظام کوئی نہین پایا جاتا
بالفرض اگر کہین وہ حالات جسکے اوپر بنا قوانین کی قائم کیگئی ہے نہ پائی
جاوین تو اوسکے لئے بہی بانی اسلام کیطرف سے قواعد استثنائیہ
عملی موجود ہین قانون شہادت کے اصول محض اسلام ہی کی برکت
سے عالم مین پائے جاتے ہین ضابطہ دیوانی و فوجداری کے قواعد
بالاستیعاب فقط اسی مذہب مین ملتے ہین قصاص کا طریقہ جو عرب مین
ایک کے بدلہ کئی آدمیونسے جو مجرم نہوتے تہے لیا جاتا تہا اسلام نے بالکل
جڑ سے اوڑا دیا ہے اوسکے ایک جان کا بدلہ ایک جان قرار دیا ایک
بات نہایت خوبی کی اسلام مین یہہ ہے کہ خون کا عوض ورثائے
مقتول کے معاف کرنے سے ادا ہوجاتا ہے کیونکہ معاوضہ مخصوص وجہ

ہاتھہ پاؤن دل زبان اور جتنے اعضا و قوا ہین سب خدا کی اطاعت
مین اور اپنے خدمت کی مقصود مین مصروف ہین فرشتونکی فضیلت اسلیے
ہوئی ہے کہ لا یعصون اللہ فیما یومرون و یفعلون ما یومرون
کہ خدا کی نافرمانی نہین کرتے جس چیز کے لیئے حکم دیے گئے ہین اور کرتے ہین
جو کچھہ کہ اونکو امر کیا گیا ہے جس غرض کے لئے مخلوق ہین اوسے وہی کام لیے جاوینگے
عدل مین ہرگز آپ کسیکی رعایت نفرماتے آپنے وقت وفات کے عام
طور سے اعلان کر دیا کہ جسکا جو کچھہ حق میرے ذمہ ہو وہ مجھسے آج
لیلے اور جسکے ساتھہ مین نے جو کچھہ ظلم کیا ہو وہ بدلہ بہی مجھسے لیلے تاکہ
رسوائی روز قیامت نہو جن لوگونکے قرض آپکی ذمہ تہا وہ تو دلوا دیا گیا
مگر جانی و مالی بدلہ کے لئے ایک شخص نے بہی چون تک نکیا اپنے کسیکا
کچھہ لگاڑا ہو نہ تب تو کوئی مدعی عوض کا ہو بلکہ اپنی نفس کے لیئے باوجود
استحقاق کے کسیکو کوئی ایذا و تکلیف نہین دی۔ انس کہتے ہین کہ مین
دس برس تک آپکی خدمت کرتا رہا آپنے میری غلطی پر بازپرس نہین
کی بلکہ ازواج مطہرات اگر کچھہ اعتراض کرنا چاہتین تو منع کرتے۔
آپکی عدل کی اسقدر شہرت تہی کہ علاوہ مسلمانونکے دیگر اقوام کے لوگ
بہی فیصلہ کرانیکے لیئے آپ ہی کی خدمت مین حاضر ہوتے تہے چنانچہ ایک یہودی
و منافق مین کچھہ تنازع تہا یہودی جانتا تہا کہ آپ حق کے سوا کچھہ دوسرا
فیصلہ نکرینگے وہ آپکے سامنے مقدمہ لانا چاہتا تہا اور منافق چونکہ ناحق
پر تہا اسلیے آپکے سامنے لیجانا پسند نہین کرتا تہا خدا نے ہدایت فرمائی کہ
تم کسی قوم کے عداوت کے باعث اس بات کے مجرم مت بنو کہ عدل چہوڑ دو
آپکے عدل کا یہ ادنی ثبوت ہے کہ سارے اصول و قوانین سیاست کی جو کتابین

اونکی دیت آپنے عطا کی - آپنے فرمایا کہ ہر حاکم اپنے اوس سلوک کے بابت
جو اوسنے اپنے رعایا و زن و فرزند و غلام و چارپایوں سے کئے ہیں سوال
کیا جاویگا چارپایونکو اونکی طاقت سے سوا محنت لینے سے منع فرمایا اور کہا ظلم
قیامت کے روز ایک تاریکی ہوگی ظالم سے ہر مظلوم کا بدلہ روز قیامت
کے لیا جاویگا حق العباد و بلا بندونکے بخشے ہوئے ہرگز معاف نہونگے -
آپ میں کسر نفس و فروتنی اسقدر تہی کہ ہر لونڈی غلام کی دعوت قبول
فرماتے آپ جب اصحاب کے ہمراہ بیٹھتے تو ایسے ملے جلے ہوتے کہ اجنبی
ہرگز بغیر بتلائے ہوئے آپکو نہ پہچان سکتا آپ اپنے ان کے ساتہہ
آٹا گوندہتے سیتے اپنا کام خود کر لیتے سفر میں ایکمرتبہ
آپنے جنگل سے لکڑی لانا اپنے ذمہ رکہا اور یہہ فرمایا کہ ساتہیون مین
لازم نہین ہے کسی دوسرے پر اپنے کو تفوق دے آپکی پوشاک مین اکثر
کئی کئی پیوند لگے ہوتے نماز زمین پر بلا فرش کے پڑہتے تہے و جبین
نیاز کو اوس خاک پر رگڑتے تہے آپکا بچہونا ٹاٹ و چادر کمل کا تہا
ایک روز وہی ٹاٹ جو دوہرا کرکے بچہا دیا گیا تہا جس سے آپکو زیادہ
نیند آگئی تہی آپنے ویسا ہی پہر بچہوا لیا جیسا کہ پہلے تہا - آپکے سامنے
ایک شخص آیا اور کانپنے لگا آپنے فرمایا کہ نہ خوف کہا مین تو ایک عرب
کے بوڑہیا کا لڑکا ہون جو خشک گوشت کہایا کرتی تہی - آپنے کبہی
کسی کہانے کی فرمائش نہین کی جو ملا کہا لیا اور نہ کسی کہانے کی ہجو
کی - حضرت عمر نے ایک روز آپکو چٹائی پر لیٹے ہوئے دیکہا جسکے داغ
جسم مبارک پر پڑے تہے ابن عامر کہتے ہین کہ حج مین آپ کہلی کاٹہی
پر جو کسی چیز سے نہ منڈہی تہی نہ اوسپر کوئی زین پوش تہا بلا نقیب

کے باعث سے لیا جاتا ہے ایک تو درستگی انتظام عالم و رفع فتنہ و فساد
کے وجہہ سے اور دوسرے چونکہ ورثاے مقتول کو رنج و صدمہ و ضرر اوسکے
قتل سے ہوتا ہے اور انتفاع جو ذات مقتول سے مقتول کے ورثار کو ہوتا تہا وہ
زایل ہوگیا پس انتظام امن عامہ خلایق کیلئے خلیفہ و حاکم کو یہہ
اختیارات عطا کئے گئے کہ ہر مفسد و منفی کی تنبیہہ حسب مقتضاے وقت
اونکے قید یا جلاء وطن یا سزاے بدنی و مالی یا قتل سے کرین۔
اس صورت مین فقط حق ورثاے مقتول کا قصاص مین رہا چونکہ
قتل کرنا ہر کسیکی جان لینا کوئی اچہا کام نہتا اور یہہ بہی خلاف انصاف
تہا کہ روک کچھہ نہ کیجاوے پس قصاص بحیثیت ورثہ کے راے پر قایم
رکہا گیا اور اس خرابی کے دفع کے لئے کہ بخوف مضرت قاتل و اوسکے دباؤ کے ورثاے مقتول
دست برداری قصاص سے نکرین اور مفسد ونکی تنبیہہ کے لئے پورے
اختیارات حکام کو عطا کئے گئے۔ قتل کے معموض ہونیکے بابت خود
یورپ کی شہادت موجود ہے کہ بعض ممالک مین جلا دیکا کام کوئی
کرنیکو قبول نہین کرتا قتل غیر عمد مین دیت ورثاے مقتول کو دلائی گئی
اونکی تکلیف کا بدلہ مالی راحت سے دلایا گیا جسمانی سزا قاتل سے چندان
موجب راحت و نافع ورثاے مقتول نہین ہے آپ اون غریبونکی دیت
جنکے قاتلونکا پتہ یا جسکو استطاعت دیت کے نہ تہی اور اونہون نے
ارتکاب اوس قتل کا نیت مجرمانہ سے نہین کیا تہا بلکہ اتفاقاً آگیا تا اپنے پاس سے
عطا کیا یہود یونکے محلہ مین ایک لاش برآمد ہوئی جسکا قاتل نامعلوم
تہا آپنے باوجود ضرورت مسلمانونکے دیت خود دی۔ خالد بن ولید
نے غلطی سے چند مسلمانونکو بوجہہ اشتباہ کافر ہونیکے قتل کر ڈالا

چونکہ انسان ضعیف البیان کی شایان حال ہرگز یہہ نہیں ہے کہ وہ خود ہی کبر کرے اور اپنی حقیقت حالکو بھولجاوے جو بہت ہی بڑا جہل اور حجاب اکبر ہے اسلئے خدا نے فرمایا ہے فلینظر الانسان مم خلق خلق من ماء دافق یخرج من بین الصلب والترائب انسان کو لازم ہے کہ دیکھے کس چیز سے وہ پیدا کیا گیا ہے وہ اوچھلتے پانی سے پیدا کیا گیا ہے جو نکلتا ہے پشت اور سینے سے یعنے اپنی حقیقت پر غور کرے تو ایک ناپاک پانی ہے جس سے بنایا گیا ہے اسمین اوسکی ذاتی کونسی خوبیاں ہیں جسپر کوئی شخص خدا کی قدرت وعظمت کا انکار کرسکے حدیث شریف میں ہے کہ دانشمند وہ شخص ہے کہ جسنے اپنے نفس کو ذلیل سمجھا اور دار آخرت کے لیے عمل کیا اور احمق وہ شخص ہے کہ جسنے اتباع خواہش نفس کی کی اور امید مغفرت کی رکھتا ہو۔

در بیان اصلاح ذات البین

انس سے آپنے یوں وصیت کی کہ اے میرے لڑکے اگر تجھسے ہوسکے تو ایسی صبح وشام کر کہ کسیکی برائی تیرے دلمیں نہو آپنے فرمایا کہ یہ میری سنت ہے میری سنتی کی برائی مت کرو تاکہ تمہارے سینہ صاف رہیں مسلمانونکا تین دن سے زیادہ ترک ملاقات کرنا بغض سے منع کردیا گیا۔ دو مسلمانونمیں صلح کرا دینے میں جھوٹ جس سے کسیقسم کا نقض عہد افترا یا کسی شخص کا نقصان نہوتا ہو جایز کیا گیا۔ خدا نے بہت بڑی نعمت جو مسلمانونکو دی تھی اور اوسکا احسان جتلایا ہے وہ صلح ہے اور یہہ فرمایا کہ اگر تم ساری زمین کی چیزونکو خرچ کرتے تب بھی الفت اونکے قلوب میں نہ ڈالسکتے بہشت میں جو بہت بڑی نعمت کا ذکر کیا گیا ہے وہاں تیرا خوانا علی سرر متقابلین

و چوبدار کے گھومتے تھے آپکے تعظیم کے لئے کوئی شخص اسلئے کھڑا نہیں ہوتا
تھا کہ اونکو معلوم تھا کہ آپکو برا معلوم ہوتا ہے۔ آپ کھانا تناول فرما رہے
تھے اتنے مین ایک سائل آیا جسکے تمام بدن سے بباعث چیچک کے رطوبت
نکلتی تھی لوگونکو اوسکے دیکھنے سے نفرت معلوم ہوئی لیکن آپنے ہمراہ
بٹھا کر کھانا کھلایا۔ کلام پاک مین آپکو یہہ حکم دیا گیا واخفض جناحك للمومنين یعنے اپنے بازو کو مسلمانونکے لئے نیچے رکھو یہہ کنایہ
اس امر سے ہے کہ اونکے ساتھہ تلطف و نرمی سے پیش آؤ آپکی تعریف
خدا نے ان الفاظ کے ساتھہ کلام پاک مین کی ہے کہ اگر آپ سخت
دل و سخت گو ہوتے تو یہہ لوگ ہرگز آپکے گرد نہ جمع ہوتے اور بلند تر
ہو جاتے۔ حدیث شریف مین ہے من تواضع لله رفعه الله
خدا کے لئے جو تواضع کرتا ہے اللہ اوسکا مرتبہ بلند کرتا ہے تواضع
کا ہونا دلیل اس امر کی ہے کہ اسمین تکبر نہین ہے حدیث شریف مین
ہے جسکے دل مین ذرا بھی تکبر ہوگا بہشت مین نہ داخل ہوگا اور دوسری
جا یون ہے کہ بہشت مین بخیل و متکبر اور بد مزاج اور ایذا دینے والا نہین
جائیگا حدیث قدسی مین وارد ہے کہ میری چادر کبریا ہے اور عظمت
میرا تہبند ہے جو کوئی اسمین منازعہ کریگا اوسکو مین توڑ دونگا خدا نے
فرمایا ہے ولا تمش فی الارض مرحا انك لن تخرق الارض ولن تبلغ الجبال طولا تو زمین پر اتراتا مت چل کیونکہ تو نہ
زمین کو پھاڑ سکیگا اور نہ پہاڑ کے برابر بلندی تک پہنچیگا عرب قوم
اپنے نسب پر زیادہ فخر تہا اسلئے خدا نے فرمایا ان اکرمکم عند الله اتقکم تم لوگونمین خدا کے نزدیک زیادہ مکرم زیادہ متقی ہے

وہ ریا اور شہوات خفی ہے چونکہ ریا مین مقصود ما سوا خدا کے
دوسری کی خوشی و نمایش منظور ہوتی ہے اسلیئے یہہ شرک خفی ٹھہرا یعنے اعمال
دو شخص کے لئے مقصود ہے سارے اعمال کا مدار محض اخلاص و صدق
نیت پر مشروط ہے جس شخص کے دلمین جسقدر اخلاص ہوگا اوتنا ہی
اوسکے دلمین دنیا اور اہل دنیا سے استغنا ہوگا وہ اظہار حق مین کسکی
رعایت نکریگا نہ کسی سے طمع رکھیگا اوسکا کام محض خدا کی خوشنودی
ورضامندی کے لئے ہوگا آپ مین یہہ سب اوصاف اعلی درجہ کے
موجود تھے دنیا سے زہد و جاہ سے بے رغبتی آپکے ہر افعال سے ثابت
ہے حق کہنے پر جو معیار اخلاص ہے وطن سے نکالے گئے خانہ کعبہ مین
جو کچھہ ایذا کفار کے ہاتھہ سے پہونچی اوسکا ذکر ہوچکا ہے جو جو مظالم
وناندرانیان آپ پر کیگئین کبھی آپ ناراض نہین ہوئے بلکہ
لوگونکے بددعا کے التماس پر دعاے خیر فرمائی کہ اے خدا
میری قوم کو ہدایت کر کہ یہہ نہین جانتے پس ایسے شخص صاف
باطن اور بےنفس کی نسبت ریا کا
گمان تک بھی نہین ہونا حدیث مشہور مین ہے کہ جس شخص نے
ہجرت اسلئے کی کہ دولت و مال اوسکو ملے یا شادی کرے پس
اوسکی ہجرت اوسی لئے ہوگی اور جس شخص کی ہجرت خدا اور
رسول کے لئے ہوگی پس اوسکی ہجرت اسلیئے ہوگی آپنے فرمایا
الاعمال بالنیات کہ عمل کا ثواب نیتو نپر ہے۔ جہاد مین ایک
شخص نے محض قوم کے طعنے کے ڈر سے جان دی آپنے اوسے دوزخی
فرمایا کلام پاک مین چھپا کر صدقہ دینا موجب زیادہ فضیلت کا اسلیئے

کہ بہائی ہونگے تخت پر برابر فرمایا گیا ہے یعنی اوس سے بڑہکر زیادہ
خوشی کوئی نہوگی حدیث شریف مین ہے کہ الحسد یاکل الحسنات
کما یاکل النار الحطب کہ حسنات کو حسد اسطور سے کہا جاتی
ہے جیسے کہ آگ لکڑیکو اور دوسری جگہ یون فرمایا ہے کہ آپسمین حسد
نکرو اور نہ اپسمین بغض کرو اور ہو جاو بندے خدا کے آپسمین بہائی
حسد سے بچنے کی یہہ ترکیب تبلائی کہ تمنا اوس چیز کی چہوڑ دو شیطان
سلئے اوس نے حسد کیو جہسے نا فرمانی خدا کی کی اور قابیل نے ہابیل
کو اسیوجہسے مارا۔

تواضع

یہہ تو ظاہر امر ہے کہ جسکے دلمین طلب دنیا و حب جاہ نہوگا اوسکے
دلمین نمود و شان و نمایش کچہہ بہی نہوگی آپسے بڑہکر کون شخص
زیادہ بے ریا ہوگا جسکے دلمین دنیا و مافیہا کی خواہش و محبت
کچہہ بہی نہتہی آپ پیوند لگے ہوے کپڑے پہنتے آپ جب کوئی عمدہ
چیز پہنتے تو سر کو زمین پر رکہکر سجدہ شکر بجالاتے آپ مجلس مین
جس جا جگہہ پاتے بے تکلف بیٹہہ جاتے آپکے صورت ظاہری سے اجنبی
ہرگز آپکو نہ پہچان سکتا دعوت مین تکلف کو دخل نہ دیتے ردی و ناقص
غذا جو کچہہ میسر ہوتی بطوع خاطر تناول فرماتے موٹا جہوٹا کپڑا جو کچہہ
ہوتا استعمال کرتے حتی کہ فرش ٹاٹ کا اور چادر کملی کی تہی ایکبار
نیا جوتا پہنا وہ نماز مین کچہہ اچہا معلوم ہوا اوسکو خیرات کر دیا اور
پہر وہی پرانا جوتا زیب پا فرمالیا ایکبار آپنے ریشمی کپڑا جو کہین سے
تحفتہً آیا تہا اوسکے باعث سے نماز مین کچہہ خیالات بٹے اوتار ڈالا
حدیث شریف مین ہے کہ مین اپنی امت پر جس چیز کا خوف کرتا ہون

اور جبروت اور اپنے اعمال کی بے حقیقتی کے باعث آپ کثیر الاحزان رہتے آپنے فرمایا کہ خدا کی رحمت کیوجہ سے لوگ بہشت مین جاوینگے نہ کہ اعمال کے باعث سے عائشہ نے فرمایا کہ آپ بہی بہشت مین اعمال کے باعث سے بجاوینگے آپنے فرمایا کہ بیشک اگر خدا کی رحمت مجہے ڈہانپ لے تو مین بہی نہین جاسکتا خدا کی رحمت کے اسلئے قید لگائی گئی کہ موجب قبولیت ان اعمال کو قرار دیا جو ہرگز - قابل نہ تہے کہ موجب نجات ہون اور چونکہ توفیق سعید بہی اوسیکے رحمت کیوجہہ سے ہے نہ کسی استحقاق سے پس اوسیکی رحمت موجب نجات ہہری نہ ہمارے اعمال - خدا نے علامت عالم باللہ ہونیکی خوف خدا کا ہونا قرار دیا ہے جیسا کہ فرمایا انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء جز این نیست کہ خدا سے اوسکے عالم بندے ڈرتے ہین خدا نے فرمایا ہے الم یان للذین امنوان تخشع قلوبھم لذکر اللہ وما نزل من الحق ولا یکونوا کالذین اوتوا الکتب من قبل فطال علیھم الامد فقست قلوبھم کیا ابہی وہ گہڑی نہین آئی کہ ایمان والون کے دل خدا کی یاد مین اور نہ اوس سچے دین کے لئے جو نازل ہوا ہے گڑگڑاوین اور نہ مثل اون لوگون کے ہوجاوین جنکو پہلے کتاب مل چکی ہے پہر بہت دن اون پر گذر گئے پس اون کے دل سخت ہوگئے اور ایک جا یون فرمایا ہے اما من خاف مقام ربہ ونھی النفس عن الھوی فان الجنۃ ھی الماوی اور جو شخص ڈرا خدا کی سامنے کہڑے ہونیسے اور اپنے نفس کو اتباع خواہش نفس سے روکا اوسکی جگہہ جنت مین ہے حدیث قدسی مین ہے کہ میرے

ٹھہرا کہ اوسمین نمایش کا خوف کم اور اخلاص زیادہ ہوتا ہے جو
لوگ کسی پر احسان جتلانے یا تکلیف دینے کے لیئے صدقہ دیتے
ہین وہ ہرگز مقبول نہونگے منافقین کی ہجو اسلیئے کیگئی کہ وہ
آدمیونکے دکہلانیکے لئے کام کرتے تھے کلام پاک مین ہے کہ خرابی
ہے اونلوگونکی جو نماز مین غافل ہین اور دکہلانیکو پڑہتے ہین آ
فرمایا ہے کہ جسکے دلمین ذرا بہی ریا ہوگا اوسکی طاعت قبول
نہوگی دوسری حدیث مین یون وارد ہے کہ لوگ نہ چاند کی
پرستش کرینگے نہ سورج کی مگر اونکے اعمال مین ریا ہوگا اور خدا نے
فرمایا ہے کہ کفار کے اعمال ہمارے پاس آئے پس ہمنے اوسکو
ھباءً منثورا کر دیا کیونکہ اونکے اعمال خالص نہ تہے قربانی
کے بابت خدا نے فرمایا ہے لن ینال اللہ لحومہا ولا دماءہا
ولکن ینالہ التقوی منکم نہین پہونچتا خدا کو انکا گوشت و خون
لیکن پہونچتا ہے اوسکو تقوی تملوگونکا - یعنے نیت خالص
جس شخص کا مقصود محض خدا کی رضامندی ہوگی بیشک اوسکو اوسکی
ناراضی کا خوف دلمین ہوگا اور جب اوسکی نظر خدا کی رحمت پر پڑیگی
تو بیشک اوسکو امید مغفرت کی ہوگی آپ نماز مین تہجد کیوقت
اسقدر روتے کہ ریش مبارک تر ہوجاتی اور لوگ صحن خانہ سے
آواز جوشش گریہ کی مثل جوشش دیگ کے سنتے آپ فرماتے تہے کہ
مجہکو سورہ ہود نے بڈہا کر دیا اسلیئے کہ اوسمین عذاب قوم ہود
وثمود و لوط و نوح علیہم السلام وغیرہ کا ذکر ہے آپنے فرمایا کہ جو کچہ مین
جانتا ہون اگر تم جانتے تو ہنستے کم اور روتے زیادہ خدا کی عظمت

شہید کیا تہا اسلام لانے پر بالکل امان جای بہای کیطرح مسلمانون
مین مل جل کر رہتا تہا ابی سفیان جو قبل ہجرت و بعد ہجرت ہمو جب
بہت سے ایذا اونکا ہوا اسلام لانے پر کل اوسی سلوک کا مستحق
ہوگیا جو ہر مسلمانونکو حاصل تہا فتح مکہ کے روز اون اشقیا کو جو ہرگز
مستحق عفو کے نہ تہے اونکی معذرت پر عفو تقصیر کی انہین شفقت
ومہربانیونکیوجہہ سے خداوند عالم نے آپکو وہ مبارک خطاب
رحمۃ للعالمین کا عطا فرمایا اور آپکی صفت جبلی کی یون تعریف فرمائی
لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص
علیکم بالمؤمنین رؤف الرحیم بتحقیق تمہین لوگونمین سے
رسول آیا جسپر گران گذرتی ہے جو تمکو تکلیف ہوتی ہے اور ایمان
والونکی تلاش رکہتا ہے اور مہربان ہے اور رحم والا آپ غزوہ
خندق مین جب سب مسلمان محاصرہ مین تہی تو باوجودیکہ کئی روز کے
بہوکے تہے اور شکم مبارک پہ پتہر بندہا تہا مگر سبکے ساتہہ خندق کے
کہودنے مین مصروف تہے۔ جب عباس آپکے چچا قید ہوکر آے اصحاب
نے بپاس خاطر آپکے اونکی مشکین ڈہیلی کردین تو آپنے سبکی ڈہیلی
کروادین صدقہ۔ صلہ رحم خود ہی فرماتے
تہے اور اصحاب کو ترغیب حسن سلوک کے دینے ماں باپ عزیز و قریب
لوگونکا فرہی کیون نہون مگر اونکے ساتہہ صلہ رحم کی ہرگز ممانعت نکرتے
بلکہ حکم دیتے۔

آپنے فرمایا کہ جو شخص اہل زمین پر رحم نہین کرتا خدا بہی اوسپر رحم نکریگا
اپنے جانورونتک کے ساتہہ بہی رحم کرنیکی ہدایت فرمائی اور یون ترغیب

غضب پر میری رحمت نے سبقت کی ہے اور دوسری حدیث میں ہے انا
عند ظن عبدی ہے کہ میں بندے کے گمان کے قریب ہوں یعنی جیسا
حسن ظن مجھ سے رکھیگا ویسا میں بھی پیش آؤنگا یہی وجہہ تھی کہ ہمیشہ
آپ مودب رہتے قہقہہ مارکر نہ ہنستے خدا کی نافرمانی پر بہت جلد
غصہ ہوتے حیا و حلم عفت و عصمت گناہ سے محض خوف خدا سے
تہا والحمد للہ علی ذلک ۔

شفقت و رحم

جو کچھ آپنے تکالیف و ایذائیں کفار کے ہاتھوں سے اوٹھائیں اور اوسپر
بھی اونکی خیر خواہی اور بہبودی کرتے رہے یہہ محض سوز دلی و ہمدردی
بنی آدم کے لئے تھے چونکہ آپ سمجھتے تھے کہ یہہ جاہل مثل اون بچے
کے ہیں جو پڑھنے کے فوائد سے ناواقف اور اوسکی تھوڑی سی تکلیف
کو عذاب الیم سمجھتے ہیں اسلیئے شفقت پدرانہ کے باعث سے اونکی ایذا اونکو نہایت
خوشگواری کیسے برداشت کرتے تھے اور اونکے تکلیف دینے کا بدلہ ہرگز نہیں لیتے تھے
اور اونکے لئے اپنی جان و مال سب کچھ نثار کرنیکو مستعد تھے جب لوگوں نے کہا کہ
آپ بد دعا کیجئے تو آپنے فرمایا کہ میں لعنت کرنیوالا نہیں بھیجا گیا اوسکے بدلے میں آپنے
نہایت شفقت سے یہہ دعا مانگی کہ اے خدا میری قوم نہیں جانتی ہے
ایسے ہدایت دے میری قوم کا لفظ کسقدر محبت و یگانگت پر دال ہے اہل
مکہ بجائے خیر خواہ ہونیکے بدلے آپکے خون کے پیاسے ہوگئے یہاں تک کہ آپکو پیارا وطن مع
ضعفا مسلمین کے چہوڑنا پڑا مگر جب آپکا اونپر دست رس و قابو ہوا تو اپنے نفس کا بدلہ
ہرگز نہیں لیا آپکے عزیز قریب جن لوگوں کے ہاتھوں سے شہید ہوئے اونکے اسلام لانے پر آپ
اوسطور سے پیش آئے کہ گویا اونہوں نے کوئی خطا ہی
نہیں کی تھی وحشی سا قاتل کہ جسنے سید الشہدا امیر حمزہ آپکے چچا کو

سب حقوق بہی نوع مین مقدم و مہتم بالشان ہے اور ترتیب
آیت مین بہی تقدم واقع ہوا ہے اسلیے اونہین کے حقوق سے
ابتدا کیجاتی ہے۔

اس بات کے ذکر کی کہ ذوی القربیٰ کے حقوق کیون زیادہ مرجح
اور قوی ہین کوئی ضرورت نہین ہے کیونکہ تمدنی انتظام مین تالیف
ذاتین و قریب ترین اشخاص سے شیرازہ جمعیت و اعانت بباعث
قرب و یکسان ہونے خصایل کے جو کچہ ممکن ہے وہ غیر سے ہرگز
متوقع نہین الاقرب فالاقرب کا تقدم اسیلے مرجح ہوا ایک
اوسی شہر و قریہ کے لوگونکو بباعث خصوصیت کے تفوق دوسرے
امصار و قریٰ پر حاصل ہے پس اسیوجہ سے ذوی القربیٰ بالجوار
مین شامل و شریک کیے گئے ابو ذر فرماتے ہین کہ میرے خلیل
نے وصیت کی کہ صلہ رحم کر اگرچہ لوگ تجہسے اعراض کرین حدیث
شریف مین ہے کہ افضل دینار اوس قرابتی کا ہے جس سے عداوت
ہو بنی ملیح پر آپنے جہاد اسلیے نہین کیا کہ وہ صلہ رحم کرتے تہے
آپنے فرمایا کہ قرابت کا جوڑنے والا وہ شخص نہین ہے جو کہ
صلہ رحم کرے بلکہ قطع کے وقت وصل کرے اسماء بنت ابی بکرؓ
فرماتی ہین کہ میری مان جو مشرکہ تہی اونسے ملنے کے لیے مین نے
آپسے استصواب کیا آپنے فرمایا کہ ہان اوس صلہ رحم کر۔ آپسے روایت
ہے کہ نیکیو مین افضل ترین وہ نیکی ہے کہ دو اوسکو جو تمہین
محروم کرے اور وصل کرو جو قطع کرے اور درگذر کرو جو ظلم
کرے طلحہ نے جب اپنا باغ وقف کرنا چاہا تو آپنے ارشاد کیا

دی کہ ایک شخص کتّے کے پانی پلانیکے وجہ سے بہشتی ہوا اور آپنے
یہہ حکم دیا کہ ہر شخص اپنے تابع رعایا و خادم و مملوک و چارپایوں کے
ساتہہ حُسن سلوک سے سوال کیا جائیگا صدقات و زکواۃ و خمس
محض رفاہ عامہ خلایق کے لئے مقرر کیا گیا جو شخص جسقدر قرب رکھتا
تہا اوسیقدر اوسکے استحقاق بہی ہمنی نوع پر زیادہ قایم کیے گئے
حتی کہ ذوی القربی کے حقوق معین کر دئے گئے کہ ملا اوسکی وصیت
کے اوسکو ملنے لگا کلام پاک میں یوں فرمایا ہے۔ لیس البر
ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر
من آمن باللہ والیوم الاخر والملٰئکۃ والکتٰب والنبیین
واتی المال علی حبہ ذوی القربٰی والیتٰمی والمساکین وابن
السبیل والسائلین وفی الرقاب واقام الصلوٰۃ واتی
الزکوٰۃ والموفون بعھدھم اذا عاھدو والصابرین
فی الباساء والضراء وحین الباس اولئک الذین صدقوا
اولئک المتقون۔ نیکی یہی نہیں ہے کہ تم مونہہ کرو مشرق
یا مغرب کیطرف لیکن جو شخص کہ ایمان لایا خدا پر اور دن قیامت
پر اور فرشتوں پر اور کتاب پر اور انبیا پر اور دیا مال کو اوسکی محبت
میں ناطے والوں اور یتیموں اور محتاجوں کو اور مسافروںکو اور
مانگنے والونکو اور ازادکرانے میں غلاموںکے اور قایم رکہی نماز کو
اور دیا زکوات کو اور ایفاے عہد کیا جبکہ عہد کیا اور صبر کرنیوالے
سختی میں اور تکلیف میں اور وقت خوف کے وہی لوگ ہیں
کہ سچے ہیں اور وہی لوگ ہیں کہ بچاؤ میں ہیں — چونکہ حقوق ذوالقربی

ایا ہون کہ والدین کو ر لا آیا ہون آپنے فرمایا کہ واپس جا اور جسطور سے ر لایا ہے او نہین ہنسا والدین اگر ہنون تو چچا وخالہ اونکے قایم مقام ہوتے ہین حضرت عباس نے جب شکایت لوگونکے عدم سلوک کی کی تو آپ نہایت برافروختہ ہوئے اور فرمایا کہ عباس میرے قایم مقام باپ کے ہین حضرت حمزہ جب شہید ہوئے تو اونکے بیٹی کو باوجود مستدعی ہونے بہنجونکے کفالت مین اوسکی خالہ کے سپرد کیا۔

اولاد کے ساتہہ حسن سلوک بعد ان لوگونکے دیگراعزا پر افضل ٹہرا ایک شخص کے استفسار مین آپنے یہہ جواب ارشاد کیا کہ اگر والدین ہنون تو اولاد کے ساتہہ سلوک کرا ولاد کے پرورش کرنیوالا ثواب صدقہ کا پاتا ہے آپکے اس خیال سے کہ سب اولاد برابر ہین ایک کی ترجیح مین خاندانی نفاق ہرہتا ہے یہہ حکم دیا کہ سب کو برابر رکہو آپنے اوسکے لئے دعاے خیر فرمائی جواپنے اولاد کے صالح ہونے مین مدد کرے اونکی تہذیب اخلاق کے بابت یہہ حکم دیا کہ ساتوین برس نماز سکہاو اور دسوین برس نماز کے نہ پڑہنے پر تنبیہہ کرو اور باپ پر بیٹے کا حق یہہ مقرر کیا کہ اوسکو اچہے طور سے ادب سکہادے اور اچہا نام رکہے آپ جب حضرت امام حسن کے ساتہہ پیار کر رہے تہے تو اقرع ابن حابس نے کہا کہ میرے دس لڑکے ہین مین کسیکے ساتہہ پیار نہین کرتا آپنے فرمایا من لا یرحم لا یرحم جو رحم نہین کرتا رحم نہین کیا جاتا حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ اسامہ ابن زید کے موںہہ دہونیکے وقت مجہے گہن معلوم ہوتی تہی آپنے مجہے جدا کرکے اوسکا خود موںہہ دہویا اور پیار کیا آپنے فرمایا کہ جسکی دو بیٹیان با

کہ اپنے اقربا پر مخصوص کرو حضرت عمرؓ نے جب یہہ درخواست
کی کہ ہر شخص اپنے قریب کے قتل کے لیے مقرر کیا جاوے تا کہ
یہہ بات ثابت ہو جاوے کہ اسلام کے مقابلہ مین مشرکونکی محبت
دلمین ہملوگونکے نہین ہے تو آپنے اوسکو نامنظور فرمایا کلام
پاک مین ہے کہ والدین کے لئے اُف بہی نکرو اونکی نافرمانی
گناہ کبیرہ قرار دیگیئی اونکے خاطر ترک نوافل کا حکم دیا گیا
حدیث شریف مین ہے کہ والدین سے سلوک کرنا روزہ
اور نماز حج فی سبیل اللہ سے بہتر ہے اور دوسری جا یون
فرمایا ہے کہ احسان کر اپنی مان و باپ و بہن و بہای کے
ساتہہ پہر اور قرابت دارونکے ساتہہ آپنے اوس شخص کے
استفسار پر کہ مین کس سے سلوک کرون تین مرتبہ ماں کا
نام لیا اور چوتہی بار باپ کا نام فرمایا جب ابی طالب آپکے
چچا نے جو مسلمان نہ تہے انتقال فرمایا تو حضرت علیؓ سے ارشاد
فرمایا کہ جاؤ اور اچہی طرح سے اونکو مٹی دو ایک صحابی نے اصحاب
کی اجازت چاہی کہ اپنے باپ کو جو مسلمان نتہا اپنے ہاتہہ سے
قتل کرے آپنے اجازت نہ دی جہاد کے لئے ایک شخص بلا
اجازت والدین کے یمن سے آیا آپنے اوسکو واپس کردیا کہ جا
اور والدین کی خدمت کر اور اگر وہ اجازت دیوین تب جہاد کر
ایک شخص نے جسکے فقط مان ہی ہتی آپسے جہاد کے بابت استصواب
کیا آپنے فرمایا کہ مان کی خدمت کر جنت اوسکے پاون کے تلے ہے ایک
شخص آپسے ہجرت پر بیعت کرنیکے لئے حاضر ہوا اور کہا کہ مین جب

کی اجازت دیگئی اول آیت کلام پاک مین یہہ ہے فانکحوا ما طاب
لکم من النساء مثنی وثلث وربٰع فان خفتم ان لا
تعدلوا فواحدۃ نکاح کرو تملوگ عورتون سے جو تمہین
پسند ہو دو دو تین یا چار مگر جب تمکو خوف ہو کہ عدل نہ کر سکوگے تو ایک ہی
کرو دوسری آیت اظہار یہی رکوع سورۃ النساء مین یون وارد ہے
ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء ولو حرصتم فلا تمیلوا
کل المیل فتذروھا کالمعلقۃ اور تم ہرگز برابر نہ رکھہ
سکوگے عورتونکو اگرچہ تم اسکی خواہش کرو تو نرے پھر نہی جاو
کر رکھو ایک کو جیسے ادھر مین مثل لٹکے ہوئے کے معلقہ ہے مطرح دونون
ایک سے بالکل قطع عدل کا کرنا مقصود ہے (یہہ دو آیتین من جملے اجازت
کثرت ازدواج کی بشرط عدل نکلتی ہے اور یہہ بھی بیان کر دیا گیا ہے
کہ اعتدال حقیقی ہرگز نہین تم کر سکوگے مگر تم حتی الوسع اعتدال کی
کوشش کرو) تو اب ہم اسکے بابت تھوڑی سی بحث کرینگے کہ مقصود اصلی
نکاح کا کیا ہے اور اسکا اعلی اور زیادہ مہتم بالشان کون مقصود ہے
اسلام مین مقصود بالذات نکاح سے توالد و تناسل قرار دیا گیا جیسا
کہ حدیث شریف مین اونلوگونپر لعنت کیگئی ہے کہ جو عیالداری کے
خوف سے ترک نکاح کرتے ہین اور اونلوگونکو ہدایت کیگئی ہے کہ
ایسے بیبیونسے نکاح کرو جنسے اولاد کی زیادہ امید ہو توریت مقدس
سے بھی خدا کا یہی منشا معلوم ہوتا ہے کہ نکاح کرو اور پہولو اور پہلو
اور خدا کے زمین آباد کرو اقتضاے فطرت عطاے اس قوت سے
محض استلذاذ نہین ہے بلکہ سلسلہ نوع بشر کا جاری رکہنا مقصود ہے

یا دو بہنین ہون اور اونکی پرورش مین وہ مصیبت اوٹھاتا ہو وہ میرے ساتھہ بہشت مین مثل ان دو انگلیونکے رہیگا ایک دوسری حدیث مین ہے کہ جسکے تین بیٹیان یا بہنین ہون اور وہ اونکے مصیبت پر صبر کرتا ہے خدا اوسکے بدلے اوسکو جنت دیگا اس تحریص کے وجہہ یہہ تہی کہ اہل عرب بباعث غیرت شماتت اور خوف مفلسی کے اولاد کو قتل کرتے تہے کہ وسیگو قتل سے باز رہین بطیب خاطر ان مصائب کے برداشت کرین حدیث شریف مین ہے کہ بڑے بہائی کا حق مثل باپ کے ہے۔

آپنے فرمایا کہ مومنین مین سے اوس شخص کا ایمان کامل ہے جسکے اخلاق اچہے ہون اور اپنی اہل مین نرم ہو اور دوسری حدیث مین یون ہے کہ اچہا ہلو کو بہین وہ ہے جو اپنے اہل مین اچہا ہو اور مین اپنی اہل مین سب سے اچہا ہون - ایسی غیرت عورتونکے ساتہہ جکی بنیاد محض وہم پر ہو منع کردیگئی اور وہ خرچ جو اپنی بی بی کو دیوے صدقات اور نفل مرتبہ سے افضل قرار دیا گیا اور جسکے کئی ازدواج ہون اونکے ساتہہ حقوق مین مساوات وعدل کا حکم فرمایا گیا اور جو لوگ عدل نہین کرتے اونکے لئے تخویف دوزخ کیگئی چونکہ مسئلہ کثرت ازدواج زیر بحث واعتراض دیگر اقوام ہورہا ہے اسلیے ہمکو تہوڑسیی بحث اس امر پر کرنی ضرور ہے کہ مذہب اسلام کے رو سے جو کثرت ازدواج کی جایز ہے وہ عین موافق مقتضائے اور مصلحت فطرت انسانیکے ہے ہم اول اسباب کو بتلانا چاہتے ہین کہ اسلام مین نکاح کا حکم کسطور سے ہے اور کس حالت اور ضرورت کے وقت کثرت ازواج

حقوق ازواج

مین خرابی ہو تو عقل سلیم فوراً ہمکو اجازت ایک سے زاید کرنیکی
دیگی اور اوسکے لیے ذرا بھی تامل نکریگی - چونکہ قواے انسانی علیٰ قدر
تفاوت مزاج ہر شخص کے قوت و ضعف مین مختلف ہین اسلیے ایک ایسی حد معین
ہونا چاہیے کہ جو باعتبار کثرت افراد کے مطابق نوع بشر کے ہو نوع
بشر کے اوسط قوت کا اندازہ بہ سبب اختلاف ممالک کے نہایت
ہی مشکل تھا جو کیا گیا اوسوقت کا عملدرآمد جو عرب اور تمام عالم مین
جاری تھا اوس سے یہہ نتیجہ نہایت آسانی سے مستخرج ہو گیا کہ اکثر
اشخاص مین چار بی بی کرنے کی قدرت پائی جاتی ہے اوسوقت
دو قسم کی قوتونکا لحاظ کیا گیا ایک قوت عادلہ جو معاشرت کو سدھارتی
رہے اور دوسری قوت بشری کہ جس سے اولاد کی ترقی ہو اگر ان
دونوں مین کسیمین ضعف ہوگا تو بقدر ضعف اوسکو شادی کرنے
مین زائد بیبیونکے ساتھہ ممانعت ہوگی اسکا تصفیہ بجز شخصی راے
پر چھوڑ دینے کے کچھہ نہین ہو سکتا کہ وہ ایمانداری کی ساتھہ بلحاظ
اپنے قابلیت عدل و قدرت کے عمل درآمد کرے عرب کی اوسوقت
یہہ حالت تھی کہ انکا حد نکاح کوئی حد مقرر نہ تھی جسقدر چاہتے کرتے
تھے قوت متمنزہ رسول اللہ نے اکثر بنی نوع پر قیاس کر کے حد معین
چار تک کی قرار دی اور اسمین قید اسقدر سخت لگادی کہ اوس
سے وہی شخص مستفید ہو سکتا ہے جسمین استطاعت عدل کرنیکی
ہو اگر عدل نہین کر سکتا تو اوسکے لیے کلام پاک سے ایک سے
زائد کرنے کی اجازت نہین نکلتی الفاظ وان لم تعدلوا فواحدۃ
اسپر دال ہین اور پھر اسپر بھی خدا نے بس نہین کیا اور صاف صاف

وہ بی بی سن رسیدہ تہین جب آیت تخییر کی نازل ہوئی کہ جو
بی بی اس عسرت مین آپکے ہمراہ رہنا چاہے تو رہے اور جسکو یہہ
تکلیف گوارا نہو تو وہ طلاق لیلیوے اسپر باوجود اسقدر فاقہ کشیونکے
آپکے اخلاق کی دلدادہ بیبیون نے بجز ایک کے کسینے تمنا طلاق کی
نکی اسپر غور کرنا چاہیئے کہ اگر حسن معاشرت و معادلت مین آپکے
جانب سے کوئی قصور و کمی ہوتی تو کیون ان لوگون نے خواہش
علحدگی کی نہ ظاہر کی اور ایک نے ظاہر بہی کی تو محض طمع دنیا کیوجہہ
سے کی نہ کسی سوء خلقی کیوجہہ سے پس آپ پر الزام شرم انگیز لگانا سوا
بیہودہ اور بے حیا کے جسکے دلمین ذرہ بہر بہی ایمان کے چاشنی نہین ہے
دوسرونکا کام نہین ہے اولاد کے لئے کوشش کرنا انسانی فرض ہے
اور اونکا پیدا ہونا اور زندہ رہنا خدا کے اختیار کا کام ہے ہمارے
ہاتہونسے یہہ نتایج باہر اور پرے ہین علاوہ اسکے ایک سے زاید نکرنے
مین جو خرابیان ہین وہ بتلائیجاتے ہین مردم شماری سے یہہ بات
ثابت ہے کہ اکثر لڑکیان یورپ مین اسلئے ناکتخدا ہین کہ اونکے لئے
شوہرونکی کمی ہے کیونکہ اگر ہم اس سے قطع نظر کرین کہ جسکو ایک کرنا
ہوتا ہے وہ اوسکے چہننے مین بہت زیادہ کوشش کرتا ہے برخلاف
اونکے جو کئی کر سکتے ہین زیادہ کوشش عمل مین نہین لاتے - اور
اونلوگونکو جنکو پسند کسینے نہین کیا اگر کئی شادیان ہوتی ہوتین
توضرور اونکے لئے شوہر ملجاتے مگر بڑی خرابی یہہ واقع ہوئی ہے
ملکونسے زیادہ لڑکیان پیدا ہوتی ہین۔۔
دوسری یہہ بات بہی ممکن ہے کہ ایام حمل درضاعت مین اکثر مردونکو

کہدیکے الفاظ مین یہہ کہدیا تم ہرگز عدل نہ کرسکوگے اگرچہ اوسکی حرص کرو مگر تمکو دانستہ عدل سے تجاوز نہ کرنا چاہیئے کیونکہ تکلیف شرعی موافق استطاعت بشر کے دیگئی ہے اور تمہارے لئے بہتر طریقہ یہی ہے کہ تم عدل کی کوشش کرو کیونکہ اعتدال حقیقی نکاح مین کیا اور دیگر اخلاق مین بہی حاصل ہونا قریب محال ہے اعتدال حقیقی ہر افراط و تفریط مین موجب عصمت و معصوم ہونیکا ہے اور معصوم ہونا انسانکا محال نہین تو نہایت ہی مشکل ہے پس معصوم ہونے کے خیال سے ترک کسی عمل کا واجب نہین قرار دیا گیا بلکہ عمداً خطا کرنے کی ممانعت و عدل کی کوشش کی ہدایت کیگئی اسیطور سے نکاح مین بہی ہدایت کیگئی۔ اب جو لوگ کہ جان بوجہہ کر عدل نہین کرتے اور زائد اپنی قدرت سے نکاح کرتے ہین وہ ہرگز اسلام کی ہدایت کی پابندی نہین کرتے اونکے اس بیہودہ عملدرآمد سے اسلام پر کیا اعتراض ہوسکتا ہے کوئی دانشمند قانونکی عدم پابندی کی وجہہ سے مقننپر الزام نہین لگاسکتا فتدبر ہمکو اسبات کے غور کرنیسے کہ باوجودیکہ رسول اللہ کے کئی بیبیان تہین مگر حسن معاشرت و عدل مین کبہی سہواً غلطی نہین ہوئی نہایت طمانیت ہوتی ہے اور آپکے قوت عاقلہ کی بہت بڑی وقعت پیدا ہوتی ہے کہ بیشک یہہ کام نبی معصوم کا ہے آپکی بیبیان اسقدر رنجیدہ و شیدا نہین کہ جب اپنی ایک بی بی کو طلاق دینا چاہا تو اونہون نے بباعث اسکے کہ آپکی ازدواج مین اونکا شمار ہو اپنی باری کے دن سے جو برابر ہر بیبیونکے ساتھہ آپنے تقسیم کیا تہا دست برداری کرلی اور اپنا حق حضرت عائشہ کو دیدیا کیونکہ

نہوئی اور نہین طلاق کی نوبت بعد ایک طہر کے یکے بعد دیگرے آئی یا ایام عدت کے گذر گئے پس ایسے وقت مین اونکو انکا باہم اور ایکجا رہنا ہرگز معاشرت کے لئے مفید نہوگا پس بدرجہ مجبوری ہر ایک کو دوسری شادی کی اجازت دیگئی تاکہ خانہ آبادی اور ترقی نسل مین ہو اس سے بہی زیادہ وسعت اس امر مین دیگئی ہے کہ اگر مرد کنایتاً یا قصداً بہی کوئی لفظ ایسا کہے جس سے اوسکا منکوحہ ہونا ثابت ہوجائے پس درحقیقت وہ منکوحہ متصور ہوگی اور سارے احکام بیوی کے اوسپر نافذ ہونگے۔

مردونکے حقوق بباعث افضیلت وتفوق مرد کے ازواج پر جو کچھہ فطرت نے عطا کئے ہین اوس سے ہرگز کوئی دانشمند انکار نہین کرنیکا خدا نے فرمایا ہے الرجال قوامون علی النساء کہ مرد عورتونکے حاکم ہین اسلئے کہ تعلقات مرد عام مخلوق کے ساتھہ جیسے ہین وہ اسی امر کے مستحق ہین کہ اونکو فضیلت حاصل ہو مستورات کے ضعف خلقت وعصمت نے اونکو ایسی اجازت نہین دی کہ وہ مردونکے طرح عام کاروبار مین مداخلت کرین اونکے تعلق فقط امور خانہ داری وگہر گرستی کا ہے چونکہ وہ اپنے بیرونی مداخل کے لئے مردونکی دست نگر ہین اور از روے خلقت کے بہی اون سے مضبوط اور قوی ہین اور عفت مین بہی اونکی بیرونی تعلقات سے کوئی زیادہ ضرر نہین ہوتی اسلئے بیشک مردونکو مستورات پر فضلت و

کنارہ کشی کی ضرورت اسلیئے رہتی ہے تاکہ اولاد قوی اور تندرست
پیدا ہوں اُمرا تو دائیاں دودہ پلانیکے لیئے رکہہ سکتے ہیں مگر غربا کے
لیئے یہہ مرض عسیر العلاج ہے ایسے حالت میں مرد کا صبر کرنا اور
کنارہ کش اور محتاط رہنا سخت مشکل وقت کا کام ہے اور یہہ
بہی اکثر خرابیاں وقوع میں آتی ہیں کہ بی بی کے عدم صحت و ناقابل
مرد ہونے کی بجز اسکے کہ طلاق یا دوسرا نکاح ہو کوئی تدبیر مستحسن نہیں
معلوم ہوتی پس اگر ہم کوئی تدبیر اس رفع ضرورت کے لیئے نہ
سوچیں تو اس مرض کے علاج کے لیئے نیچر نے کیا معالجہ تبلایا۔
ہمکو ان متعصبین پر افسوس ہے جنہوں نے فقط ایک تہوڑی سے
حسن معاشرت کے خرابی کے خیال سے جسکے درستگی کی تدبیر اسلام نے
خود تبلادی ہے چہ جائیکہ ایسی خرابی ایک بی بی کے کرنیسے بہی رفع
نہیں ہوتی اجازت ایک سے زائد کی کرنیکی نہیں دیتے اور موجب
اسقدر نقصانات کے ہوتے ہیں جو بالکل مقتضاے فطرت و انصاف
کے خلاف ہے ۔ اسلام نے محض حسن معاشرت کے انتظام کیلئے
اور ترقی نسل کے واسطے طلاق کا قاعدہ مقرر کیا ہے کہ اگر زن و شوہر
میں باہم موافقت نہو تو پہلے ہر جانب کے اعزا اور معتمد لوگ صلح
کی فکر کریں اور اگر اسپر بہی اصلاح باہمی نہ ظہور پذیر ہو تو ایک طلاق
دیا جائے اور مرد و عورت تا انقضاے ایام عدت ایک ہی گہر میں
بود و باش کریں شاید باہمی محبت ایک دوسرےکی ہر وقت
پیش نظر و آمد و رفت رہنیکے وجہہ سے جوش کرے اور وہ قبل
انقضاے ایام عدت کے رجعت کرلیوے اگر ان ایام میں باہم صلح

نہین ہے آپ مین یتیمونکے ساتھہ ہمدردی وسلوک کے عادت
قبل نبوت کے تہی جسکے معترف مسلمانونکے سواے وہ لوگ
بہی تہے جو اسلام نہین لاے ابیطالب آپکے چچا نے آپکی مدح
مین جہان اور اشعار کہے ہین وہان ایک مصرعہ اس مضمونکا
بہی کہا ہے جسکا ترجمہ سعدی منہ خواجہ الطاف حسین صاحب حالی پانی
پتی نے یون کیا ہے یتیمونکا والی غلامونکا مولی — جان ومال
کے حفاظت کے لئے قانونی انتظام یہہ نافذ کئے گئے کہ انکے
اولیا اونکے کفیل اور منتظم ہون اور بقدر ضرورت اور وسعت
مال کے اگر اولیا غریب ہون تو اوسکے مال سے نہایت احتیاط
سے کچھہ تصرف کر سکتے ہین اور اگر ذیمقدرت اور صاحب وسعت
ہین تو اونکی کوئی حق الخدمت نہین ہے اور اولیا مین وہی شخص
کفیل اور متولی ہوگا جو از روے قرابت ایک جدی کے زیادہ
مستحق ہوگا تاکہ بباعث فرط محبت والفت کے اوسکے تادانکا
خواستگار نہو اور جو لوگ کہ یتیمونکے مال پر تصرف بیجا کرتے
ہین اوسکے لیئے یہہ سخت وعید ہوئی ہے کہ جو لوگ مال یتیم کا
کہاتے ہین وہ نہین کہاتے ہین اپنے پیٹ مین مگر آگ یتیم کی
خاطر داری کچھہ اوسکے اعزا ہی پر منحصر نہین رکہی گئی بلکہ ہر شخص
پر واجب اور موکد ہے جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے فاما الیتیم فلا
تقہر یتیم کو مت جہڑک اور دوسری جہان نجات کی صورت کا
ذکر کیا ہے یون ارشاد فرمایا ہے کہ غلام آزاد کرنا اور بہوک کے دنونمین
کہانا کہلانا یتیم قرابت دار کو یا مسکین خاکسار کو موجب نجات ہے —

و حکومت بباعث حاجت سوا ہونیکے حاصل ہوگی اسی بناپر
حدیث شریف مین وارد ہے کہ بعد خدا کے اگر سجدہ کا
حکم کسیکو مین دیتا تو بیوی کو شوہر کے سجدہ کا دیتا ایک عورت
نے آپسے شوہر کے حقوق کا سوال کیا تو آپنے فرمایا کہ سارا
جسم اوسکا اگر لہو و پیپ سے بھرا ہو اور تو زبان سے چاٹے
تب بھی ادا نہین ہو سکتی ایک دوسری عورت سے اوسکے
ایسا ہی سوال پر آپنے یہہ ارشاد فرمایا کہ خود اوسکے مال سے
صدقہ بھی بلا اجازت ندے ورنہ گنہگار ہوگی پس بنا پر جب
صدقہ بلا اجازت دینا موجب حسنات نہ ٹھہرا تو دیگر اسراف
بیجا کیونکر موجب رضامندی ہونگے۔ مستورات کو ترک
نوافل و روزہ نفل کا مرد کے خاطر سے حکم دیا گیا حدیث شریف
مین ہے کہ جو مستورات کہ اونکے شوہر اون سے راضی ہون
وہ بیشک جنتی ہین آپ نے فرمایا کہ مین نے بہت سی مستورات
کو دوزخ مین اسلیئے دیکھا کہ وہ بہت لعنت کرنیوالی تھین اور اپنے
قبیلہ کی ناشکری کرتی تھین مردونکو عورتونکی ایذا اون پر یون
صبر کرنیکا حکم ہوا کہ یہہ مثل پسلی کی ہڈی کے ٹیڑھی ہین اگر اونکو
اونکے حال پر رہنے دوگے تو کام دینگی اور اگر سیدھی کروگے
تو ٹوٹ جاوینگی

یتیمون کے ساتھہ برتاو۔ بعد ذوی القربی کے خدا نے یتیمونکے
ساتھہ حسن سلوک کو مقدم دیگر اشخاص پر کیا اسلیئے کہ انکی بیکسی
اور مفلسی جسقدر قابل ترحم و دلسوزی ہے نوع بشر مین کسیکی ایسی

یتیمون سے سلوک کا برتاو

آزاد کرا انکو اسقدر محبوب رکہا ہے کہ ہر کفارہ ظہار و حنث حلف
و روزہ و قتل خطا مین سب سے پہلے غلام ہی آزاد کرنا مقرر
کیا گیا ہے بدرجہ مجبوری دوسرے کفارات کا حکم ہوا ہے آپنے
فرمایا ہے کہ بہشت مین متکبر اور بخیل اور غلامونسے برے طور
سے پیش آنیوالا ہرگز نہ داخل ہوگا آخری وصیت وفات کے
وقت جو آپنے فرمائی ہے غلامونکے بابت یہہ تہی کہ اپنی لونڈی
و غلامونکے ساتہہ سلوک مین خدا تعالی سے ڈرو اور جو تم
کہاتے ہو وہ کہلاؤ اور جو تم پہنتے ہو وہ پہناؤ اور اونسے
اونکی طاقت سے زیادہ کام مت لو کسینے آپسے پوچھا کہ ہم
کتنی بار اپنے غلامونکے خطا سے درگذر کرین آپنے فرمایا کہ ہر روز
ستر بار۔ آپکی عادت شریفہ مین یہہ بات داخل تہی کہ جو خود
کہاتے تہے وہی غلامونکو کہلاتے تہے عبد اللہ ابن مسعود
کہتے ہین کہ مین غلام کو تنبیہ کرتا تہا آپنے پیچہے سے پکارکر
کہا کہ اے عبد اللہ جسقدر تجہکو اسپر دست رسی ہے اوس سے
زیادہ خدا کو تجہہ قدرت ہے ابیہریرہ سے روایت ہے آپنے
یہہ ہدایت فرمائی کہ جس شخص کا خادم کوئی کہانا لا دے
اوسکو لازم ہے کہ ہمراہ بٹہلا کر کہلا دے ایک شخص کا غلام
خدا کا واسطہ اپنے آقا کو دے رہا تہا اسحالت مین آپکا وہان
گذر ہوا آپنے فرمایا کہ تو خدا کے واسطہ دینے سے نہ ڈرا اوسنے
کہا کہ یہہ غلام آزاد ہے آپنے فرمایا کہ اگر تو آزاد نکرتا تو تیرا
موہنہ دوزخ جہلس دیتی۔ آپنے اوسکی سخت مذمت کی ہے

اولیا چونکہ اون یتیمہ لڑکیونکی شادی جائداد نکلجانے کے خوف
سے نہین کرتے تہے اسلئے اونکو حکم ہوا کہ شادیان اونکی کردو
اور اونکو مت روکو۔

دستگیری غریبون کی کرنا۔ انسانیت وہمدردی کا
اقتضا اس سے بڑہکر کچھہ نہین ہے کہ اپنے غربا و مساکین
بہائیونکی دستگیری دامے درمے قدمے کرے اونلوگون کا
خدا مداح ہے جو لوگ باوجود اپنے ضرورت کے دوسرونپر
ایثار کرتے ہین جیسا کہ فرمایا ہے **ویؤثرون علی انفسہم
ولو کان بہم خصاصہ** رسول اللہ کی عادت شریف
تہی کہ کسی سایل کا ردسوال بوقت موجودگی کسی شے کے نفرماتے
گہر مین اگر کچھہ دینار و درم پسماندہ ہوتا تو ہرگز جبتک کہ اوسے
دے نہ ڈالتے اندر تشریف نہ لیجاتے جو شخص جسقدر زیادہ
سخی ہوتا اوسیقدر آپ اوسکے ساتہہ زیادہ محبت فرماتے
ابوبکر کی آپنے یہہ تعریف کی کہ جہان بہت سے اخلاق خداوندی
مین مجہے مشابہت ہے سب سے بڑہکر سخاوت مین ہے علامت
ایمان خداوند تعالی نے نماز و زکواۃ کو قرار دیا۔

مسافرون کی امداد

مسافرون کی امداد۔ جنکے پاس اونکے مقام تک پہونچنے
کا زاد راہ نہو چاہیئے وہ امیر ہون یا غریب اونکی امداد ہر شخص
پر جو صاحب مال ہو فرض ہے۔

غلامون کا آزاد کرنا

غلام کا آزاد کرنا۔ اس سے بڑہکر کونسی خوبی ہوگی کہ
عباد اللہ کو بندونکے عبدیت سے نجات دلا دین اسلام مین غلام

ہے حتی کہ نہ بحالت موجود ہونے کسی وارث کے غلام مالک
مال متروکہ آقا کا ہوتا ہے غلام آزاد کرنیکا رواج اسقدر
مستحسن اور ثواب اعظم سمجھا گیا ہے کہ ادنیٰ ادنیٰ سی بات پر
لوگ غلام آزاد کرتے تھے حضرت عمرؓ نے مغرب کی نماز میں
کچھہ تھوڑی سی تاخیر کی تھی اسلئے غلام آزاد کیا عبداللہ ابن
عمرؓ نے دو غلام تمام نماز کے باعث سے آزاد کئے حکیم ابن حزام
نے ایکبار سو غلام جنکے گردنیں چاندی کے طوق تھے آزاد
فرمائے حضرت عثمانؓ ہر جمعہ کو ایک غلام آزاد فرماتے حضرت
ابوبکرؓ نے جو کچھہ غلاموں کے آزاد کرنے میں نام پیدا کیا وہ کچھہ
اونہیں کا حصہ تھا غرضکہ اسلام پر جہاں بہت سے اہل
مسایل کی ناواقفیت کے سبب اعتراض کرتے ہیں وہاں
ایک بہت بڑا دہوکا غلامی کے مسئلہ پر اعتراض کرنے سے
اونکو ہوا ہے اصل وجہہ اونکے دہوکے کی یہہ ہے کہ اونہوں نے
اون قزاقوں کو اور حبشیوں اور ڈاکوؤں کے بردہ فروشی
پر اسلام کے اجازت کو قیاس کیا ہے حاشا وکلا کہ اس فعل کو
اسلام کے ساتھہ کچھہ بھی نسبت ہو اسلام نے جن وجوہ سے
اس مسئلہ کو جایز روا کہا ہے وہ ہرگز خلاف فطرت نہیں ہے
عرب میں نوکر و خادم کے طور پر کسی شرح معین کے ساتھہ جیسا
کہ فی الحال رایج ہے ملازم و خدمتگذار نہیں ملتے تھے کچھہ اسی ملک
میں یہہ حالت نہ تھی بلکہ تمام عالم میں یہی قریباً ادنیٰ درجہ سے لیکر
اوسط درجہ تک کے لئے ملازم و خدمتگذار کا ملنا بہت دشوار

جو خود بیٹھا ہو اور لوگ اوسکے گرد کھڑے ہون خبر اسے جانے دو آپ تو نبی معصوم تھے آپکے اصحاب بھی اسیطور سے اپنے خادمون سے پیش آتے تھے کہ آجکل مہذب سے مہذب اشخاص اپنے بھائیون سے ایسا برتاو نہین کرتے۔ حضرت عمرؓ جب شام کو حالت خلافت مین تشریف لیئے جاتے تھے تو نصف مسافت اپنے اونٹ پر خود طے کرتے تھے اور نصف راستہ مین اپنے غلام کو اوسی شتر پر چڑہاتی اور خود شتر کا مہار ہاتہون مین لیے ہوتے اور جو کچھہ خود کہاتے تھے اوسے بھی کہلاتے تھے۔ فاطمہ زہرا آپکی لخت جگر ہمیشہ آٹا پسوانے مین اپنی لونڈی کے شریک ہوتین عبد الرحمن ابن عوف غلامونکے ساتھہ ایسے ملے جلے رہتے کہ کوئی وضع و لباس اور تقدم سے انکو ہرگز نہ شناخت کر سکتا حضرت علی نے اپنے غلام سے جب یہہ پوچہا کہ میرے پکارنے پر کیون نہین بولا اوسنے کہا کہ مجھے یقین تہا کہ آپ اپنی نیک نفسی سے کچھہ نکہین گے آپنے اوسے آزاد کر دیا۔ زہری کہتے ہین کہ جسنے اپنے غلام کو یہہ کہا کہ خدا تیرا برا کرے وہ آزاد ہو گیا ابو ہریرہ نے ایک شخص کے پیچھے غلام کو دوڑتے دیکھا آپنے کہا کہ اے شخص خدا سے ڈر اور اسے اپنے ہمراہ سوار کر لے۔

اسلام نے فقط غلامی کی اجازت محض اسطور سے دی ہے جسطور لوگ خدام رکہتے ہین اونکے حقوق مین جو مساوات انکو عطا کی گئی ہے وہ ہرگز اس زمانہ کے خدام کو حاصل نہین

اگر ہم یہہ پوچھتے ہین کہ کیا سلب آزادی ہمیشہ فعل مذموم اور آزادی
ہمیشہ فعل محمود ھے یا ہو سکتا ھے کوئی دانشمند کلیتاً نہ اوسکا اقرار
کریگا نہ انکار بلکہ مصالح و مفاد جس فعل مین زیادہ ہونگے وہی روا
اور جایز رکہا جائیگا دیکہو ہمارا تعلق بیوی کے ساتہہ کسطور سے
ھے کہ باہم اوس معاہدہ کے روسے قطع تعلق کا اختیار سلب ہوگیا
بیوی کو جسقدر مساوات مرد کے ساتہہ حاصل ہے اسیطور سے
غلامون کو آقاؤنکے ساتہہ حاصل ھے جسطور سے بیوی کا تعلق دایمی
مستمرہ اور اوسکو اختیار قطع تعلق کا حاصل نہین ھے اسیطور سے
غلامونکا تعلق آقاؤنکے ساتہہ مستمرہ دوامی ہے جسکو وہ قطع نہین
کرسکتے۔ اس سے اگر ہم قطع نظر کرین تو ہم مہذب زمانے مین بہی
جو لوگ غلامی کے انسداد کے معین ہین اسیقسم کے سلب آزادی کا
رواج پاتے ہین فقط نام کا فرق ہے دیکہو نپولین سا بادشاہ سینٹ
ہلنا مین بہادر شاہ رنگون مین ایوب خان ہند مین بباعث مصالح
ملکی محبوس و نظر بند رکہے جاوین اور ایسی سلب آزادی معیوب نہو
اور درحقیقت نہونا چاہئے پس جو لوگ خدا کے سامنے تلوار لیکر
کہڑے ہون اور اوسکے بندونکے امن و امان مین مخل ہون وہ کیونکر
اس قسم کی سزا کے مستحق نہونگے جہاد محض بغرض قایم رکہنے امن
و امان و اشتہار تہذیب کے تہا پس ایسے لوگونکے سلب آزادی ہرگز
خلاف مصلحت نہین ہوسکتی دیکہو ہم باغیونکو دایم الحبس اور جلائے وطن
اور قید محض بقاے امن کے لئے کرتے ہین پس چند اشخاص کی
سلب آزادی موجب فایدہ عامہ خلایق کے ہونا موجب رحمت

تہا جنکے کوئی ملازم نہوتے تہے اونکو خود اپنا کام کرنا پڑتا تہا عرب کے مغرور لوگ کبہی ایسی نوکری کرنا نہایت ذلت اور دنائت کا کام سمجہتے تہے اونکو زیادہ آسانی اسمین تہی کہ لونڈی و غلام حسب استطاعت رکہین غلامی کا طریقہ خرید و فروخت یا لڑائی کے قیدی یا چوری اور ڈانکہ سے جاری تہا اسلام نے اس بیباکی کو بند کرکے اونکے حقوق مساوی آزادونکے مقرر کئے فقط برائے نام کے غلام مثل خادم کے رہے اور آیندہ غلامون کی ترقی بالکل مسدود کر دیگئی فقط ایک جہاد کی حالت مین بوجوہ چند روا رکہا غلامونکے ساتہہ ایسے سخت شرائط اور قیود لگائے گئے جس سے آقا کا غلام رکہنا سخت دشوار ہوا چنانچہ ایک شخص کو اپنے غلام کے بارہ مین جب وصیت فرمائی تو اوسکی بی بی نے ان شرائط کو سنکر مرد سے یہہ کہا کہ تو اسکی پابندی نکرسکیگا آزاد کردے۔ عرب مین اگر غلامی یکبارگی بند کردیجاتی تو بباعث عدم وجود نوکرونکے اونکی معیشت سخت خراب اور اونکی عادت نہایت تکلیف دہ ہوتی اگر اسوقت نوکرونکو موقوف کردو تو غور کرو کہ تمہارے حالتین کسقدر پرخطر ہوجاتی ہین اب جسطور سے اسلام نے جایز رکہا ہے وہ اسلئے ہے تاکہ لوگ مسلمانونکی عادات و اطوار وخو و بو دیکہکر مہذب ہوجاوین اور اونکے دلونمین وہ اخلاقی اور روحانی مسائل ہر وقت کے مصاحبت و مجالست کے وجہہ سے گہر کرتے جاوین۔

غلامی کے بابت سلب آزادی یہ بہت بڑا اعتراض کیا جاتا ہے

واقع ہوا ہو نہ کہ وہ معاہدہ ملکی ہو ہم اس جا پر اصلیت جہاد جسپر
اعتراض اسلام کے بزور شمشیر پہیلانے کا ہوتا ہے بیان کرتے ہین
ہر شخص خود ہی غور کر لیگا کہ اسلام نے جن مجبوریون سے تلوار اوٹہائی
وہ مجبوری جسپر پڑتی وہ بہی ایسا ہی کرتا اور یہی کرنا قرین
انصاف تہا - اسلام بدو نبوت مین فقط وعظ و نصیحت کے
ذریعہ سے پہیلایا گیا اور اس سے لوگ بکثرت مسلمان ہوتے
گئے اور اسی وعظ و نصیحت کے ذریعہ سے ہمیشہ نشر اسلام
مقصود رہا آپکی تبلیغ نصیحت الحق مر کے باعث تمام قبائل یہود
و نصاری و مشرکین مکہ کے دشمن جانی ہوگئے یہانتک کہ
مسلمان کہلم کہلا اوس خدا وحدہٗ لا شریک کی پرستش
نہین کرسکتے تہے - خانہ کعبہ کے اندر آپکو کئی بار سخت ایذا دیگئی
ہمیشہ کفار کے خوف سے آپ مکان تبدیل کرتے رہے کاہن
وشاعر و ساحر کے نامون سے آپکو کفار نامزد کرتے رہے جو مسلمان
کہ کفار کے غلام تہے محض اسلئے ایسی ایذائین اوٹہاتے تہے جو
نہایت ہی سخت تہین کسیکو گرم ریت پر چت برہنہ لٹا کر سینہ
پر پتہر رکہا جاتا تہا کہ ترک اسلام کرین کوئی اور برے برے
مصائب مین مبتلا تہے غذا وغیرہ سے تکالیف دیجاتی تہی مسلمان
نہایت تنگدست و پریشان حال تہے اسپر بہی مسلمانون نے
ہرگز قصد مجادلہ کا نکیا بلکہ محض تلقین و ارشاد پر صبر کرتے رہے
آخر کار کفار نے اسبات پر عہد کیا کہ رسول اللہ کو قتل کرنا چاہئے
آپکو جب یہہ خبر معلوم ہوئی تو مع ایک جان نثار صحابی کے ہجرت

ٹھرانہ زحمت اور اونکی ابدی سلب آزادی اسلئے ہوئی تاکہ وے
مخلوق بہ اعلے ترین اخلاق ہوجاوین اور دوسرے باغیونکو عبرت حاصل
ہو جب اسبات کا یقین ہوجاوے کہ انسے کسی قسم کا غدر اور نقض امن
کا خوف نہین ہے پس ایسے وقت مین آزاد کرنا بہتر و مقتضاے
مصلحت ہے اسلام نے گو بظاہر الفاظ یہہ شرط نہین لگائی اسلئے
کہ عرب مین اوسوقت ایسے غلامونکی ضرورت تھی نہ اونکو حق مساوی
عطا کرنیکے باعث اونکو بالکل آزاد اور مثل خادم کے کردیا اگر ہم
اس سے بھی قطع نظر کرین اور انتظام ملکی پر بھی سرسری غور کرین
تو جنگی سپاہیونکی کوئی دان مقرر نہین ہین اونکی آزادی کی امید
محض موہوم ہے گو کہ وہ نہایت مہذب اور دلسے تائب ہوگئے
ہون مگر تنبیہاً للغیر و عبرتاً للآخر وہ آزاد نہین کئے جاتے خاص خاص
اشخاص کی آزادی دوسرے کی راے کی تابع ہے نہ کسی تغیر حالت
کی بنیاد پر اسیطورسے غلامونکی آزادی اونکے نیک نیت آقاؤنکے
سپرد ہوئی تاکہ تنبیہ دوسرے لوگونکے لئے ہو اور آزاد کرنیکی
از حد تعریف و خوبی بیان کیگئی اسلام مین غلامی نہ ملکی لڑائی کے
لئے روا رکھی گئی نہ اون جہادونمین جو اسلام کی رو سے ہرگز
جہاد نہین ہوسکتے بلکہ لوگون نے مسلمانونکے رجحان طبع کے لئے
اوس دنیاوی لڑائی کو جہاد کے نام سے موسوم کردیا جہاد محض
اوسوقت مین فرض و جایز ہے جبکہ مسلمانونکو امن و امان نصیب
نہو یا اونکی مذہبی فرایض مین دست اندازی ہو یا اوس معاہدہ کا
نقض ہوتا ہو جو بحیثیت اسلام کے فیما بین کفار و مسلمانونکے معاہدہ

مسلمانوں نے اور قافلہ والوں سے کوئی مقابلہ نہین ہوا اور وہ بسلامت
نکل گئے ابوجہل و ابی سفیان روسائے قریش جو کہ بغرض امداد قافلہ
کے نکلے تہے باوجود قافلہ کے سلامت نکلجانے پر واپس نہ گئے بلکہ
یہہ مشورہ کیا کہ جب ہم نکلے ہین تو بلا مسلمانونکے مارے ہوئے
نہ واپس جاوینگے آخرکار وہ نامور لڑائی جسکے لئے اہل قریش
خود چڑہکر آئے ہتے جنگ بدر کی واقع ہوئی مسلمان نہایت ہی
کم از روے تعداد و از روے آلات حرب و رسد وغیرہ کے تہے
کفار مسلمانوں سے کیا از روے تعداد و کیا از روے ترتیب
جوش و آلات حرب ہونے سے بہی کہین زیادہ تہے اس
لڑائی مین مسلمانونکو باوجود قلت تعداد کے خدا نے فتح دی
اور اہل مکہ پسپا ہوئے دوسری بار اسی شکست کی خجالت مٹانیکو
اہل مکہ نہایت جوش و خروش سے مستعد و مسلح اور مکمل فوج
سے خود چڑہکر بغرض بدلہ لینے کے آئے گو کہ اس لڑائی مین بہی
قریب تہا کہ کفار شکست پاوین مگر مسلمانونکے دہوکہا سے
لوٹ مین مشغول ہونے کے سبب سے اونکو شکست ہوئی اور آپکے
دندان مبارک بہی شہید ہوئے رسول اللہ نے ان دونون
لڑائیون مین جو کچھہ کیا محض اپنے اور مسلمانونکے جان بچانیکے لئے
کیا خود پیشدستی نہ اونکی اور نہ اونپر چڑہکر گئے چونکہ لشکر
اسلام مین ان خونریزیونکے باعث چندان فایدہ نہتہا بلکہ مسلمانونکے
شہید ہونے کے باعث ضعف اسلام کا ہوتا تہا اور اونکا
مقصود بالذات یہہ ہرگز نہتہا کہ بزور شمشیر اسلام پہیلایا جاوے

مدینہ طیبہ کی کی اور بالجبر اپنے اصلی وطن اوس خدا کے مقدس گہر
سے یون نکالے گئے جتنے مسلمان تھے وہ رفتہ رفتہ تہوڑے ہی
دنونکے اندر اوس اپنے وطن مالوف اور اوس خانہ خدا سے
نہایت تنگدستی و بے بسی کیحالتمین مہاجر مدینہ ہوئے مدینہ
طیبہ کے لوگ نصف مال اپنا اپنے بہائی مہاجرین کو اوسوقت
تک دیتے رہے جبتک کہ وہ خوشحال نہوئے اگر وہ لوگ
دستگیری نکرتے تو سارے مسلمان بہوکہونکے مارے مر جاتے
مدینہ طیبہ کے لوگ قبل تشریح جہاد اکثر ایمان محض وعظ و تلقین
سے لاچکے تھے - ایک قافلہ مسلمانونکا کفارونکے تکالیف کی نہ
برداشت کرکے حبش کے بادشاہ کے یہان پناہ گزین ہوا مشرکین
مکہ نے وہان بہی پیچہا نہ چہوڑا اور بادشاہ حبش کے پاس تحف
و ہدایا لیکر اسلئے گئے تاکہ وہ مظلوم جوکہ اوسکے حفظ و حمایت مین
پناہ لائے ہین اونکے سپرد کردئے جائین ہرقل بادشاہ روم
کے پاس جسکا مذہب عیسائی تہا اسلئے ایلچی بہیجے گئے کہ وہ مسلمانونپر
لشکرکشی کرے - جب مسلمانون نے دیکہا تو جلاوطن ہونے
پر بہی اونکو امن نصیب نہین ہوتا اور انکے آسایش مین خلل
اندازی ہورہی ہے تو مجبوراً نہ اونہون نے کفار کو جواب ترکی
بہ ترکی دینا چاہا اونکا قافلہ جو شام سے تجارت کا مال بیچکر مکہ کو وا
جاتا تہا مسلمانون نے چاہا کہ اپنے اون تکالیف وتاوان
مال کا خسارہ اس قافلہ سے بدلا لینے پر لیو اکرین قریش نے
جب سنا کہ اونکا قافلہ روکا جائیگا تو مکہ سے کمک کے لئے جہٹ دوڑ دیئے

مدعیان نشر تہذیب و قیام امن ہم نہین جانتے کہ ان صورتونکے
سوا وہ کونسی صورت اختیار کرتے ہین و کرینگے اگر کوئی صورت
بوجود اون سب خرابیونکے جنکے باعث مسلمانون نے جہاد
کیا کسی ان مدعیان تہذیب کے ممالک مین آپڑے تو اوس وقت
مین اسکے سوا وہ کیا اختیار کرسکتے ہین چونکہ اسلام کے
نام کے باعث مسلمانونکے امن و امان بہ تعطل لندا نہی
کیجاتی تہی اسلئے اسلام کے نام سے امن و امان کا قایم
رکہنا واجب تہرا اگر اسلام کا حمایت دنیا ہو کرنا اون کا
مقصود نہ ہوتا بلکہ ملکی لڑائی ہوتی تو ہرگز وہ نہ اسلام کے لڑائی
ہوتی نہ اوسکے لیے اسلام کو ضرورت تہی کہ وہ جہاد کرتا اسلام
نے جو حقوق ذمیون اور غلامونکو عطا کئے ہین وہ ہرگز کوئی فرمانروا
اپنی رعایا کو نہین عطا کرتا تم اسلام کے عدل و انصاف کے قواعد
اور اوسکے ملک داری کے رول کو دیکہو کہ کسقدر منصفانہ اور
انصافانہ مقرر کئے گئے ہین یہی وجہ تہی کہ خلفاے راشدین
کے زمانہ مین خود غیر ممالک کے رعایا بسبب مظالم حکام مذاہب کے
جنکی زبان خود اونکا قانون تہا مستدعی اس امر کے ہوئے ہین
کہ وہ شامل ممالک اسلام کرلئے جاوین بندگان خدا کا ظلم اور
جور سے بچانا خدا کے رحمت کا مقتضا تہا اسلئے اسلام نے اونکی
دستگیری کی تاکہ انسداد مظالم کا ہو بلکہ اونکے اسباب پر بہی
راضی تہے کہ وہ اسلامی مملکت کے قواعد کی پابندی اسلئے کرین
کہ اونکے یہان کوئی آئین ملک داری کا نہ تہا اور وہ خود

اسلئے آپنے کفار مکہ سے ایسی دبکر صلح کی جس سے خود مسلمان کبیدہ
تہے تاکہ اس امن و امان کے زمانہ مین اسلام کے ترقی اور عہد کے
دین متین کی مضبوطی ہو خود کفار باوجود شرایط صلح کے مفید
ہونے پر قایم نرہے اور نقض عہد کیا اوسوقت مین البتہ خدا
کا یہہ حکم ہوا کہ اونکے اس نقض عہد کا بدلا اونسے لو جیسا کہ
سورہ توبہ مین ارشاد ہے کہ وے نقض عہد کرتے ہین جبکہ
کوئی وعدہ کرتے ہین پس اب ہر منصف اور غیر متعصب کو غور
کرنا چاہئے کہ اسلام نے جو کچہہ اسوقت مین کیا وہ اسکے سوا کیا
کر سکتا تہا اوسنے امن قایم رکہنے کے لئے ایسا کیا نکہ بجبر اسلام
پہیلانیکے لئے اسلام کی پہلی شرط اونلوگون سے جو صلح کرنا اسلام
سے پسند نہین رکہتے تہے یہہ ہوئی تہی کہ تم یا مسلمان ہو جاؤ
یا جزیہ دو یا لڑائی لو اگر ایسین صلح یا کوئی معاہدہ ہوتا تہا
تو ہرگز اونسے یہہ شرایط نہین پیش ہوتے تہے مگر جنسے نقض
عہد و غدر کا خوف وخلل اندازی آسایش و امن کا ڈر ہوتا تہا
اونسے یہہ شرایط پیش ہوتے تہے تاکہ اونکے اسلام لانے سے سارے
خوف رفع ہو جاوین دوسری حالت جزیہ کی بہی نہایت بڑی
اطمینان وہ تہی کیونکہ حالت اطاعت مین اونکے مسلمانون کو
امن و امان مین خلل پڑنیکا کوئی خوف نتہا بدرجہ مجبوری محض
امن و امان و دفع مضرت کے لئے لڑائی تہی پس ہم یہہ نہین
سمجہتے کہ ایسے سہل اور عمدہ صورتین بقاے امن و امان کے لئے
اس سے زیادہ کونسی ہین جو ہمکو اختیار کرنا چاہئین ۔ فی الحال

حقوق بنی آدم

لوگ بالکل آزاد اور حشر ہین۔

حقوق بنی آدم - یہ استثنا سے ذوی القربی کے جنقدر رعایات ومراعات کی تعلیم ہوئی ہے وہ محض بنی نوع کے ہمدردی اور دلسوزی پر مبنی ہے اسلام نے مسلمان و کافر و ذمی کے حقوق از روے رعایت و پابندی اخلاق کے یکسان کر دئے چغلی غیبت حقارت ظلم ایذا دہی یکسان ہر فرد بشر کے لئے ویساہی ممنوع ہے جیسے مسلمانونکے لئے انس سے آپنے فرمایا کہ اے بیٹے اگر تجھسے ممکن ہو کہ صبح شام اسطور سے کر سکے کہ تیرے دلمین کسیکی برائی نہو تو کر شرط ایمان آپنے یہہ قرار دی لایومن احدکم حتی یحب لاخیہ مایحب لنفسہ تم مین سے کوئی ایمان دار نہین ہو سکتا جبتک جو کچھہ اپنے لئے پسند کرتا ہے وہ اپنے بھائی کے لئے پسند کرے دوسری حدیث مین فرمایا ہے کہ مومن کے دلکی عزت خدا کے نزدیک کعبہ سے زیادہ ہے۔

حقوق جار

حقوق جار - پڑوسیونکے جسقدر سلوک وارتباط محض مکان ہی کے قریب ہونیسے ارشاد کیا گیا وہ ہرگز ذوی القربی سے کم نہین ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے اسقدر وصیت ہمسایہ کے بابت کی کہ ہمنے سمجھا عجب نہین کہ شریک ارث کئے جاوین آپنے فرمایا کہ کوئی شخص اگر کوئی چیز لائے تو چھپا کر لائے کہ ہمسایہ کے بچے اوسکو دیکھکر متمنی نہون اور نہ ملنے پر اونکو رنج ہو اسیطور سے ایک صحابی سے آپنے یہہ وصیت کی کہ شوربے

مختار اپنے مملکت کے رہیں چنانچہ بہت سے ممالک بطور صلح
کے اسلامی دنیا مین شامل ہوگئے اسبات کی ثبوت کے لئے کہ اسلام
نے تلوار نہ ملک گیری کے لئے اوٹھائی نہ بالجبر مسلمان کرنیکے لئے
بلکہ محض دفع مضرت و قیام امن وامان کے لئے ہے اون احکامات
کو دیکھنا چاہئے جسے آخری جنگ فتح مکہ مین آپنے نافذ کئے کہ بجز اون
شخصونکے جو تلوار لیکر مقابلہ مین ہتھیار سے آوین کسیکو قتل مت
کرو ابوبکرؓ نے لشکر کو جو جہاد کے لئے جاتا تہا یہہ تعلیم فرمائی کہ
تم بوڑھے اور بچون اور عورتون اور گوشہ نشینونسے ہرگز مزاحمت
نکرنا اگر اسلام کا مقصود بالجبر اسلام پہیلانا ہوتا تو کون مانع تہا
کہ جسوقت ممالک مفتوح ہوتے تھے اسلام لانے پر مجبور نہ کئے
جاتے اور کیون قیدی فدیہ لینے پر چہوڑ دئے جاتے کاش اگر
اسلام ایسا کرتا تو آج اون ممالک مین جہانسے یورپ نے اخذ
علوم کیا ہے کوئی عیسائی نہ رہتا مسلمانان اسپین کے ساتھ
جیسا سلوک عیسائیون نے کیا ہے اونکی محسن مسلمان اس
سلوک کے ہرگز مستحق نہ تھے اب چونکہ مزاحمت مذہبی فرائض
مین مسلمانونکی ساتھ نہ کوئی عیسائی فرمانروا کرتا ہے نہ کسی
مسلمان سے لڑائی اسلام کے نیست ونابود کرنیکے لئے ہوتی ہے
بلکہ محض ملک گیری اونکا مقصود ہوتا ہے اور نہ کوئی نقض عہد
اسلام کے حیثیت سے کیا جاتا ہے پس اب نہ جہاد ہوتا ہے
اور نہ جہاد کی ضرورت مسلمانونکو ہے اسلامی دنیا مین فی الحال
جو رواج غلامی کا ہے وہ بالکل اسلام کے احکام مخالف ہے اور

صلح - اصلاح بین الناس سے بڑہکر اسلام نے کسی امر کو
ایسا اچہا اور اعلی نہین قرار دیا یہانتک کہ آپنے ایسا جہوٹ
جس سے نقض عہد یا کسی قسم کی مضرت اخلاقی و دنیاوی کیسیکی
ہوتی ہو صلح کرانے مین جایز رکہی خدا نے جہان اون نعمتونکا ذکر کیا ہے
جو مسلمانو نپر اوس نے کئے ہین وہان سب سے بڑی نعمت آپسمین صلح
اور الفت ہونیکی خدا نے فرمائی ہے کہ بہت سے اون مشورونمین بہلائی
نہین ہین مگر جس شخص نے حکم دیا صدقہ اور امر معروف کا یا لوگونکے
بیچ صلح کرانیکا اور دوسری جا بعنوان ترغیب پر دلالت کرتا ہے ارشاد کیا گیا
ہے فاصلحوا بین اخویکم صلح کراؤ تم درمیان اپنے بہائیونکے
اور پہر کہا ہے الفتنۃ اشد من القتل فساد قتل سے بہی زیادہ
شدید ہے رسول اللہ صلعم سے بڑہکر کسی فعل کو عمدہ اور اچہا نہین
سمجہتے تہے باوجود ایذا کفار کے ہرگز اونسے بدلا و لڑائی کے خواستگار
ہنوئے بلکہ صلح اونکی ایسی منمانی شرایط کے ساتہہ کی جس سے مسلمانونکو
نہایت کبیدگی ہوئی آخر کو جب کفار ایسے آسانی اور مفید شرایط پر قایم
نرہ سکے تو رفاہ عامہ خلایق مفسدونکی تہ و بالا کردینے پر مقدم
سمجہا گیا اپنے ذات خاص کے لئے کبہی آپنے بدلہ کسی سے نہین لیا آپنے
مسلمانونکو یہہ تعلیم دی لا یہجرا خاہ فوق ثلثۃ ایام کہ اپنے
بہائی سے تین دن سے زیادہ ترک ملاقات نکرے

تعظیم بزرگان و رحم برخوردان آپنے جہان دیگر اخلاق تہذیب
کی تعلیم دی وہان فرق مراتب بزرگی اور خوردی کا بہی بتلا دیا آپنے
فرمایا کہ من لم یوقر کبیرنا ولم یرحم صغیرنا فلیس منا

مین پانی زیادہ ڈالدیا کہ وہ تاکہ اپنے ہمسایہ کو بھی اوسمین سے
کچھ دے سکو شفع محض تقدم حق ہمسایہ کے باعث سے مقرر کیا گیا

مہمان نوازی - ہر مہذب و تعلیم یافتہ مہمان نوازی کو
عمدہ واچھا سمجھتا ہے اور دوستی بڑہانے مین چلنا منتر جانتا ہے
عرب مین اعلی ترین اوصاف انسانی سے یہہ صفت شمار ہوتی تہے
اور ہر شخص اوسیقدر ممتاز ہوتا تہا جسقدر کہ وہ مہمان نواز ہوتا
تہا حاتم کا قصہ آجتک زبان زد خلایق ہے اسلام نے اسقدر
اس فعل کو محبوب لوگونکی نظرونمین کر دیا تہا کہ لوگ اپنے بچونکو
بہوکہا رکہتے اور مہمان کو کہلاتے ایک روز ایک صحابی نے
چراغ اسلئے بجہادیا کہ اوسکے یہان اسقدر غذا نہ تہی کہ خود
مہمان کے ساتہہ وہ شریک ہوکر کہا سکتا جب روشنی نہ
رہی تو وہ مہمان کے ہمراہ بیٹہکر فقط کہانیکی آواز بناتا تہا تاکہ
اوسکو یہہ گمان نہو کہ یہہ شخص نہین کہاتا - حدیث شریف
مین ہے من یومن باللہ فلیکرم ضیفہ جو شخص خدا کے
ساتہہ ایمان لایا ہے اوسکو لازم ہے کہ اپنے مہمان کا اکرام
کرے -

(ہدیہ) اقتضاے انسانی و ذلی الفت کی شناخت اپنے دوستونکی
مدارات و ہدیہ دینے سے ہوتی ہے آپنے فرمایا کہ تہادوا تحابوا
آپسمین ہدیہ دو اور دوستی کو بڑہاؤ ایک بادیہ نشین نے آپکو
ککڑی تحفہ دی آپنے اوسکے بدلے اوسی برتن مین دینار
دو درم عنایت کیا -

باب مختصر عقاید اہل اسلام

پہلا عقیدہ اللہ پر ایمان لانا

پہلا عقیدہ اللہ پر ایمان لانا۔ خدا کی وحدانیت
اور اوسکے صفات پر ایمان لانا اور اوسکے ذات وصفات
ہین اوسی حقیقت کے ساتھہ جس طرح سے کہ وہ پاک ذات ہے
یا اوسکے صفات ہین کسیکو شریک نہ ماننا اوسکے اوصاف یہہ
ہین (تنزیہہ وتقدیس) یعنے وہ ذات پاک ہر عیب
وجہل وعجز ونقصان سے پاک ہے اور اوسمین ہر عیوب کا امکان
بہی محال ہے (حیّ) یعنے وہ خود زندہ ہے اور اوسکے ذات
پاک کے باعث سے سارے ذیحیات زندہ اور حی ہین (قیوم)
وہ بذاتہ بلا مدد غیرے قایم ہے اور سارا عالم اوس سے
قایم ہے (قدیر) یعنے سب چیزونکے ہست ونیست پر وہ
قادر ہے کسی اسباب کے سبب سے نہ وہ مجبور ہے اور نہ عدم
اسباب کے باعث وہ کسی فعل کے کرنے مین لاچار گو کہ وہ بلا
سبب اپنی مرضی سے کچھہ نکرتا ہو (مرید) جبکہ وہ ہر چیز کا
خالق ہے تو وہ بیشک مرید بہی ہوگا یعنے ہر شئے کو اپنی قدرت
واختیار سے اور اپنی مرضی وارادہ کے موافق پیدا کرتا ہے
اور بناتا ہے اور جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے جلاتا ہے
اور جسے چاہتا ہے مارتا ہے کوئی چیز وسبب اوسکے ارادہ
کو روک نہین سکتی (سمیع) یعنے حاضر وغایب سب کی

جسنے اپنے بزرگونکی تعظیم نہ کی اور اپنے چھوٹونپر رحم نکیا وہ ہم مین
سے نہین ہے کوئی سردار قوم جب آپکے ملاقات کو آتا تو آپ اوسکی
تعظیم کرتے اور چادر بچھا دیتے مسلمانونکے ساتھہ یہہ فعل کچھہ مخصوص
نہ تھا بلکہ کفار کے ساتھہ بھی آپ بہ اکرام پیش آتے چنانچہ سورہ
عبس وتولی مین کافرونکی تعظیم کا ذکر ہے۔

حقوق ذمی وکفار۔ جن باتونکی کہ مسلمانونکو اجازت
نہین دیگئی تھین وہ کافرونکے لئے بھی باعث اونکی رسم جایز
ہوسکنے کے روا رکھی گئی۔ شراب وسور کے تجارت پر کافرکو اوسیطور
سے اجازت دیگئی جسطور سے وہ اپنے ممالک مین کرسکتے تھے اونکے
مذہبی آزادی وادائے فرایض ورسوم مین کوئی روک ٹوک
نہ تھی گرجا اور مسجد برابر بنتے تھے بلکہ جب مشرکین مکہ سے
آپنے صلح کی تو اوسی خانہ کعبہ مین ایکطرف تو مشرکین بت
پرستی کرتے تھے اور دوسرے جانب مسلمان خداے پاک کی
پرستش۔ اب بھی بیت المقدس مین برابر یہود ونصاری
کو اپنے فرایض مذہبی ادا کرنیکا اختیار ہے عمرؓ ابن عبد العزیز کی
خلافت کے قبل ایک گرجا جو حالت جنگ مین نصف مسلمانونکے
قبضہ مین آچکا تھا اور نصف عیسائیونکے قبضہ مین تھا اوسکو
بعض لوگون نے شامل مسجد کرلیا تھا جب عمرؓ ابن عبد العزیز کا
زمانہ آیا تو اونھون نے اوسکو پھر بیت المال کے صرف سے
نصف گرجا بنوا دیا تاکہ حقوق وانصاف کا خون نہو۔

حقوق ذمی وکفار

لفظاً ہے نہ معنیً کیونکہ ہمارے اوصاف مخلوق اور حادث ہین اور
ذاتی نہین اور اوسکے اوصاف قدیم اور غیر مخلوق اور ذاتی ہین

دوسرا عقیدہ اوسکے رسولونپر ایمان لانا

اوسکے انبیا اور رسولونپر ایمان لانا جن انبیا اور رسولون کے
نام ہمکو معلوم ہین اونکو بالتفصیل اور جنکے نام معلوم نہین اونپر
بالاجمال ایمان لانا چاہئے کیونکہ بہت سے انبیاؤنکا ذکر کتب
خداوندیمین نہین ہے اور خدا نے فرمایا ہے لکل قوم ہاد
ہر قوم کے لئے کوئی ہادی ہے اس سے لازم اتا ہے کہ عالم
مین ہر قوم کے لئے نبی مبعوث ہوا ہو اور اوسکا تذکرہ کتب
مقدس مین نہو کیونکہ کتب مقدس مین فقط بنی اسرائیل کے
انبیاؤنکا ذکر ہے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین
وافضل الانبیا ہین۔

تیسرا عقیدہ اوسکے کتابونپر ایمان لانا

اوسکے کتابون اور صحایف پر جنکے نام معلوم ہون بالتفصیل اور جنکے
نہ معلوم ہون بالاجمال ایمان لانا چاہئے کتب مقدس توریت
وزبور و انجیل جو کہ اصلی انبیا علیہم السلام کے وقت مین تہین
وہ بجنسہ نہین ملتین اور سلسلہ اسناد و روایت کے منقطع ہونے
کے باعث صحت اونکی مشتبہ ہوگئی ہے اور ترجمہ در ترجمہ ہونیکے
باعث اختلاف مضامین ہوگیا ہے اسلئے جو کلام مجید کے
موافق ہو اوسکی تصدیق اور جو مخالف ہو اوسکی تکذیب
اور جہان سکوت ہو وہان پر سکوت کرنا چاہئے کلام مجید

دوسرا عقیدہ اوسکے رسولونپر ایمان لانا
تیسرا عقیدہ اوسکے کتابونپر ایمان لانا

برابر باتین سنتا ہے اور کوئی چیز اوس سے غایب نہین ہے
(بصیر) یعنے حاضر و غایب سب چیز اوسکے نزدیک یکسان ہین
اور وہ سبکو برابر دیکہتا ہے گو وہ زمین کی تہونکے اندر ہون
اور گو وہ لوگونکے دلونمین پوشیدہ ہون (خالق) سارے
مخلوق عالم کے عدم سے ہست مین آنیوالی اشیا کا وہی پیدا
کرنیوالا ہے (علیم) یعنے ظاہر و باطن چہپا و کہلا ہر چیز
کو وہ ابدالاباد سے قبل موجودات عالم کے جانتا ہے۔
(متکلم) یعنے کلام پاک اوسکا جو اوسکے ذات پاک کے ساتہہ
قایم ہے اور وہ اوسکا کلام لفظی ہے جسمین نہ صوت ہے نہ آواز ہے
بلکہ جو ان الفاظ سے معنی مراد ہین اور وے معنی اوس ذات
پاک کے مقصود ان الفاظ سے ہین وہ قدیم ہے اور وہی معنی
الفاظ متلو کے ساتہہ محمد رسول اللہ پر وحی کیے گئے احادیث
گو کہ معناً وہ بہی کلام خدا ہین مگر چونکہ الفاظ بعینہ وحی اور متلو نہین
کیے گئے بلکہ معنی کا الہام آپ پر ہوا اور اپنے اپنے الفاظ مین
بالقصد والارادہ اون مضامین کو ادا فرمایا اسلیئے ہم اوسکو
کلام خدا نہین کہتے۔
یہہ سب اوصاف خداوندی اوسکے ذات کے ساتہہ قایم ہین
اور ازلی و ابدی اور اوسکے ذاتی ہین اور قدیم بالذات ہین کیونکہ
ان اوصاف مین کسی مخلوق کی نہین حیثیات کے لحاظ سے
شرک فی الصفات ہوتا ہے ہم اوصاف خداوندی کو بلا تشبیہ
اثبات اوسمین کرتے ہین شرکت ان اوصاف مین مخلوق کی

مسلمان کو نجات ہوگی جنکے اعمال خیر
سے خیر نہ یا دہ ہونگے وہ ہرگز
دوزخ مین نجا وینگے جسطور سے کہ شرک
خلود دایمی فی النار کا موجب ہے اسیطور
سے اقرار توحید ورسالت موجب
خلود دائمی جنت کا ہے مشرک کے اعمال
صالح موجب تخفیف عذاب ہونگے
نہ خلود جنت کے کیونکہ فقط توحید ہی کا اقرار خلود جنت کا
مستحق کرتا ہے اور دیگر اعمال خیر موجب زیادتی نعمت بعد
دخول جنت کے ہین نہ کہ استحقاق اوسکو جنت کا دلاوین۔
ہم تھوڑی سی تحقیقات استعذاب دوزخ وتنعم جنت
کی اس جا پر بیان کرنا چاہتے ہین۔ سوال
ہم چونکہ روحانی اکتساب دو قسم پر پاتے ہین ایک علمی دویم
عملی۔ علمی اکتساب فقط معرفت ذات وصفات خداوندی کا
نام ہے جو بذریعہ حواس خمسہ باطنی کے کیا جاتا وہ منسوب
با فعال قلوب ہے۔ اسلئے کہ اسمین بذریعہ اعضا وجوارح کے
اکتساب نہین ہوتا ہے عملی اوسکو کہتے ہین کہ اکتساب روحی
بذریعہ اعضا وجوارح کے ہو پس مقصود روحی اگر معرفت
اوسکی ذات وصفات سے علمی طورسے حاصل ہوا تو بقدر
اوسکے قوت یقین اور ایمان کے اوسکو معرفت مین لذت

چاہیے فقط

جو بین الدفتین موجود ہے اسیطور سے رسول اللہ پر نازل
ہوا اور اوسیطور سے پایا جاتا ہے اور انشاء اللہ اوسیطور سے
رہیگا۔

چوتھا عقیدہ ملائکہ پر ایمان لانا

چونکہ یہہ کلام پاک انبیاء پر کسی ذریعہ سے وحی کئے گئے ہین اور
وہی ذریعہ ملائکہ کا ہے اسلئے اونپر بھی ایمان لانا چاہیے۔
یوم آخرت پر اسطور سے ایمان لانا چاہئیے کہ اوس روز
سارے اعمال کی جزا و سزا و حساب ہوگا کیونکہ ہم اوپر
بیان کر چکے ہین کہ یہہ عالم دار عمل ہے نہ دار جزا اور سزا اعمال کی
پاداش اس عالم مین لوگونکو نہین ملتی اسلئے اوسکے لئے دوسرا
عالم ہوگا جو بعد الموت ہے۔ ان عقاید خمسہ کا منکر یا ایک کا
انمین سے منکر کافر مطلق ہے کیونکہ خداوند تعالی نے فرمایا ہے
لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب
ولکن البر من آمن باللہ والیوم الآخر والملئکۃ والکتاب
والنبیین کہ فقط یہی نیکی نہین ہے کہ تم مونہہ کو پھیرو مشرق
یا مغرب کے طرف لیکن نیکی یہہ ہے کہ ایمان لاوے خدا پر اور
قیامت پر اور ملائکہ اور کتاب اور انبیاء پر۔

چھٹوان عقیدہ جزا و سزا پر ایمان لانا۔

حشر کے روز
ہر شخص حساب و کتاب کے بعد اپنے اعمال کی جزا اور سزا پاویگا
شرک کی سزا خلود فی النار دائمی ہوگی۔ حق العباد و حق اللہ
حسب درجہ گناہ کے موجب اوسکے سزا کے ہونگے مگر آخر کار

جو محض بتوسط عقل بلا خیال مصنوعات کے ہوگی جو بذریعہ مراقبہ محو خیال ماسوا کا دلسے ہوتا ہے یعنی بجز اوسکے حاضر ہونیکے کسیطرف رجحان اوسکے خیال کا نہوگا اور اوس یقین کے باعث اوسکو لذت اور تنعم ہوگا۔

عملی اکتساب وہ ہے جسمین روح بتوسط قوت غضبیہ و بہیمیہ کے بذریعہ اعضا و جوارح کے اکتساب کرتی ہے گو کہ قسم اول مین روحی اکتساب بذریعہ حواس خمسہ باطنی و بعض حواس خمسہ ظاہری مثل بصر کے ہوتا ہے مگر چونکہ اوسمین بتوسط قوت بہیمیہ و غضبیہ کا نہین ہے اسلئے وہ علمی ہے۔

پس اس قوت بہیمیہ و غضبیہ کے اعتدال ہونیکے باعث جو موسوم بمکارم اخلاق ہے روح مین قابلیت و صلاحیت استلذاذ و نعمای بہشتی کا ہوگا اور اونکے افراط و تفریط سے زوال قابلیت علی قدر افراط و تفریط جسکا نتیجہ حرمان استلذاذ و نعماے بہشتی ہے اور چونکہ حصول مقصود کا نام استلذاذ و نعماے بہشت سے ہے اور حرمان مقصود کا نام نار جہنم ہے اسلئے لازم ہوا کہ ان قوا کے محبوب اشیا کا حصول جزا اور موجب راحت اور فوت اسکی موجب سزا اور موجب ایذا ہو۔ کیونکہ مقتضاے انصاف و عدل یہی ہے کہ جن حیثیات و ذرائع کے ساتھہ صدور افعال خیر و شر کا ہوا اونہین حیثیات و ذرائع کے لحاظ کے ساتھہ جزا اور سزا بھی ہو۔

اس عالم مین دیکھہ لو کہ جس شخص مین مادہ رحم کا قوی ہوگا اوس سے افعال ظالمانہ نہایت تکلف اور جبر سے صادر ہونگے مگر بتکلف

ابدی و سرمدی ہوگی جو موسوم بہ جنات النعیم ہے اور اگر جہل
اوس ذات مستجمع صفات سے ہوا جو کہ حجاب درمیان روح
اوسکی غرض کے ہے اسلئے وہی حرمان مقصود کا موجب عذاب
و تکالیف کا ہوگا جو موسوم بہ نار جحیم ہے - علمی جزاے لقاے
رحمن اور اوسکی دیدار مراد ہے چونکہ رویت سے مقصود
فقط رفع شک ذات وجود شئے مرئی سے ہوتا ہے اور دار
الآخرت مین یقین اوس ذات پاک کا اس عالم کے محسوسات
کے رویت سے کہین زیادہ و کامل و اتم ہوگا کیونکہ یہانکے رویت
مین غلطی کا احتمال ہے جسطرح دور کی چیز بباعث بعد کے کچھہ
کی کچھہ معلوم ہوتی ہے اور اوس عالم مین غلطی محال ہے جسکے
بابت خدا نے فرمایا ہے فکشفنا عنک غطاءک فبصرک
الیوم حدید اور رسول اللہ نے فرمایا ہے ستَرون
ربکم کالقمر لیلۃ البدر قریب ہے کہ تم اپنے پروردگار
کو دیکھوگے مثل پورے چاند کے یعنے اوسکے رویت مین
کسیقسم کا شک و شبہہ نہوگا -

وہان رویت بہی دو قسم کی ہوگی ایک بواسطہ مصنوعات
جسکے ذریعے سے روح مدرک ہوئی ہے اور ایک بلا توسط حواس
کے محض عقل مجرد کے ذریعے سے پس وہان مصنوعات خالق بے
چون و چرا اسطور سے اوسکے یقین کے وجود کے موجب ہونگے
جو بالکل عین الیقین ہوگا اور یہی معنی رویت بصر کے ہین کہ بذریعہ بصر کے
ادراک محسوسات موجب یقین رب جل و علی کا ہو اور دوسری رویت

کہ محبوب شئے کا ملنا جزا اور اونکا حرمان سزا ہے اسلیے اب ہم
کو غور کرنا چاہیے کہ ان قوے کی محبوب کونسی چیزین ہین جنکا
ملنا جزا اور حرمان سزا ہو پس یہہ بات صاف طور سے ظاہر
ہے کہ ان قوا کے محبوب اشیا بجز استلذاذ نعماے دنیاوی کے
کوئی دوسری چیز نہین ہے پس جزا و سزا بھی انہین نعمتونکے
عطا و حرمان سے ہونی چاہیے اور چونکہ اس عالم مین بھی روحی
استلذاذ ان نعمتونکے حصول سے ہوتا ہے اور صدمہ اوسکے فوت سے
پس بقدر اعتدال تعلق و قوا استلذاذ روحی انہین نعمتون سے بقدر
افراط و تفریط حرمان انہین نعما سے ہونا چاہیے۔
پس مقتضاے انصاف و عدل کا یہی ہے کہ انہین ذرائع سے
تنعیم و استعذاب حصول نعما اور اوسکے حرمان سے ہو
مگر یہہ خیال رکھنا چاہیے کہ نعمتونکا حصول محض استلذاذ کے غرض سے
ہے اور عدم حصول تعذیب کے لیے نہ کسی دوسری اغراض دنیاوی
کے لیے اسلیے کہ وہ دار جزا و سزا ہے نہ دار عمل پس جو چیزین کہ
دار عمل کے لیے ضروری ہین اونکا دار جزا و سزا مین کیا کام
البتہ اون کوائف کا ہونا ضروری ہے جو دار جزا و سزا مین تنعیم
واستعذاب مین کار آمد ہون پس اسلیے انہین نعماء دنیاوی کے
مماثل وہان نعمتین فقط حصول استلذاذ کے لئے جیسا کہ خدا نے
فرمایا ہے اُوتوا بہ متشابہا اور دئے گئے ہین اوسکے مانند
یعنے در حقیقت نعمتین اوسکے مماثل ہونگی کہ یہی نعمتین خود موجود
ہون کیونکہ متشابہ کا لفظ فقط اوسکے حقیقت کے تشابہ بیان کرتا ہے

وجبر رفتہ رفتہ صدور بد افعال ظالمانہ کے باعث دلسے وہ حالت رحم کی کم ہوتے ہوتے بالکل مبدل بقساوت قلبی ہو جاویگی پھر اوسکو نہ ظلم کرنیسے رنج اور نہ قتل کرنے مین صدمہ ہوگا گو کہ پہلے پہل اوسکو ارتکاب ان اعمال مین بہت ہے بڑا صدمہ اور رنج ہوا اس اکتساب مین فقط زوال کیفیت رحم ہوگا نہ کہ سخاوت کا اسیطرح سے جسکا دل نہایت ہی سخت اور قسی ہوگا مگر اوسکو بالجبر قصص و حکایات جو موجب رقت قلب کے ہون اونکے سننے و واقعات قابل ترحم کے دیکھنے سے طبیعت کو نرمی اور لینت کیطرف مائل کرنیسے مادہ ترحم کا غالب ہو جائیگا اور قساوت قلبی دب جائیگی مگر اس صفت کے حصول کے باعث فقط قساوت ہی دور ہوگی نہ کہ بخل۔ اور چونکہ عالم آخرت اس عالم کا مثال ترتیب انتظامات مین یعنے نتیجہ اعمال ہے اسلئے یہہ لازم اور ضروری ٹھرا کہ حصول جزا و سزا مین بھی رعایت اون حیثیات و اسباب کا ضروری ہو جنکے ذریعہ سے اکتساب افعال کا ہوا ہو۔

پس جس شخص نے جس خلق مین اعتدال کا لحاظ رکھا ہوگا اوسی خلق کے ذریعہ سے استلذاذ اور جسنے جس خلق مین افراط و تفریط کی ہوگی اوسکو اوس خلق کے ذریعہ سے حرمان استلذاذ کا ہونا چاہیے اور چونکہ دار آخرت مین ہر نیکی کی جزا اور ہر بدی کی سزا دیجاویگی اسلئے روح کے جس خلق مین صلاحیت استلذاذ یعنی اعتدال ہوگا وہ جزا پاویگی اور جس خلق مین زوال صلاحیت یعنے افراط و تفریط ہوگی اوسکے ذریعہ سے سزا ہوگی ابھی ہم بیان کرچکے ہین

اونکو اوسی محمل پر محمول کرنیسے سارے شبہات معترضین کے
هباءً منثورًا هو جاتے هین اور چونکه ان قوا کے ذرائع سے
مستنعم یا مستعذب هونا بلا اجسام کے غیر ممکن ہے اسلئے اجسام
خواه وهی اجزاء ذیمقراطیسی جو محل صور مختلفه کے هین هون
خواه جسم جدید یا نسمه حاصل هونا چاہئے۔
اور چونکه یهه نظام عالم بالکل درهم وبرهم هو جائیگا اسلئے جسطرح
بدؤ عالم مین سلسله نسل آدم کا بلا مان باپ کے شروع هوا
پهر ارواح کا اجسام کے ساتهه تعلق جدید کیونکر خلاف فطرت
هوگا جیسا که خدا نے فرمایا ہے منها خلقنکم وفیها نعیدکم
ومنها نخرجکم تارة اخری اسی زمین سے همنے تمکو پیدا کیا اور
اسیمین تمکو پهونچاوینگے اور اوسی سے تمکو پهر نکالینگے دوسری بار
اور شکست نظام عالم کے بارےمین یون فرمایا ہے یوم نطوی
السماء کطی السجل للکتب کما بدانا اول خلق نعیده
جسدن هم آسمان کو لپیٹ لینگے مثل لپٹنے کاغذ کے طومار مین جیسا
که اول خلقت کے وقت مین تها یعنے جسطور سے بدو خلق عالم مین
حالت تهی ویسا هی روز قیامت کے شکست درهم وبرهم هونے
اجرام سماوی کے باعث سے هوگا اور اس امر کے بعید هونے پر
یون استدلال کیا قتل الانسان ما اکفره من ای
شیء خلقه من نطفة خلقه فقدره ثم السبیل یسره ثم
اماته فاقبره ثم اذا شاء انشره قتل کیا جائے انسان
کیسا ناشکر ہے کس چیز سے پیدا کیا اوسکو۔ نطفه سے۔ پیدا کیا

نہ کہ اون اشیا کے وجود بجنسہ پر دلالت کرتا ہو اور انہین آلام دنیاوی کے مشابہ وہان آلام بغرض تعذیب مقصود ہونگے نہ کہ اون مقاصد کے لئے جو دار عمل مین مقصود ہین اسلیئے رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ بہشت مین تم کہاؤگے اور پیوگے مگر فضلات نہونگے کیونکہ وہان تغذیہ و تشریہ سے استلذاذ مقصود ہے نہ کہ اصلاح بدن۔ اب یہہ اقسام نعماے بہشتی و آلام جہنم کے حسی یا خیالی یا عقلی ہونگے جس سے مراد یہہ ہے کہ اشیائے فی الحقیقت خارج مین اور سکے حس مین موجود ہون جنکے مقاصد فقط حصول استلذاذ ہونگے نہ تغذیہ و تشربہ خیالی سے یہہ مراد ہے کہ جسوقت اوسنے جس قسم کے استلذاذ و کیفیات کا خیال کیا اوسکو اوسی قسم کے لذت بلکہ اوس سے بڑہکر جو اس عالم کے نعمتونکے استلذاذ سے ہوتا ہے حاصل ہوا اور عقلی سے یہہ مراد ہے کہ اون اشیا کے معنوی مناسبت کے وجہ سے حصول لذات کا بیان کیا گیا ہو جسطور سے دودہ کی مثال معنوی علم سے ہے اور ماء جاری کی مثال فیض علم سے اور یہہ سب خدا سے ممکن ہے اور انشاءاللہ ایسا ہوگا جیسا کہ خداوند تعالی نے جنت کی صفت مین فرمایا ہے وفیہا ما تشتہیہ الانفس وتلذ الاعین اور اوسی جنت مین وہ چیزین ہونگی جنکی خواہش تمہارے نفوس کرینگے اور آنکہین لذت لیوینگی اور اسیپر دوزخ کے عذابونکو بہی قیاس کرلینا چاہئے کہ وہان بہی تعذیب انہین خیالی و حسی و عقلی عذابونسے ہوگا۔ جتنی احادیث عذاب قبر کے بارہ مین وارد ہین

ساتواں عقیدہ صراط پر ایمان لانا

خوف کرنا چاہئیے - کہ جس روز آدمی اپنے بہائی سے اور ماں باپ سے
اور بی بی اور لڑکوں سے بہاگیگا اور اوسدن بجز اوسکے اعمال کے کوئی اونکا
ساتہی و شریک نہوگا پس ایسے وقت کے لئے ہمکو طیار رہنا چاہئیے
اور اس تہوڑے دنکے ذلیل زندگی پر حیات ابدی کو جسکے بعد نہ پہر
موت ہے نہ حیات خراب کرنا چاہیئے فاعتبروا یا اولی الابصار

ساتواں عقیدہ صراط پر ایمان لانا - پل صراط پر سے
جو اس عالم کی استقامت صراط مستقیم یعنے اعتدال قوت بہیمیہ اور
غضبیہ کے مثال ہوگی اوترنا پڑیگا ہر شخص بقدر اوس اعتدال کے جسکا
پابند وہ اس عالم میں تہا جلد یا دیر میں اوتریگا کوئی مثل برق خاطف
کوئی مثل سوار کوئی مثل پیادہ حسب تفاوت درجات کے طی کریگا -

آٹہواں عقیدہ میزان پر ایمان لانا -

آٹہواں عقیدہ میزان پر ایمان لانا - میزان جسمیں لوگونکے
اعمال کی اصلی کیفیت اونکو معلوم ہوجاویگی حق ہے وہ مثال اونکے
رجحان اور میلان جانب اعتدال وافراط و تفریط کی ہے وزن سے
مقصود ہمیشہ یہی ہوتا ہے کہ اصلی حالت اوسکی کیفیت کی معلوم ہوجاوے
پس وہاں پر یہی اعمال و کیفیت حسی و خیالی و عقلی میزان و اوزان
کے ساتہ متمثل ہونگے جس سے اوس شخص کو اپنے ہر گناہ و نیکی کی
اصلی کیفیت معلوم ہوجائیگی انسان جسوقت کوئی نیکی کرتا ہے اوسکا
اثر اوسکے قلب پر ثبت ہوجاتا ہے اور جسوقت کوئی گناہ کرتا ہے
اوس سے وہ اثر زائل ہوجاتا ہے پس موت کے وقت اگر نیکیوں کا اثر
غالب رہا تو وہ ناجی ہوگا ورنہ جہنمی - اور یہی دونوں حالتیں میزان
کے دو پلوں سے مراد ہیں جسکے بابت خدا نے فرمایا ہے

اوسکو پہر اندازہ کیا ۔ پہر راہ اسان کردی پہر مارا اوسکو ۔ پہر
قبر مین رکہوایا اوسکو ۔ پہر جبکہ چاہینگے اوٹہاوینگے اوسکو ۔ یہانپر
بغیر حالات سے استدلال اپنی قدرت پر اس امر پر کیا ہے کہ
قبر کے بعد پہر نکالنا ایسے قادر مطلق سے جسنے ہمکو ایک بوند پانی
سے پیدا کیا گیا مشکل ہے اور قبر مین جانا اور اوسکے بعد اوٹہنا
اسباب پر دلیل ہے کہ قیامت بعد دفن کے ہوگی نہ کہ موت ہی
کے وقت اوس شخص کے قیامت قایم ہوگی دوسرے جگہہ یون
استدلال فرمایا ہے الم یک نطفة من منی یمنی ثم کان
علقة فخلق فسوی فجعل منه الزوجین الذکر والانثی
الیس ذلک بقادر علی ان یحیی الموتی کیا نہ
تہے نطفہ جو منی سے بنایا گیا پہر ہوگا خون بستہ پہر بنایا اوسکو پہر ٹہیک
کیا پہر اوسی سے مرد و عورت کا جوڑا بنایا گیا وہ قادر نہین
ہے کہ مردے کو زندہ کرسکے اور اپنے قادر ہونے پر یون فرمایا
ہے بلی قادرین علی ان نسوی بنانه بے شک ہم قادر ہین
کہ اوسکے پورونکو برابر کردین تسوی سے مراد کلام پاک
مین ہمیشہ ایسے مقام پر صورت انسانی بنانے سے ہوتا ہے
یہہ سب آیات اسبات پر دال ہین کہ حشر مین مردے
قبر و نسے اوٹہینگے جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے یوم یجمعکم لیوم
الجمع ذلک یوم التغابن جس دن کہ ہم جمع کرینگے جمع کرنیکے
روز وہ دن ہار جیت کا ہوگا اس سے ساری مخلوقات کا ایک
ہی روز اجتماع کا اثبات ہوتا ہے پس ہر شخص کو اسی روز سے

محبت ہے پس جنکے دیگر اعمال علاوہ اس اقرار و محبت کے
کے نجات کے لئے کافی نہونگے پس اونکو
سب درجہ یقین و محبت و اکمل واتم ہونیکے اسحالت
کوئی دوسرا گناہ مغفرت نہ دیگا اور یہی معنی اون احادیث
کے ہین کہ جنکے اعمال قابل نجات کے نہونگے وہ آپکی شفاعت سے
بہشت مین جائینگے یعنے سارے عمل ماسوائے اس عمل کے اگر موجب
نجات نہونگے پس جس شخص نے سیرت و محبت مین آپکی مشابہت
پیدا کی بیشک بقدر مشابہت کے مستحق جذب رحمت کا ہوگا
کیونکہ رحمت کا نزول فقط اونہین لوگونپر ہوگا جنکے اخلاق
اچھے ہونگے اور آپکی مشابہت اخلاق کے دوسری چیز
مراد نہین ہے تو آپ باعث ہادی و وسیلہ ہونیکے موجب
نجات جسکا مرادف شفیع ہے ٹہرے اور آپکی الفت و محبت
ساری گناہونکی محو کرنیوالی ہوئی ۔
اور یہہ بہی ممکن ہے کہ نجات گناہگاران امت کی مشروط آپکے
سفارش پر ہو مگر درحقیقت وہ سفارش اونہین کے لئے
ہوگی جنکے اعمال صحبت و مشابہت میں آپکے اخلاق کے ساتھہ کافی و
ماحی اونکے گناہونکے ہوسکتے ہون جیسا کہ حدیث شریف مین
وارد ہے کہ جن لوگونکی تعذیب خدا کو منظور ہوگی اونکے دوزخ
مین ہونیکی اطلاع آپکو نہوگی اور یہی معنی اس آیت پاک کے
ہین ولا یشفع عندہ الا باذنہ کہ نہ شفاعت کریگا
کوئی خدا کے سامنے مگر اوسکی اجازت سے ۔

فاما من ثقلت موازینہ فھو فی عیشۃ الراضیہ واما من خفت موازینہ فامہ ھاویہ جسکے وزن بھاری ہونگے وہ عیش مین ہوگا جس سے وہ راضی رہیگا اور جسکے وزن مین کمی ہوگی پس اوسکی مان آگ ہوگے یعنے آگ کے گود مین ہوگا۔

نوان عقیدہ آپکی شفاعت پر ایمان لانا۔ آپکے شفاعت کیوجہ سے عاصیان امت بخش دئے جاوینگے شفاعت کی اصلی معنی یہہ ہین کہ جسطور آپ ہماری ہدایت کے وسیلہ اس عالم مین ہوئی ہین اوسیطور سے اوس عالم مین جو اس عالم کا ہمثال و ثمرہ ہے وسیلہ نجات قرار دئے گئے کیونکہ اگر توسط و توسل آپکا اس عالم مین نہوتا تو ہرگز ہم لوگ ہدایت نہ پاتے اور ہماری نجات نہوتی پس یہی توسل آپکا موجب ہمارے نجات کا ٹھہرا اور معنی شفاعت کے یہی ہین۔

جو شخص جسقدر اتباع سنت مین مشابہ آپکے ہوگا اور محبت آپکی زیادہ ہوگی اوسیقدر جلد اوسکی نجات و مغفرت ہوگی۔

اسکے یہہ معنی نہین ہین کہ جسقدر ہم چاہین گناہ کرین وہ سب بلا مواخذہ بخش دئے جاوینگے بلکہ گناہ اور اتباع سنت اور محبت کے درجات ہین پس اگر اتباع و محبت کا ثواب گناہ سے زیادہ ہوگا تو اوسوقت نجات ہوگی ورنہ بقدر زیادتی گناہ مستوجب عذاب کا ہوگا اور چونکہ محبت کے درجات مین بھی تفاوت ہے اسلئے بعض وقت فقط محبت ہی سارے گناہونکی بخشش کے لیے کافی ہوگی ولو کان مثل زبد البحر اوسکو صاف طور پر یون سمجھنا چاہئے کہ اعمال نیک کی کچھہ چیز ضرور ہے اور ان ہین اعمال مین سے ایک عمل آپکے رسالت و عزت و نبوت کا اقرار

نوان عقیدہ آپکی شفاعت پر ایمان لانا

اور اندازہ کیا گیا ہے پس سارا عالم اوسیکی قدر اور اندازے
کے موافق ہے اور ہوتا جائیگا اور مخالفت اپنے غرض سے نکرنگا یہی
معنی اوسکے تقدیر مین لکہہ دینے کے ہین پس تقدیر ایک قاعدہ
کلیہ ہے جو اس صفحہ عالم پر درج ہے اور اوسی قاعدہ کے مطابق
سارے عالم کا انتظام ہوتا ہے اور اوسی سے مراد لوح محفوظ
وام الکتاب بہی ہے یہی وجہ ہے کہ جو لوگ جسقدر عالم کے قواعد
اور انتظام سے واقف ہین کہ کن کن اسباب سے کون کون سے
فعل ظہور مین آوینگے اسیقدر اونکی پیشینگوئیان صحیح اور راست ہوتی
ہین انبیا علیہم السلام بباعث اسی واقفیت کے بہت سی باتین
ایسے بتلاتے تھے جسکو لوگ غیب دانی تصور کرتے تھے درحقیقت
وہ غیب دانی نہین ہے بلکہ اونہین اسباب کے معلوم ہونیسے
جسکو کہ خدا نے اونکو بتلایا ہے استخراج نتیجہ صحیح کرلیتے تھے چونکہ
بباعث سلامت عقل و نور نبوت کے وہ غلطی سے معصوم ہین اسلیئے
اونکی پیشگوئیوں پر ہمکو بلا رد و قدح ایمان لانا چاہیئے اور جو لوگ
کہ معصوم نہین ہین اسیوجہہ سے بعض اوقات اونکے استخراج
نتیجہ مین غلطی ہوتی ہے۔
اور جو احادیث شریف مین وارد ہے کہ لوح محفوظ یاقوت کی
ہی اوس سے وہ خفیفت یہہ مراد ہے کہ جسطور سے یاقوت جوہر خلاصہ
مادہ اجسام کا ہے اور سب مین اعلیٰ ہے اسیطور سے وہ قوانین
جو عالم کے انتظام کے اصل ہین اور جنکے باعث سے عالم قایم ہے
وہ مثل جواہر مادہ اجسام کے جواہر عالم کے ہین پس اسی مناسبت

دسواں عقیدہ

یہہ ہے کہ خداوند تعالی خالق ہر افعال خیر و شر کا ہے خیر و شر
ہونا کسی فعل کا یا کسی چیز کا باعتبار اوس مخلوق کے ہے
جسکے ساتھہ اوسکا تعلق ہے جسطرح او ویہ مفید و مضر ذی روح
کے لئے ہین نہ جمادات کے لیے پس در حقیقت ہر شئے مفید
و مضر یا خیر و شر انسان کے بہ نسبت ہے نہ خالق کے بہ نسبت
کیونکہ ہم خیر اوسکو کہتے ہین کہ جسکے کرنے ہمارے لئے بہتری ہو
اور شر اوسکو کہتے ہین جسکا کرنا ہمارے لئے مضر ہے خداوند
تعالی اس سے بری ہے کہ اوسکے لئے کسی فعل کا کرنا اچھا یا برا
مفید یا مضر ہو پس خیر و شر باعتبار ہمارے ذات کے مستحسن
و قبیح ہوا نہ خالق کے بہ نسبت۔

گیارہواں عقیدہ تقدیر پر ایمان لانا۔ چونکہ خداوند
تعالی نے ہر ایک چیز کو عالم مین کسی خاص غرض و کام کے لئے پیدا
کیا ہے اور اوس شئے سے اوتنا ہی ظہور پذیر ہوگا جسکے لئے وہ
شئے علت یا سبب قرار دیگئی ہے اپنی غرض اور مقصود سے ایک
ذرہ بہر بھی مخالفت کمی یا زیادتی مین وہ شئے نہین کر سکتی ہے
پس یہی معنی تقدیر کے ہین کہ جسطور سے اوس خالق نے اندازہ ہر
ایک مخلوق کے خلقت سے کسی کام کرنیکا کیا ہے وہ شئے اپنی خلقت
کے غرض کی مخالفت نکریگی اور چونکہ وہ مدبر اور منتظم اور خالق
سارے عالم کا ہے اور عالم کا انتظام بالاسباب ہے اور کوئی شئے مخالفت اپنے
اسباب سے نہین کر سکتی اور ہر سبب کسی خاص فعل کے لئے مخلوق

دسواں عقیدہ

گیارہواں عقیدہ تقدیر پر ایمان لانا

ہر مشیت کے لئے ارادہ کا ہونا ضروری ہے پس ہر چیز اوسکی
مشیت وارادہ سے ہوتی ہے چونکہ اوصاف خداوندی قدیم
ہین اور اوسمین امکان حدوث کا نہین ہے اسلئے ہمکو چاہئے ان
اوصاف کے تصدیق کے اسکے تاویل کے اندر نہ پڑنا چاہئے
کیونکہ ہمارے اوصاف کے مانند اوسکے اوصاف نہین ہین پس
حادث پر قدیم کو قیاس کرنا کسقدر نادانی کا کام ہے اسیکو
خداوند تعالی نے فرمایا ہے لیس کمثلہ شئی اوسکے مانند کوئی
شئے نہین ہے اسیطور سے اوسکے جتنے اوصاف علم وسمع وبصر
وکلام وخلق کے بولے جاتے ہین ان سب کی حقیقت جاننا
اوسکے ذات کے معرفت پر موقوف ہے اور اوسکی ذات کے
حقیقت کا جاننا محال ہے پس ان حقیقتوں کا جاننا بھی محال ٹھہرا چونکہ ہم
اس انتظام عالم مین ایک ادنی سے انتظام کے لئے اوسکے ایک مخلوق
مین ان اوصاف کی ضرورت سمجھتے ہین اور بلا ان اوصاف کے مانے
ہوئے ہرگز فعل وانتظام کا ہونا ممکن اوس مخلوق سے نہین سمجھتے پس
سارے عالم کے منتظم مین ان اوصاف کا ہونا نہایت ضروری اور واجب
ٹھہرا مگر اثبات اوصاف بلا تشبیہ ہم مخلوق کے اوصاف کے اوس علت
العلل مین مانتے ہین۔

تیرہوان عقیدہ انسان مین الجبر والاختیار ہے

ہم انسانکو اوسکی فطرت اور خلقت کے رو سے اسطور سے مجبور سمجھتے ہین کہ جس
چیز کی اوسکو قدرت نہین دیگئی وہ ہرگز اوس سے نہین ہو سکتا
جسطور سے آنکھ سے کہانیکا کام اور کان سے دیکھنے کا کام نہین ہو سکتا

کے باعث سے وہ یاقوت کے مثال سے متشابہ بیان کے گئے امام
غزالی رحمتہ اللہ علیہ تحریر کرتے ہین کہ لوح و قلم سے صورت ظاہری
نہین مراد ہے بلکہ قلم کا کام لکھنا ہے اور لوح کا کام نقوش کا
اوسپر منقش ہو جاتا ہے پس قلم معلم اور لوح متعلم ہوا اور صورت
ایک زاید شئے ہے جسکو اس فعل سے کچھہ واسطہ نہین اسیطور
سے خداوند تعالی کے لوح و قلم سے یہی مراد ہے کہ اوسنے اپنے
ید قدرت سے جس چیز کو کسی فعل کی علت قرار دی ہے وہ
قلم ہے اور جس چیز پر وہ قواعد منقش ہین وہ لوح ہے پس اس
صفحہ عالم پر اوسکے ہر جزئیات سے لیکر کلیات تک کے قواعد
مندرج ہین اسیکے بابت خداوند تعالی نے فرمایا ہے ولا رطب
ولا یابس الا فی کتاب مبین نہین کوئی تر و خشک مگر یہہ کہ
کتاب ظاہر مین موجود ہے۔

بارھوان عقیدہ مشیت و ارادہ

بارھوان عقیدہ مشیت و ارادہ - ہر ایک فعل اوسکے مشیت
اور ارادہ سے ظہور مین آتا ہے چونکہ وہ سارے عالم کا منتظم ہے
اور منتظم جبھی کوئی ہوسکتا ہے کہ جب وہ ہر چیز کو قرینہ اور
قاعدہ سے مرتب کرے اور ہر مرتب کرنیوالے کے لئے ارادہ
کا ہونا ضرور ہے کیونکہ جسمین ارادہ نہین ہوتا اوسکو ہم
منتظم نہین کہہ سکتے دوسری تقریر یون ہے کہ ہر
چیز کی خلقت جب کسی خاص غرض کے لئے ہوئی تو وہی غرض
اوسکے خلقت کی مقصود خداوندی ہے کیونکہ اوسنے اس چیز کو
اسی غرض کے لئے پیدا کیا ہے اور یہی معنی مشیت کے ہوئے اور

ہین ہے چاہیئے اونکے مطابق کرے اور چاہے نہ کرے وہ کسی
علت و سبب کا محتاج نہین ہے بلکہ کل علل و اسباب اوسکے
محتاج ہین یہی معنی اوسکے مختار مطلق کے ہین۔

باب قرآن کا معجزہ ہونا

عرب مین قبل بعثت رسول خدا کے بہت دنون پہلے سے یہہ
طریقہ و دستور تہا کہ ایام حج مین جب حجاج جمع ہوتے تو فصحا و
بلغا ادیب و منشی کچھ اپنی اپنی طبع آزمائیان کرکے لاتے اور اپنے
نتائج افکار کو سوق عکاظ مین جمع ہوکر پڑہتے جسکا کلام از روے
فصاحت و بلاغت کے چوٹی کا ہوتا تہا اوسکا صلہ اوسکو یہہ دیا
جاتا تہا کہ درِ خانہ خدا پر وہ کلام آویزان کیا جاتا تہا اسی شوق
اور ہوس کے باعث اور نام اوری کے لئے اہل عرب کے فصاحت
و بلاغت و نظم مین ترقی ہوتی گئی سارے بادیہ نشین اہل عرب
اس سادہ اور معزز قدر کے نہایت اعزاز کرتے تھے اور دلسے
اس نام اوری کے خواستگار تھے ہر شخص خود سمجھ سکتا ہے کہ
شوق و لاگ کسقدر انسانکو محنت اور جانفشانی کا عادی کرتی
ہے اور اوسکو ترقی کے جانب کوشش کرنیکے لئے کسقدر بے چین
بناتی ہے اہل عرب گو کہ جاہل تھے مگر اونکو اپنے زبان اور زباندانی
پہ بہت ہی ناز تہا اونکے زبان کی وسعت اور اونکے زبان کا با
قاعدہ نحو و صرف کے روسے ہونا یہہ اونکے لئے کیا کم موجب افتخار
تہا مگر وہ اس سے بہی زیادہ فصاحت و بلاغت کے دلدادہ و شیدا

اور جس کام مین کہ اوسکو قدرت دیگئی ہے اوسمین بہی وہ جمیع
شرائط و اسباب و علل کا محتاج ہے یعنے جب تک کہ وہ اسباب
موجود نہ ہوینگے اوسوقت تک وہ اپنی قدرت کو کام مین نہین
لاسکتا مثلاً انسان کو کہانیکی قدرت تو ہے مگر جب تک اوسکے
اعضا صحیح و تندرست نہونگے اوسوقت تک وہ کہا نہین سکتا
اور اعضا کی صحت و تندرستی اس عالم کی درستگی انتظام پر موقوف
ہے اگر یہہ ترتیب و نظام عالم درہم ہو جاوے تو بیشک ہم تندرست
و صحیح نہین رہ سکتے ایک ہوا ہی ہے کہ وہی اپنے مرکز پر شکست عالم
کے باعث سے قائم نہیگی اور بدون ہوا کے صحت کا ہونا معلوم
پس ہمارے عالم کے انتظام کی درستگی کے ساتہہ ہماری ساری
صحت مربوط و وابستہ ہے اور ہماری قدرت ہماری صحت کی
محتاج - پس جب تک کہ یہہ سب انتظامات درست نہونگے
ہماری قدرت سے کوئی فعل صادر نہین ہوسکتا اس معنی کر کے
ہم بالکل مجبور ہین اور اس لئے کہ بعد ان سب شرائط اور علل
کے موجود ہونیکے ہمکو کسی فعل کے کرنے اور نہ کرنیکا اختیار دیا
گیا ہے اسلئے ہم مختار تصور کئے جاتے ہین درحقیقت ہمارا اختیار
یہہ اوس قسم کا اختیار نہین ہے کہ بلا علل و اسباب ہم کچہہ کرسکتے
ہون پس ہم بین الجبر والاختیار ٹہرے مگر ہمارا جبر اختیاری
نہین ہے کہ ہم اگر چاہین کہ اس جبر کے خلاف کرسکین تو کرلین
اور یہہ خلاف ورزی باطل ہے اور خداوند تعالی کے جتنے افعال
اوسکے قانون قدرت کے مطابق ہوتے ہین وہ سب اوسکے اختیار

زبان نے زخمی کیا ہے - ایک شاعر نے رسول اللہ سے کہا کہ
میری مدح و ذم لوگونکی عزت و ذلت کے لیئے کافی ہے۔ عرب کے
شیرین کلامی اور منشی گری اوسوقت ایسی ترقی پر تہی کہ صدہا
شعرا و فصحا ماہران فن جنکی ساری عمرین اسی کام مین گذر گئی
تہین موجود تھے - سبعہ معلقہ مشہور قصاید جو بباعث اعلی
درجہ کی فصاحت کے یکے بعد دیگرے خانہ کعبہ پر آویزان ہوتے
رہے ابتک ہماری ہاتہو نمین موجود ہین اونہی ایام مین آپ
پر وحی خداوندی نازل ہوئی آپ اُمّی محض تھے کبہی نہ شعر
کہا نہ قصیدہ گوئی کی نہ مشاعرہ و مذاکرہ مین شریک ہوئے جس سے
آپکے کلام مین شرینی و لطافت ہوتی جسوقت ایک چہوٹی سی آیت
کلام خدا کی لوگونکے سامنے پیش کی گئی اور اس دعوی کے ساتہہ
پیش کی گئی کہ فاتوا بسورة من مثله وادعوا شهداء
کم من دون الله ان کنتم صدقين فان لم تفعلوا ولن تفعلوا
فاتقوا النار التی وقودها الناس والحجارة اعدت
للكفرين یعنے لاؤ کوئی سورة مثل اسکے اور پکارو اپنے مددگارو
کو ماسوائے خدا کے اگر تم سچے ہو اگر ایسا نکر سکوگے پس ڈرو
ایسے اگ سے جسکی ایندہن آدمی و پتہر ہین جو کافرونکے لیئے مہیا
کی گئی ہے، توکوئی شخص باوجود اسقدر مشق و دستگاہ رکہنے
کے اور ہزارون کوشش کرنیکے ساتہہ بہی ایک چہوٹا ساجملہ بہی
نہ لاسکا سخت حیرت اسبات پر ہے کہ اگر کوئی قصیدہ یا کتاب
معارضہ مین مطلوب ہوتی تو البتہ ایک مشکل کام تہا کہ بباعث

اپنے فصاحت کے ذریعہ سے جو کہ ان مین بچپن ہی سے کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تہی وہ کام لیتے تھے جو کہ ایک فوجی جنرل اپنے باقاعدہ فوج سے لے سکتا ہے لڑائیون مین جس درشت مصیبت کے وقت صبر افسردگی دل کے وقت جوش اور اونکے جذبات دلی کا ھیجہ اونکا خاص رجز ہوتا تہا وہ اوسی جوش و خروش مین دشمن کی ہیبت کو ذرہ برابر نہین سمجھتے تھے یہہ تدبیر اونکی اکثر کارگر ہوتی تہی اہل عرب کے عورتین لڑائیونکے وقت اونکے کارنامے اور اونکے اباواجداد کی عزت ومنزلت یاد دلاکر اونکی غیرت کو جوش مین لاتین تہین ایسا ایسا ہوتا تہا جسوقت کہ اہل عرب لڑ رہے تھے قریب تہا کہ اونکے پاؤن اوکہڑ جائین مگر جب اونکو ذلت اور شکست کے طعنہ امیز غیرت انگیز رجز سنائے گئے تو چار سو اہل عرب نے اپنے آستینونکو جو اولجھتی تہین پہاڑ کر پہینک دیا جس سے اونکی بگڑی ہوئی بازی پہر بنگئی اور اونکے پاؤن دیوار آہنی کیطرح جم گئے جسقدر اہل عرب کے دلونمین مدح وذم کا اثر ہوتا تہا ہرگز نہ کسی انعام سے وہ اتنا خوش اور نہ کسی زخم سے اتنا ناخوش ہوتے تھے اونکو جسقدر اپنی ہجو کا خیال ہوتا تہا اوسقدر اونکو جان کے تلف ہونیکی پرواہ نہ تہی ایک شاعر کہتا ہے۔ جراحات السنان لہا التیام ؎ ولا یلتام ما جراح اللسان۔ نیزہ کے گہاوکے لیے تو اندمال ہے مگر اوس زخم کے لئے ہرگز بہی نہین ہے جسکو

ہوکر اجنبی لوگونسے جا جوڑتا ہے جب اس تحدی اور دعوی کے
مقابلہ مین عرب عاجز آگئے اور روز بروز اسلام کی ترقی اور جوق
جوق مسلمان ہوتے لوگونکو دیکھا تو کہنے لگے کہ محمدؐ تو ساحر ہے
جسکا کلام مان کو بیٹے سے شوہر کو جورو سے جدا کر دیتا ہے اونکے
تعصب نے اس امر کی اونکو فرصت نہ دی کہ وہ سوچتے اور سمجھتے کہ
اوسکی فصاحت و بلاغت کا اثر ہے جو لوگونکے دلونمین اپنا رنگ جمائے جاتا ہے
نہ کہ کرشمہ و شعبدہ ہے - ابو بکرؓ سے روایت ہے کہ جبوقت ہم اس کلام
کو سنتے ہماری آنکھونسے آنسو ہرگز نہ بند ہوتے عمر ابن خطاب جبکہ نہایت
طیش و غضب مین سو اونٹ کے اجرت پر آپکے قتل کا بیڑا اوٹھا کر خانہ
کعبہ سے نکلے تو راستہ ہی مین اپنی بہن کے گھر مین کلام ہدایت فرجام
سنکر دل ہی مین اپنے نادم ہوئے اور اسلام لانیکا قصد کر لیا اور
سو سرخ اونٹ جو بہت اوسوقت گران بہا تھے اوس سے دست کش ہوگئے
سارے مستلم معانی کی کتابونکو دیکھو اور اون قواعد سے اوس کلام
کو پرکھو تب سچی حقیقت و وقعت اس ربانی کلام کے کہل جاویگی اور
اوسکے مقابلہ مین اون فصحا کے کلام کو جانچو جو عرب کے سارے فصاحت
کے نجوم گنے جاتے ہین تو خود تمکو اونکی کم مایگی اور بے بضاعتی اور اونکی
کلام کی جو اعلی درجہ کے فصاحت مین ہے فروتری معلوم ہو جاویگی
آجتک ایک لفظ غریب اور خلاف محاورہ اس کلام پاک مین نہین
ثابت ہوا اگر ہوتا تو اوس زمانہ کے نکتہ چین ضرور ڈھونڈ نکالتے
کلام خدا مین چھہ ہزار دو سو چھتیس آیتین ہین کچھہ ایک دو جملہ نہین
ہین جنکا کہنا آسان ہوتا ایسی بڑی کتاب جسکی بنا واقعات

نہوتے بلکہ برابر اسیکے وہ نہ لاسکے مگر جبکا کام دن رات یہی تھا اونکا ایک یا دس فقرو نکا نہ لاسکنا بجز اسکے کہ وہ اس معارضہ سے عاجز رہے دوسرا سبب تہا خصوصاً اس دعوی پر کہ تم اپنے مددگاروں سے مدد لو تب بہی نہ لاسکوگے بہایت اس کلام کے اعلیٰ درجہ پر ہونے پر دلالت کرتا ہے جب ہم آپکے اوس کلام کو جو احادیث نبوی کے نام سے مشہور ہے اور اس کلام پاک سے مقابلہ کرتے ہین تو بہایت ہی فرق معلوم ہوتا ہے اور جسکو یہہ نہ معلوم ہو کہ یہہ الفاظ ایک ہی شخص کے موہنہ سے نکلے ہین یا ایک شخص کا کلام ہرگز نہین جان سکتا ان دونون کلامونمین اسطرح کا فرق ہے کہ جسطرح ایک بچے اور ایک بڑے ادیب کے کلام مین فرق ہوتا ہے جب سبعہ معلقہ خانہ کعبہ پر آویزان تہا تو آپنے آیت اقرأ باسم ربک کسی دیوار پر لکھوا دی ایک بڑا شاعر جسکو یہہ نہ معلوم تہا کہ یہہ کسکا کلام ہے دیکھتے ہی پکار اوٹھا ما ھذا قول البشر کہ یہہ انسانی کلام نہین ہے کعبہ کے اندر جب بڑے بڑے صنادید عرب اس شوری کے لئے جمع ہوئے کہ کونسی ترکیب ایسی کیجائے کہ محمد کی چڑہتی بازار مدہم ہو جاوے ولید نے جو بہت ہی مشہور شاعر اور معمر تہا لوگون سے یہہ کہا کہ یہہ تو نہ سحر ہے نہ انسانی کلام معلوم ہوتا ہے جو گہلاوٹ و شیرینی مین اسمین پاتا ہون وہ ہرگز کلام انسانی مین نہین ہوسکتی یہہ تو سحر بابل ہے جسکے باعث سے باپ بیٹا بہائی بہائی علیحدہ ہوکر محمد سے جا ملتے ہین اور وہ رشتہ قوی قرابت کا کٹ

ہو گئی اور اونکے مردہ دل زندہ ہوگئے یہہ معجزہ ربانی نہین ہے
توکیا ہے۔ صحیفہ مقدس و کلام متبرک خود لوگونکے سامنے موجود ہے
علمی و عملی احکامات و دلایل و قصص و احکامات امم سابقہ و پیشگوییان
موجود ہین اسمین کوئی نقص خواہ ازروے قوانین قدرت خواہ
ازروے علم جیالوجی یا علم کمسٹری یا پولیٹکل اکانومی یا تو حیدی
تعلیم یا اخلاقی نصایح جو نکال سکتا ہو نکالے خود ہی مونہہ کی
کہائیگا اور پشیمان ہوگا مگر اوسکو اس بات کا خیال رکہنا چاہیے کہ وہ
تقلیدی عینک جو اسلام کے جانب سو ظنی کے باعث اوسکی
انکہونپر لگا ہوا ہے اوسکو اوتار ڈالنا چاہیے اور وہ اعتراضات
جو کہ مسلمانونپر وارد ہوسکتے ہین نہ اسلام پر ہرگز اوسکے دہوکے
مین نہ پڑکر اسلام سے بدگمان نہ ہونا چاہئے۔

دوسرا معجزہ کلام پاک مین یہہ ہے کہ خدا نے چند برس پہلے فارس
پر اہل روم کے غالب آنیکی پیشنگوئی کی تہی کفار بلکہ دلسے خواستگار
تہے کہ کہین یہہ پیشنگوئی جہوٹی ٹہرے تاکہ محمدؐ پر ہم کچہہ الزام
لگا سکین اسی بناپر ابوبکرؓ کو سو اونٹ بوقت سچے ہونے
اس پیشنگوئی کے دینے کا وعدہ کیا تہا چنانچہ ویسا ہی ظہور
مین آیا جیسا کہ خدا نے فرمایا تہا اور ابوبکرؓ کو سو اونٹ ملے۔

تیسرا معجزہ بہی مثل پہلے معجزہ کے ابدی و سرمدی ہے
جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے انا نحن نزلنا الذکر و انا له
لحفظون ہمنے یہہ ذکر اوتارا اور ہم ہی اسکے محافظ ہین اس
کلام پاک مین حسب وعدہ خدا آجتک کیا ازروے ترتیب و کیا

نگاری اور مواعظ اور احکام پر ہو نہ کسی خیالی اور فرضی قصہ
احکایات پر ہو جسمین ہر قسم کے تصرف کا اختیار ہوتا ہے بے شک
ایک کلام ربانی اور معجزہ ہے مسیلمہ کذاب نے دعوی نبوت کا
کرکے اسی اسلوب پر اپنے کلام کے بنا رکہی تھی مگر اوسکا کلام جسقدر
بیہودہ اور خلاف حقایق اشیا ہو سکے ہے اوسکی چیتہاڑ اوس مقام
پر بالتفصیل لوگون نے کی جہان کہ کلام خدا کے مقابلہ مین اوسکو
جانچا ہے ایک اور قسم کی تحدی کلام پاک مین علاوہ فصاحت بلاغت
کے تمام عالم کے مخلوق سے کیگئی ہے یعنی جسطور سے مواعظ ونصایح
وعدے اور وعید دلایل وحدانیت تذکر بآیت اللہ احکام و حکم
حسب اقتضاے نوع بشری حقایق مابعد الموت کا بیان انکشاف
او معارف خداوندی توحید کی تعلیم قانون کے ترتیب تہذیب نفوس
کے طرائق اخلاق کی تعلیم اسمین موجود ہے کسی دوسرے کلام مین یا
کتاب مین ایسا کوئی تبلاوے جس شخص کو انکار ہو وہ خود سارے
عالم کے مخلوق کو جمع کرکے بتلاوے **ولا یاتون بمثلہ ولو کان**
بعضہم لبعض ظہیرا اور نہ لا سکینگے مثل اسکے اگرچہ بعض انمین کے بعض
کے لئے مددگار ہون ہمنے جسقدر تعلیم محمدی توحیدی واخلاقی بیان
کئے ہین وہ سب اوسی کلام پاک سے مستنبط اور لئے ہوئے ہین
سارے مضمون کو سوچو اور اوسکی حکمتو نپر غور کرو تو خود
تمکو معلوم ہو جاویگا کہ ایک امی محض سے جہان اس قسم کے علوم کا
رواج نہ تذکرہ تہا ایسے چشمہ فیض کا پہوٹنا جس سے سارے
عالم مین علوم وفنون کے چشمے سیراب اور اونکی خشک کہیتی سرسبز

ہوگی امامت مین اسیلئے زیادہ عالم بالقرآن کو فضیلت دیگئی جو لوگ یاد کرکے بہول جاتے تھے اونکی بدنصیبی بیان کیگئی مسلمان اسقدر ڈرتے تھے کہ کوئی لفظ خلاف اوس تلفظ کے جو رسول اللہ کے زبان سے اونہون نے سنا تہا نہونے پاوے حضرت عمر نے جب ابی ابن کعب نے ایک ایسی آیت سُنی جسمین اُنکو کچہہ تامل ہوگیا تہا تو ابی ابن کعب اسقدر ترش ہوئے اور یہہ کہا کہ مین اسطور سے پڑہتا ہون جسطور سے کہ رسول اللہ کے زبان سے سنا ہے حضرت عمرؓ نے ایک شخص کو کسی حدیث کے روایت پر مکرر قسم دی کہ آیا یہی قول رسول اللہ کا ہے اوسکی قسم کہانے پر آپنے اعتبار کیا - بہت بڑی احتیاط اصحاب کو کلام خدا اور رسول کے جانچ مین تہی -

جب زمانہ خلافت ابوبکرؓ کا ہوا اور بہت سے حافظ شہید ہوئے تو حضرت عمرؓ نے مشورہ دیا کہ کلام خدا جو متفرق اوراق پر لکہے ہوئے ہین اور لوگونکے حافظونمین ہین ایک جا جمع کرلئے جاوین تاکہ مسلمانونکے شہید ہونیسے کوئی آیت ایسی نہو کہ لوگونکو نہ معلوم ہو اصحاب رسول اللہ نئی بات کے کرنیسے بہت ہی ڈرتے تھے اسلئے پہلے انکار ہوا اور بعد اوسکے سب لوگ متفق ہوکر اوسکو جمع کرنے لگے چنانچہ زید ابن ثابت کاتب وحی رسول اللہ و دیگر حفاظ مثل عبداللہ ابن مسعود و حضرت عثمان وغیرہ جو زیادہ عالم بالقرآن تھے اسکی تدوین مین مصروف و متعین ہوئے وہی آیت درج کیجاتی تہی جسکے متواتر راوی رسول اللہ کے زبان سے سننے والے ہوتے تھے

ازروے الفاظ کوئی کمی زیادتی نہین پائی گئی اور الف از الحمد
نہ پائیجاویگی رسول اللہ کے عہد مبارک مین جسطور سے تہا ویساہی
ابتک ازروے کتابت ورسم خط والفاظ وآیات کے چلے آتے ہین
بوناپارٹ جو مصحف کہ حضرت عثمانؓ کے دست مبارک کا لکہا
ہوا تہا مصر سے لیگیا تہا وہ اب بہی تحائف نپولین کے ساتہہ
موجود ہے اوسے لیکر مقابلہ کرلو الف از الحمد ایک نقطہ کا بہی فرق
نہ پاؤگے رسول اللہ کے زبان مبارک سے جس ترتیب اور جسطور
سے سنا تہا اوسیطور سے حفاظ نے اوسکو ازبر کرلیا تہا۔
بلکہ بعض لوگون نے بہت سے حصے کلام پاک کے لکہہ بہی لیئے
تہے ہر رمضان مبارک مین سارا کلام پاک جو کچہہ نازل ہوچکا
تہا آپ تلاوت فرماتے اوسی ترتیب کے ساتہہ لوگ یاد کرلیتے
تہے اہل عرب کے حافظے اسقدر قوی تہے کہ کتاب کی کتاب سنتے
پروہ یاد کرلیتے تہے چہ جاے کہ آیات رفتہ رفتہ نازل ہوئی ہین
جنکا یاد کرنا بباعث ہمزبان ہونیکے نہایت آسان امر تہا۔
ابے بن کعب وزید ابن ثابت اور حضرت عثمان وغیرہ خود رسول اللہ
ہی کے وقت مین حافظ قران تہے جب کوئی آیت آپ پر نازل
ہوتی تہی تو آپ کبہی حضرت عثمان سے اور کبہی امیر معاویہ سے
اور کبہی سرجیل ابن حسنہ سے لکہا دیتے تہے سب مسلمان
نمازونمین اور تہجد کے وقت اسکا ورد رکہتے تہے تاکہ بہول نجائین
اور خود تحریص دیتے اور ثواب کے وعدے اس امر پر اونکے لیئے
بتلاتے کہ جسقدر جنکو کلام پاک یاد ہوگا اوسیقدر اونکو فضیلت لوگون پر

کوئی اوسکو کسیطور کوئی کسیطور بولتا ہے حالانکہ معنی مین کچھہ مغایرت نہین ہوتی اسیطور سے بعض لوگ حسب اپنے عادت و رسم کے کلام پاک کو پڑہتے تھے سبع احرف کے ایک یہہ بھی معنی ہین حضرت عثمان نے اس اختلاف تلفظی کو بھی جایز نہ رکھا تاکہ آیندہ پڑہنے پڑہتے مثل یہود و نصاری کے اختلاف ہو جاوے اور معترضین کو جاے اعتراض ہو اونہون نے جسقدر مصاحف مرتب قریش کے ماسوا ایسے تہین تھے سبکو اکٹھا کراکر جلا دیا اور وہ نسخہ جسکی ترتیب ابوبکر کے زمانے مین باجماع صحابہ ہوئی تھی اور وہ بجنسہ حفصہ کے پاس موجود تہا اور قریش کے لہجہ مین مرتب تہا (جسطور سے کہ رسول اللہ پر نازل ہوا تہا کیونکہ آپکی زبان بھی قریش ہی تہی) نقل کراکر کے اطراف عالم مین بہجوا دیا اسی اہتمام کے باعث انکو جامع قران کا لقب عطا کیا گیا مسلمانون نے اسقدر احتیاط اوسکے حفاظت مین کی کہ جو رسم خط مصحف عثمان مین ہے اوسکے خلاف لکہنا گناہ عظیم سمجہا اور حافظون نے اسقدر کوشش کین کہ سیکڑون ہزارون حفاظ اوس وقت سے لیکر آجتک ہوئے اور ہوتے چلے آئے ہین جسمین ایک لفظ کا بھی فرق نہین ہے حضرت عمر نے اپنے زمانہ خلافت مین ابی ابن کعب کو جنکے عالم بالقران ہونیکی خود رسول اللہ سے روایت ہے ہر رمضان مین بحضور جماعت صحابہ جنہون نے خود رسول اللہ کی زبان مبارک سے سنا تہا سارے کلام پاک کا دورہ

اسی انتظام کے ساتھہ سارا کلام پاک جو فی الحال بین الدفتین
موجود ہے مرتب ہوگیا ترتیب آیات مین تقدم وتاخر کا وہی
طریقہ ملحوظ رہا جو قرءت مین رسول اللہ کے تھا بلکہ ترتیب سورتین
بھی آپ ہی کی ترتیب ملحوظ رہی جن سورتونکے قبل آپ بسم اللہ
پڑہتے تھے وہان تو بسم اللہ لکھا گیا اور جس سورہ مین مثل
سورہ توبہ کے نہین پڑہا وہان نہین لکھا نماز مین اکثر آپ بعد سورۂ
فاتحہ کے آمین کہتے تھے بباعث اسکے کہ وہ کلام خدا نہ تھا نہین
لکھا گیا اکثر آیات کے تلاوت کے وقت رسول اللہ دعاے خیر
پڑہتے تھے یا جہانپر خدا کے اپنے قادر اور احکم الحاکمین ہونیکا بندوسے
اقرار چاہا ہے وہان پر رسول اللہ کلمہ اقرار یہ کہتے تھے وہ بھی
سطر یا حاشیہ پر اسلئے درج نہین کیا تاکہ کسی قسم کا اشتباہ واختلاط
کا نہو لوگونکو یہہ بات معلوم تھی کہ یہہ آیت کلام اللہ ہے
اور یہہ کلام رسول اللہ ہے کیونکہ خود رسول اللہ سے اونہون
نے یہہ بات معلوم کرلی تھی —
غرضکہ ان سب محنتون اور جانفشانیونکے ساتھہ رسول اللہ کے
دوہی برس کی وفات کے اندر ترتیب وتدوین کلام پاک کی ہوگئی
جب عنان خلافت حضرت عمرؓ کے ہاتھہ مین آئی تو وہی نسخہ
بجنسہ آپکے بیٹی حفصہ کے پاس جو ازواج مطہرات سے تہین موجود
تھا یہانتک کہ زمانہ خلافت حضرت عثمانؓ ہوا عرب کے تلفظات اور
لہجوئین بباعث مختلف ہونے قبائل کے کچھہ فرق تھا جسطرح سے
لندن اور اسکاٹلینڈ کے تلفظ مین ایک ہی لفظ مین باہمی اختلاف ہے

سیکڑون اختلاف معنوی اور تاریخی موجود ہین ایک دوسرے
مین کچھہ لفظاً مخالفت ہی نہین ہے بلکہ احکامات مین بھی اختلاف
ہے توریت مقدس قبل ظہور حضرت عزیر علیہ السلام کے بالکل نیست نابود
کردیگئی تھی اونکے بعد بھی سلسلہ روایت بالکل منقطع ہے بے ایمان
وطماع یہودیونکے ہاتھونسے بہت سے بباعث اونکی خود غرضیونکے
اختلافات وقوع مین آئے ہین اسلام پر بہت سے پادریون
نے جہانتک اعتراض کیا ہے وہ رسم خط یا روایت شاذہ پر ہے
رسم خط کا اختلاف خود حضرت عثمان کے زمانے مین رفع ہوچکا ہے
روایت شاذہ جسکے کلام پاک ہونیکا ثبوت بہت ہی ضعیف تہا
خود ابوبکر کے زمانے مین ہزارون صحابہ کے موجودگی مین مردود
ومتروک ہوچکی ہے جسکو کسینے کلام خدا نہین تسلیم کیا پس ایسی
روایتونپر کیونکر اختلاف قران پاک مین ہونا تسلیم کیا جاسکتا ہے
ہر دانشمند جانتا ہے کہ ایک لفظ عالمین کوئی الف کے ساتھہ
جدا کرکے لکھتا تہا اور کوئی علمین بحذف الف اور عین پر حرکت
الف قایم کرکے اوسیطور سے تلفظ کرتا تہا اسمین کیونکر اختلاف
ہوگا حالانکہ اب رسم خط متن مین کہین یہہ اختلاف نہین پایا جاتا
اور تلفظ مین کسی لفظ کو مد یا تخفیف کے ساتہہ پڑہنا خود یہہ لہجہ
قریش کا فرق ہے اسقسم کے اختلافات ہرگز جاے اعتراض نہین
ہوسکتے روایت شاذہ کا اول تو یہی ثبوت نہایت ضعیف ہے کہ
آیا یہہ اختلاف اصحاب مین ہوا ہے یا نہین بغرض تسلیم کسی شخص واحد کا
سماعت مین غلطی کرنا کچھہ بعید از امکان نہین ہے مگر ایک جماعت

کرنیکا حکم دیا کر ورن نسخے بباعث کثرت مطابع کے آج عالم مین موجود
ہین انمین ایک لفظ کا بہی فرق آپسمین نہین ہے یہہ معجزہ رحمانی
نہین ہے تو کیا ہے کہ آج تیرہ سو برس سے خدا کے وہ پیشینگوئی
حفاظت کی صحیح ہوتی چلی آئی وہ نسخے جو ابتک صدیون
پہلے کے لکھے ہوئے عجائب خانون ولوگونکے کتب خانون مین
اور خانہ خدا مین تبرکاً موجود ہین اور آسانی سے ہر شخص کو
ملسکتے ہین خصوصاً وہ نسخہ جو حضرت عثمان کے ہاتہونکا لکہا ہوا
تہا اور نپولین کے تحایف مین موجود ہے مقابلہ کرنیسے خود خدا
کے وعدہ کی صداقت ہو جاویگی کوئی اہل مذہب اپنے یہان کے
کتب آسمانی اسقدر تواتر کے ساتہہ تدوین ہونا اور اسقدر نسخ
کا انتشار اور اسقدر حفاظ کی ہر زمانے مین کثرت اور پہر اختلاف
ایک لفظ کا بہی نہونا ثابت تو کردے کیا ممکن ہے کہ ایسا کرسکے
فقط وہ اتنے ہی ثابت کردین کہ زمانہ عیسیٰ علیہ السلام مین
یا اونکے دیکہنے والونکے حضور مین اناجیل مرتب ہو چکی تہین
اسکو نہ از روے اسناد اور نہ کسی نسخہ صحیحہ سے ثابت
کرسکینگے اناجیل کے الفاظ خود مقدس حواریونکے عبارت
مین جنکو اونہون نے حضرت عیسیٰ کے اقوال کو سنکر اور
اونکی عادات کو دیکہکر مرتب کیا تہا اور اسبات کا ثبوت
کہ حواریون سے فہم مطالب مین کوئی غلطی نہین ہوئی یا اونکے
وہی الفاظ مین جو اونکے قلم و زبان سے نکلے ہین نہایت مخدوش
ہے ایک ہی نسخہ یونانی و عبرانی مین جو ایک ہی فریق کا مسلمہ ہے

نہین ہے محققین نے کچہہ شمار الفاظ و آیات ہی کا نہین کیا بلکہ
اقسام مضامین کے رو سے بہی اونکا شمار کیا ہزار آیات وعدہ
کے اور ہزار وعید کے و ہزار امر و ہزار نہی و ہزار آیت قصے و ہزار
آیت خبر اور پانچسو حلال و حرام اور سو دعا و تسبیح از روے
تقسیم معانی کے قرار دیے ہین انمین بعض آیات کا شمار
بباعث شمول کئی معنونکے کئی جگہہ پر ہوا ہے۔
انہین آیات مین توحید و تذکر بآیات اللہ کا بیان سیاق و سباق
کے ساتہہ ہوا ہے قصص و حکایات سے مقصود عبرت و نصیحت دعا و تسبیح
سے مقصود خدا اہی کی یاد اخبار سے بہی مقصود خدا کی عظمت او رغیب
دانی تہی وامر سے بہی اجتناب عن الشرک کے باعث خدا کی فرمانبرداری
اور امر بالمعروف کے پابندی کے باعث تزکیہ نفس و تہذیب
نفوس ہے پس سارا قران پاک انہین مضامین و اخلاقی موعظت
اور حکمت سے پر ہے اور توحید کے مضامین سے مملو اور اسی عالم
کے استدلالات اور برہانات سے اوس ذات پاک کے وحدانیت
و عظمت و قدرت کا بیان ہے ایک دوسرے قسم کا اعتراض
ناسخ و منسوخ کے بابت کیا جاتا ہے ہم اوپر بیان کر چکے ہین کہ
احکام اصلی توحید ہی و اصول بر و اثم مین ہرگز نہ نسخ ہوا
اور نہو گا مگر محافظ احکام حسب اختلاف حالات و ضرورت
انسانی کے تبدیل ہوئے اور ہوتے رہے وہ نسخ فقط بمقابلہ
ایک مذہب کے دوسرے مذہب کے ساتہہ تہا مگر ہمکو یہہ بحث
کرنا ہے کہ مذہب اسلام کے اندر نسخ اصلی احکام و اصول

کا ایک ہی مقام پر سماعت مین غلطی کرنا بعید از قیاس ہے پس
جن آیات کے بہت سے معتبر راوی ہون اونمین احتمال غلطی کا نہین
ہوسکتا خصوصاً جبکہ آپکے سامنے بہت سے لوگون نے لکھہ لی
ہین اور حضور خود ہی کاتبان وحی کو لکھا دیتے تھے اور ہر رمضان
مین پہر تجدید حافظہ سے کر لیا جاتا تہا پس ایسے وقت مین روایت
شاذہ جسکا کوئی دوسرا راوی معین نہو کیونکر مقبول ہو سکتی ہے
اور بجز غلطی سماعت کے کوئی دوسرا اشتباہ نہین ہوسکتا خصوصاً
جبکہ وہ آیات نہایت ہی کم ہون اور معنوی مخالفت اونمین بالکل
ایسی نہو جس سے احکام قضایا مین کوئی فرق ہوتا ہو کلام پاک
مین ایکسو بارہ سورتین اور چھہ ہزار دوسو چھتیس ۶۲۳۶ آتین اور چہتر
ہزار چارسو تینتیس ۷۴۳۴ کلمے ہین اور حروف تین لاکھہ اکتیس ہزار
ایکسو اسی (مطلع العلوم) بلکہ یہانتک شمار کر لیا ہے کہ حرف
الف کسقدر ہین اور حرف ب اور دیگر حروف کسقدر ہین
بعض شمار کنند ونکے بیانات مین جو اختلاف ہے وہ فقط اعتباری
اختلاف ہے کوئی دو آیتونکو ربط مضمون کے باعث جدا نہین
کرتا ایک قرار دیتا ہے اور کوئی دو کہتا ہے اسیطور سے رسم
خط ایک لفظ کا جب دو طور سے آتا ہے توکسینے اوس اختلاف
کو شامل گوشوارہ کر لیا ہے اور کسینے فقط ایک ہی رسم خط کو
شمار مین رکہا ہے پس درحقیقت یہہ اختلافات اصل متن کے
نہین ہین بلکہ قیاسی و رسمی ہین اس بنا پر کلام اللہ کے آیات مین
اختلاف بتلانا سوا متعصب اور بے ایمان کے دوسرے کا کام

منسوخ کے تہا اوسکا محمل حسنا تہ تہا نہ عام۔
ای حکم مجمل تہا اور دوسری آیت مین اوس حکم کی تفصیل کردی
اوسکے لیے قواعد مقرر کردے جیسے زانیہ کے بابت کوئی
طلاق کے بعد نہ تہا بلکہ یہہ حکم دیا گیا تہا کہ جبتک کوئی دوسرا
حکم نازل ہو تب تک روکے رہو جب آیت عدت کی نازل
ہوئی تو بباعث ایسا ہونے عدت کے ہوگیا تہا اول منسوخ وثانی کو ناسخ
کہنے لگے۔
پس اس قسم کی آیات کے بہ نسبت لفظ ناسخ ومنسوخ کا کہنا جو
درحقیقت بباعث اختلاف احوال واسباب علل کے دو مغائر
حکم ہین صحیح نہین مفسرین نے محض ناسخ ومنسوخ کے لفظ پر
اوسکے معنی پر غور کرکے دہوکا کہایا۔
پس درحقیقت اس قسم کے احکام کو جو بباعث اختلاف احوال
کے دو جگہونکے لیے حکم ہو یا تفصیل اجمال کی ہو یا عموم کی تخصیص
ہو یا کسی اونکی عادت کا نسخ ہوا انکو ایسا ناسخ ومنسوخ قرار دینا
جس سے کوئی الزام ذات خداوندی پر ہو بعید از عقل ہے پس
ہر شخص اب کلام پاک کے حفاظت اور اوسکے آیات اور مضامین
پر غور کرنے سے معلوم کرلیگا کہ بیشک خدا کے وعدہ مین ہرگز فرق
نہین ہوا اور معجزہ محمدی ثابت ہوا۔

باب برکات اسلام

جو برکات اور فیوض اسلام کے سرچشمہ سے جاری ہوئے

بر فقرہ الم یقین ہرگز نہین ہے اور نہ محافظ احکام مین ایسا نسخ ہے
کہ جس سے خدا کا عجز یا جہل یا اوسکی ذات پر کسی قسم کا اعتراض
لازم آتا ہو نسخ کے معنی شرع مین یہہ ہین کہ کوئی حکم شریعت
محمدی مین کسی مسئلے مین نازل نہین ہوا تہا اور لوگ مطابق
اہل کتاب یا اپنے آبائی طریقے کے عمل کرلیتے تھے جب خاص
شرع محمدی کا اوسپر حکم ہوا تب یہہ حکم ناسخ اور پہلا منسوخ
ٹھہرا جسطرح شراب کی ممانعت پہلے نہ تھی مگر نماز کے اندر شراب
پیکر پڑہنا منع کیا گیا اوس سے شراب کے حرمت نہین ثابت
ہوتی تھی بلکہ پینا اوسکا کوئی جرم نہ تہا مگر جب آیت حرمت
کی نازل ہوئی تو وہ جواز بوجہہ عدم حرمت کے تہا منسوخ ہوگیا
یا لوگ حسب عادات یہود و نصاریٰ افطار روزہ کے بعد اگر
سو رہتے تھے گو پہلے ہی حصے شب مین کیون نہ سوئے مگر پھر بعد
جاگنے کے گو صبح نہوئی تب بھی سحر نہ کہاتے جب آیت توقیت
سحر نازل ہوئی تو وہ قاعدہ منسوخ ٹھہرا۔

یا کسی معاملہ خاص پر ایسی آیت نازل ہوئی جو عموم الدلالت تھی اور
مخصص اوس آیت کا کوئی نہتا جب دوسری آیت اوسکے
مقصود کی مشرح اور مخصص نازل ہوئی تو آیت ثانی ناسخ
بمعنی لغوی قرار دیگئی ورنہ درحقیقت یہہ ناسخ نہین ہے بلکہ
اوس اسکے مقصود کی شارح اور مبین ہے جیسے لفظ دم کا
عام تہا مگر جب دوسری آیت مین مسفوح کے ساتہہ آیا تو یہہ بات
معلوم ہوگئی کہ اصل مقصود اوس آیت کا جہان لفظ دم بلا قید

تہا تین سو ساٹھہ بیجان بت سارے عرب مین خدائی کر رہے تہے وہ مقدس خانہ خدا جسکا بانی خلیل سا اولوالعزم پیغمبر تہا اور جو محض خالصاً لوجہ اللہ اوس وحدہ لا شریک لہ کی پرستش کے لئے بنایا گیا تہا وہ اونکے ٹہاکر و لکا ہیکل و مندر تہا وہان کثرت سے پرستش اصنام جاری تہی اور بجاے اوس وحدہ لا شریک کے فرشتونکو بنات اللہ کہتے تہے اور دوسرے بزرگونکی سنگی تصاویر کے سامنے سارے نذر و نیازین پیش کیجاتین تہین اور اونکے سامنے قربانیان اور بہینٹ چڑہائے جاتے تہے اونہین سے گاڑہے وقت استمداد چاہتے تہے اور بجاے عبد اللہ اور عبد الرحمن کے عبد العزےٰ اور عبد الحارث اونکے نام رکہے جاتے تہے اور جو یہود و نصاریٰ وہان آباد تہے اونکی بہی قریباً قریباً ایسی ہی حالت خراب و ابتری تہی اونمین بہی مطلق تعلیم توحید کی موجود نہ تہی کہ جس سے سرگشتگان بادیہ ضلالت ہدایت پا سکین نصاری ثالث ثلاثہ باپ بیٹا روح القدس کے معتقد تہے یہود عزیر کو ابن اللہ کہتے تہے جب اسلام کی روشنی چمکی اور بانی اسلام نے تعلیم ربانی کے چشمہ سے بند شرک کو توڑا تو سارا عرب بت پرستی سے پاک و صاف ہوگیا اور اوسوقت سے آجتک بجز موحدین کے اوس ارض مقدس مین کوئی نہین پایا جاتا اور انشا اللہ تا قیام قیامت ایسا ہی رہیگا اسلام نے فقط ایک ہی ذات مقدس کی عبادت کی تعلیم فرمائی جسکو کسینے نہ جنا اور نہ اوسنے کسیکو جنا جسکے نہ کوئی قبیلہ اور نہ کوئی ہمسر اور نہ کوئی عزیز اور نہ شریک و سہیم ہے اوسی سے استمداد

اونسے ایک عرب ہی نہین بلکہ تمام عالم سیراب ہورہا ہے ہمکو اسکے کہنے مین ذرا بھی تامل نہین ہے کہ جو ترقی مدارج علوم وفنون کی آج سارے عالم مین ہے وہ فقط مسلمانون کے بے بہا کوششون کا نتیجہ ہے یونان اور مصر کے علوم وفنون کے ترقیان معدوم ہوچکی تہین فارس وروم مین الگ جہالت کی کالی گہٹا مین چہارہی تہین نور علم کا ایک ذرہ بہی کہین نہین چمکتا تہا مسلمان بعد تہذیب اخلاق وتکمیل ترقی کے جب ادہر مائل ہوئے تو ایسی ترقیان علوم وفنون مین ہوئین کہ اونکے متر جم ہی نہین بلکہ موجد شمار ہونے لگے عرب سے اسپین اور اسپین سے تمام یورپ مین یہہ علوم پہیل گئے گو کہ اسوقت مسلمانون کے ادبار وجہالت وبے علمی کے باعث یہہ خیال کرنا نہایت ہی مستبعد معلوم ہوتا ہے کہ یہہ کبہی ترقی پر تہے مگر ہمکو اون ترقیات کا ذکر کرنا جو علمی و عملی حالات مین ہوئین ہین مقصود نہین ہے اسلئے گبن صاحب وغیرہ دیگر مورخین کے اوپر محول کرتے ہین جنکو ایام العرب کے ملاحظہ کا شوق ہو وہ اون کتابون کی طرف توجہ کرین اور مسلمانونکے حیرت انگیز اور بے انتہا ترقی کو ملاحظہ کرین ہم فقط اون برکات کا ذکر کرنا مقصود رکہتے ہین جو اہل عرب اور تمام عالم کو اخلاقی اور روحانی اسلام کے طفیل سے حاصل ہوئی ہین اور وہ خصائل وعادات عرب کے جو نہایت بگڑے ہوئے تہے اور مثل اونکے وصف ذاتی کے ہوگئے تہے بجاے اونکے عمدہ ترین اخلاق وعادات اسلام کے باعث سے حاصل ہوئے۔ (شرک کا نیست ونابود کرنا) تمام عرب مین بجز چند اشخاص یہود ونصاری کے قوم کی قوم بت پرست ومشرک تہی توحید کا کوئی نام تک بہی نہین جانتا

سے مدد مانگتا ہے اور نہ کوئی کسیکا بندہ بنتا ہے نہ کوئی کسیکو مالک
ضرر و نفع سمجھتا ہے اور نہ کسی پتھر مین کوئی اثر اور نہ اور کسی
مکان مین کوئی کرشمہ مانتا ہے۔ جبکہ حضرت عمرؓ نے حجر اسود
کو بوسہ دیا تو اوس سے مخاطب ہوکر یہہ کہا کہ مین یہہ خوب
جانتا ہون کہ تجھسے نفع و ضرر کچھہ بھی نہین ہے محض اتباع
رسول کے لیئے یہہ بوسہ مین تجھکو دیتا ہون حضرت عمرؓ نے اوس
درخت بیعت الرضوان کو جو مسلمانونکے قومی اتفاق کا یادگار
تھا اور جہان کہ خدا ورسول کے ساتھہ عہد طاعت حق کے لیئے لیا
گیا تھا جب لوگونکو اوس جوش کے تازہ کرنیکے لیئے جاتے دیکھا
تو باعث خوف اس امر کے کہ ایسے ہی مقامات متبرکہ کی اعزاز
تعظیم کیوجہہ سے امم سابقہ مین بت پرستی پھیلی کٹوا ڈالا رسول اللہ
نے محض اسلیئے کہ دست بستہ کھڑا ہونا خدا کے سامنے مخصوص ہے
امرا و بادشاہونکے حضور مین جنکے سامنے ذلت انسانی اور
سلب آزادی ہوتی ہے منع کردیا اور اون لوگونکی نہایت درجہ
مذمت کی جو اسکو پسند و جایز رکھتے ہین آپنے اسقدر تفریق
اوٹھادی کہ اپنے و دیگر انسانونکے مراتب مین کوئی فرق
مابہ الامتیاز بجز نبوت کے کچھہ نہ رکھا اور فرمایا ما انا الا
بشر مثلکم یوحی الی انما الھکم الہ واحد یعنی انسان
کے سوائے کوئی دوسری چیز نہین ہون مگر یہہ کہ مجھپر وحی کی گئی
ہے کہ تم لوگونکا خدا ایک ہے اور پھر آپنے اونکو افراط تعظیم سے یون
منع فرمایا کہ لعن اللہ الیھود والنصارٰی اتخذوا قبور

واستعانت چاہی جاتی ہے اور مصیبت کے وقت مین اوسی سے فریاد و دعائین کیجاتی ہین اوسنے فقط اوسی قدوس مالک الملک کے عبادت واستمداد کی تعلیم فرمائی نہ ملائکہ کو لڑکیان و نہ عیسی اور عزیر کو ابن اللہ اور مریم کو بی بی بتلایا سبحانک هذا بهتان عظیم اوسنے انسانی سرشت کے احتیاجات و خصوصیت گونانگ کے بندہ ہونے پر دلیل و برہان قایم کیا ایسی عبادات و رسمیات و نذر و نیاز جسمین ذرہ شک و شبہہ بہی شرک کا تہا منع کردیا جس چیز سے خوف بت پرستی کے رواج ہونیکا تہا روک دیا نذر و نیاز کسیکے سامنے پیش کرنیکی ممانعت کردی ریختہ و پختہ قبور کا بنانا محض اسلئے منع کردیا تاکہ لوگ تعظیم و توقیر مین اسقدر افراط نکرین جو منجر بہ شرک اور مرتکب کبائر کے ہون عبد کا لفظ جو انسانی آزادی کے مخالف ہے بجز خدا کے دوسریکے نام کے ساتہہ لگانا شرک قرار دیا گیا کاہنون اور نجومیون سے جو غیب کی باتین لوگونکو بتاکر گمراہ کرتے تہے پوچہنا کفر شرعی قرار دیا گیا کہ جو شخص ایمان لایا نجومیو نپر پس اوسنے محمدؐ کے ساتہہ کفر کیا تاکہ شبہہ عادات و عبادات و خوبوسی کسی جگہہ شرک کا نام تک بہی نہ پایا جاوے بدشگونی مین چونکہ ضرر کسی ذات کا خاصہ سمجہتے تہے اسلئے التطیر شرک کہکر یہ بات جتلادی کہ مالک نفع و ضرر فقط وہی ذات واحد ہے اور سعد و نحس کوئی چیز نہین بلکہ ستارہ پرستی جیسے فرقہ صابئی نجوم پرست محض ستارونکے نفع و ضرر بالاستقلال ماننے سے ہوگئے تہے اور اوہام پرستی جو عرب مین شایع تہی وہان اب بجز اوس قادر یکتا کے بلکوئی کسی

نہ ٹلتے تھے ہرگز جو اڑ بیٹھتے تھے — سنبھلتے نہ تھے جو بگڑ بیٹھتے تھے

جو دو شخص آپس میں لڑ بیٹھتے تھے — تو صدہا قبیلے بگڑ بیٹھتے تھے

بلند ایک ہوتا تھا واں گر شرارہ — تو اوس سے بھڑک اوٹھتا تھا ملک سارا

وہ بکر اور تغلب کی باہمی لڑائی — صدی جسمین آدھی اونہوں نے گنوائی

قبیلوں کی کردی تھی جسنے صفائی — تھی اک آگ ہر سو عرب مین لگائی

نہ جھگڑا کوئی ملک و دولت کا تھا وہ — کرشمہ اک اونکے جہالت کا تھا وہ

اسیطرح ایک اور خونریز جھگڑا — عرب مین لقب حرب داحس ہے جسکا

رہا ایک مدت تک آپس مین برپا — بہا خون کا ہر طرف جسمین دریا

سبب اوسکا لکھا تھا یہ ہمعصر نے — کہ گھوڑ دوڑ مین چھند کی تھی کسی نے

کہین تھا مویشی چرانے پہ جھگڑا — کہین پانی پینے پلانے پہ جھگڑا

لب جو کہین آنے جانے پہ جھگڑا — کہین آگے گھوڑا بڑھانے پہ جھگڑا

یونہین روز ہوتی تھی تکرار اون مین — یونہی چلتی رہتی تھی تلوار اون مین

اسیطرح سے تقریباً ایک ہزار برس گذر چکے تھے اور عرب کے جہالت کی یہی حالت روز بروز ترقی پر تھی اوسحالت مین اسلام نے جو نمایاں کارروائی کی وہ بہت ہی بڑی قابل قدر و عزت کے ہے یعنے اون فسادوں اور خانہ جنگیوں کو جو کہ اونکے نیچر کے جزو ہو گئے تھے حرف غلط کے طرح صفحہ عالم سے مٹا دیا اور آپس مین اونکی صلح و الفت کے بنیاد مضبوط کر دی جسکے بابت خداوند جل و علی شانہ اپنے کلام پاک مین یون ارشاد فرمایا ہے کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا تم لوگ تھے دشمن

انبیائہم مساجد الا فلا تتخذوا قبری وثنا خدا کی
لعنت یہود و نصاری پر جنہون نے قبور انبیا کو مساجد بنالین
تم لوگ میری قبر کو پرستش گاہ نکرنا اسلیے بہی جو ٹہیک ہے فرمایا
کہ انتم اعلم بامور دنیاکم یعنی تم اپنے دنیا کے کامونمین زیادہ
جاننے والے ہو یہہ اوسوقت مین ارشاد ہوا ہے کہ جب آپنے
اونکو یہہ فرمایا کہ جو دین کی بات کہون تو اوسکو مانو اور دنیا
کے کامونمین تم اپنی مصلحت خود سمجہہ لیا کرو اب غور کرنا چاہیے
کہ اسلام مین کسقدر انسداد افراط و تفریط شرک مین کی
گئی ہے کہ آجتک کوئی فرقہ جسکا شمار مسلمانون مین ہوتا ہو توحید
فی التثلیث و التثلیث فی التوحید یا ابن اللہ و بنت اللہ یا اوسکا
کسی جسم مین حلول کرنا یا کسی مخلوق کو عالم الغیب جاننا یا کسیکو
سجدہ کرنا اعتقاد رکہنے والا نہین پایا جاتا الحمد للہ علی ذلک
(رفع فتنہ و فساد) ایک بہت بڑی قابل قدر و مستوجب احسان
سندہی جو اسلام کی برکت عرب کو حاصل ہوئی وہ آپس کی صلح
دیکہنے کا ہوتا تہا عرب مین جہالت و خونریزی اسقدر تہی کہ ادنی
ادنی اسی باتون مین تلوار کا چلجانا کوئی بڑا کام نتہا سعدی ہند حالی
نے اونکی جہالت کا مرقع ان چند اشعار مین یون کہینچا ہے نظم

چلن اونکے جتنے تہے سب وحشیانہ	ہر ایک لوٹ اور مار مین تہا یگانہ
فسادونمین کٹتا تہا سارا زمانہ	نہ تہا کوئی قانون کا تازیانہ
وہ تہے قتل و غارت مین چالاک ایسے	درندے ہون جنگل کے بیباک جیسے

لوگونکا جو ایک ہزار برس سے بالکل خستہ و خوار تھے اور جنکی
بے روک جہالت کے باعث تابیت کی بیج ماری گئی تھی وہ
کسطور سے اسلام کے آب پاشی سے سرسبز و شاداب ہوگئے
اور اونکی سوکھی ٹہنیان ہری و بارآور ہوگئین فاعتبروا یا
اولی الابصار - (ازدواج کا ایک تعداد معین کرنا)
عادات شنیعہ اہل عرب سے ایک کثرت ازدواج تہا کہ جسکی کوئی
حد معین نہ تہی اور اونکی معاشرت کے لئے نہ کوئی قانون انصاف
تہا جسقدر جو شخص چاہتا تہا کرتا تہا اور جسے چاہتا تہا اوسکو معلقہ کے
طور اٹکائے رہتا تہا اوسکے ساتھہ کوئی برتاؤ معدلت کا نکرتا تہا
بلکہ طلاق کے بعد بہی دوسری شادی کرنے سے مانع ہوتا تہا اسلام
نے ان سب خرابیونکو بالکل روک دیا اور تعداد معین ازدواج کی
مقرر کی تاکہ کثرت توالد و تناسل جو مقصود ازدواج سے ہے ترقی پر
ہو اور معاشرت کے خرابیونکے روک کے لئے عدل کی قید سے اوسکو
مشروط کیا تاکہ ہر شخص جسمین قابلیت عدل کی ہو کثرت ازدواج
سے مستفیض و مستفید ہوسکے اور جس سے عدل نہو سکے وہ جیسا چاہئے
ٹھیک رہے فقط ایک ہی پر قناعت کرے چونکہ سوتیا ڈاہ خصوصاً
اور دو بہنونکے ساتھہ اور خالہ و پہوپہی کے ساتھہ اجتماع نکاح مین
موجب قطع رحم کا ہوتا ہے اسلئے اونکے اجتماع کی ممانعت کی اور
جنکے پاس مجتمع تہین ایک کے طلاق کا حکم دیا گیا یتیم لڑکیان جنکی
شادی اونکے اولیا تلف جایداد کے خوف سے نہین ہونے دیتے
تہے اونکے لئے حکم ناطق واجب التعمیل یہہ دیا گیا کہ فوراً اونکا

ازدواج کی ایک تعداد معین کرنا

بین الفت ڈالدی تمہارے دلونمین پس اوسکی نعمت کے وجہ سے
بھائی ہوگئے قبیلہ بنی خزرج و اوس و بنی قریظہ و نضیر مین ہمیشہ دونون
مین عداوت چلی آتی تہی جسکے باعث سے بہت سی بے عنوانیان
و اتلاف جان و مال کا ہوچکا تہا اسلام لانیکے بعد وہ آپس مین
ایسے دوست ہوگئے کہ گویا کبہی کی لڑائی بہی نہ تہی ایک صحابی
کہتے ہین کہ قبل اسلام لانیکے میری نزدیک محمد سے سوا کوئی
مبغوض نہ تہا اور اب بعد اسلام کے اونسے زیادہ کوئی محبوب
نہین ہے اوس محبت کو خیال کرنا چاہیئے کہ جب مسلمانونکی خاطر
حضرت عمرؓ نے یہہ درخواست کی کہ ہر شخص اپنے اپنے عزیز کو اپنے
ہاتہوسے قتل کرے اور ایک شخص نے اپنے باپ کے قتل کے
لئے جو مسلمانونکا دشمن تہا استدعا کی گو یہہ دونون التماسین
بباعث قطع رحم کے حضور نبوی مین نامنظور ہوئین مگر اسلامی
جوش و محبت کے تہرما میٹر کو قیاس کرنا چاہیے کہ عروج کے کس
ڈگری پر تہا - جب لوگ مکہ معظمہ سے ہجرت کرکے نہایت بے
سر و سامانی کے ساتہہ مدینہ طیبہ مین تشریف لائے تو انصا
ر نے ہر ایک مہاجر کو شریک و سہیم بالمناصفہ ساری جایداد
منقولہ و غیر منقولہ مین کر لیا یہہ کچہہ ایک ہی برس تک نہ رہا
بلکہ جبتک وے لوگ تونگر نہین ہوئے وہی سلوک و مراعات
جاری رہے اب ہمکو ایام جاہلیت کے شقاوت و بے دردی
و خونریزیونکو اور اسلام کے محبت و الفت و جان نثاریونکو
بمقیاس العقل سے موازنہ کرنا چاہیے کہ ایسی تند خو بدسرشت

علی الصلاح [illegible] تھے جنکی ماؤن سے شناخت کے ثبوت
اونکو پہنچا [illegible] شخص وہ کو والیسی لونڈیان [illegible] کرتین فوالی
جنی سانپ جیسے کوئی جننے والی (غلامی کی اصلاح) اسلام کے
پہلے کیا عرب اور کیا عجم مین جسطورسے اس غلامی کا رواج تھا
وہ نہایت ہی بے قاعدہ وظالمانہ طورسے ہر آزاد [illegible]
[illegible]
والدین [illegible] پالنے کے لیئے فروخت کرتے تھے کوئی آزاد غلام
کے بدلے قصاص مین قتل نہین کیا جاتا تھا اونپر جو جور و تعدی
کیجاتی تھی اوسکے روکنے کے لیئے کوئی قانون [illegible]
پر اونکے حقوق کچھہ ضابطہ [illegible]
طریقون سے جو غلامی روا رکھی جاتی تھی بند کردیا اونکی حقوق مساوات
کا عطا کیا اونکے اوپر جو مظالم روا رکھے گئے تھے اوسکے لیئے دارہ
عدالت کا واکر دیا لڑائی مین جو لوگ گرفتار ہوتے تھے وہ عرب
کے جاہلانہ جوش کے باعث طعمۂ نہنگ اجل ہوتے تھے اسلام
نے اونکی جان بچانیکے لیئے غلامی کو سہل ممتنع شرایط کے ساتھہ
جو یک گونہ بالکل آزاد کرنا تہا روا رکھا اور وہ بھی کونسی لڑائی
جو موسوم بجہاد ہو جسکا اب قرنون سے وجود نہین ہے اس
غلامی کے جواز کے بابت ہم اوپر بحث کرچکے ہین کہ اسلام مین
جسطورسے غلامی جایز ہے وہ ہرگز خلاف فطرت نہین ہے
اسوقت مین جو طریقہ غلامی کا مسلمانون مین رواج ہے نہ وہ اسلام
کے رو سے ہے نہ مسلمانونکا عقیدہ اوسکے جواز کے بابت ہے

ممالک سے اس فعل کو بند کردیا۔

(بیع وشرا مین اصلاح) عرب وتمام عالم مین خرید وفروخت کا کوئی قاعدہ وقانون یا ضابطہ ایسا نہ تہا کہ جس سے بیع فاسد وباطل مین کوئی تمیز ہوسکے اہل عرب سود کو مثل بیع کے سمجتے تہے اسلام نے ایک ایسا باقاعدہ وبا اصول انتظام اسکے لئے مقرر فرمایا کہ باوجود کثرت معاملات نوع بنوع کے اوسکے حدود کے اندر سے کوئی مسئلہ خارج نہین ہوتا دیگر اقوام جنکی نظر اسلام کے عیب جوئی وخورده گیری پر رہتی بجز اون اصول کے تسلیم کرلینے کے کوئی دوسرا چاره نہ دیکہا ایک ایسے امی محض سے ایسے قانون کی ترتیب اوسکے مویّد من اللہ ہونیکی دلیل اور اوسکا معجزه ہے ماہرین کتب فقہ کے نظر وہین آپکے مقننا نہ لیاقت کی وقعت ومنزلت مسلم ہے جو شخص تعصب کے عینک کو دور کرکے اسلام کے خوبیونکو دیکہیگا تو اوسکو بجز تسلیم کے کوئی دوسرا چاره نہوگا

(دختر کشی کا انسداد) عرب مین چونکہ مفلسی وبیجا غیرت وحمیت اسقدر رہتی جسکے باعث سنگدل مان باپ معصوم بچونکو پیدا ہوتے ہی زنده درگور کردیتے تہے اون معصوم بیزبانونکا کوئی دستگیر وفریادرس نہ تہا جو اونکے مظلومانہ بیکسی پر رحم کہاتا اور اونکو اون ظالمونکے ہاتہ سے بچاتا وه ایسی بیکسی اور مظلومی کی حالت مین دفن کردئے جاتے تہے کہ اونکا روکنے والا کوئی بہی نہ تہا مان باپ ہی جب اونکے خون کے پیاسے ہون تو پہر اون مظلومونکی دادرسی کون کرے

بیع وشرا مین اصلاح

دختر کشی کا انسداد

اون سب خرابیونکو دور کر کے بتلا دیا کہ اصل مذہب اس سے
پاک و صاف ہے یہہ سب محض مفتریات یہود و نصاری ہین
اے میرے دوستو بعد ان مختصر بیانات اور واقعات کے تمکو
یہہ موقع دیا جاتا ہے کہ تم نہایت غور و تدقیق کے ساتہہ ٹہنڈے
دل سے بنی امی کے حالات و اخلاق و تعلیم پر غور کرو اور دل مین
جمی ہوئی تقلید مذہبی و تعلیمی خیالات کو تہوڑی دیر کے لئے
دور کرو انشاءاللہ تمپر حق مثل روز روشن کے کہل جائیگا
اور تمہارے دل روح القدس کے نور و تسکین سے معمور ہو جاوینگے
اے عزیزو غور کرنیکی بات ہے کہ کونسی ایسی غرض اور حاجت
تہی کہ ایک یتیم بے مان باپ کا لڑکا ایسے جاہل و خونخوار
قومون مین بے یار و مددگار ایسی بات کا دعوی کرے جسکو
اُنکے کانون نے دو ہزار برس سے نہین سنا تہا اور اپنی
جان بکف ہو کر ایسی باتین سنا دے جسکے لئے اسکو سخت
مصائب کا سامنا اور جان جوکہم ہو اور اپنا پیارا وطن عزیز
و قریب سب چہوڑ کر جلا وطن ہو جاوے یہہ کیا تہا بجز اسکے
کچہہ بہی نہین ہے کہ حق کے نور نے اسکے دل کو اسقدر اطمینان
اور تسکین عطا کیا تہا اور اسکو اپنا بہروسہ اپنے خدا پر تہا
کہ اوسنے اپنی جان و مال عزیز و قریب و جلاے وطن کا کچہہ
خیال نہ کیا اور بنی نوع انسان پر رحمت کا فرشتہ بن کر ازروی الٰہی
سے راہ ہدایت کا دکہلانے کے لئے اوٹہہ کہڑا ہوا قوم کے ہاتہون سے
اس بیچارے پر کیا کیا مصیبتین پڑین مگر بجز دعاے خیر کے کبہی

کا انبار لگائے ہوئے تہی مگر آپکی حمیت و غیرت حق اور جوشش
ہمدردی سے ہمیشہ اس بات سے باز رکہا کہ اوساخ ناس سے کچہہ
تصرف کرین اور دولت کی اصراف کے مقاصد کے اعلیٰ ترین مقصد
یعنی رفاہ عامہ خلایق کے سوا اپنی ذاتی بہبودی مین ضرورت
سے زائد صرف فرماوین آپکو جو کچہہ سالانہ اذوقہ بیت المال
سے ادنیٰ ترین غذا جو یا کہجور سے ملتی تہی وہ بہی بباعث آپکے
دریادلی و سخاوت و اصراف رفاہ عامہ خلایق مین کرنیکے باعث
سال ہی کے اندر صرف ہو جایا کرتی تہی اسیوجہہ سے استقراض
کے نوبت ہمیشہ آتی تہی۔ حتیٰ کہ مرتے وقت اوس خدا کے پیارے
کے پاس اتنا بہی مال نہ تہا کہ جس سے چراغ تک روشن ہوتا۔
ہمیشہ آل محمدؐ اسی سادگی اور غربت کے ساتہہ باوجود استطاعت
کے بسر فرماتے رہے یہانتک کہ انحضرت رفیق اعلیٰ سے جا ملے
اس استطاعت کی حالت مین دنیا سے زہد و گریز کیا ثابت
کرسکتا ہے کہ آپ مین دنیا کی ذرہ بہر خواہش تہی اگر ایسا ہونا
ممکن ہے تو اس سے زیادہ یہہ ممکن و آسان ہے کہ اسدنیا کے
ایک پہاڑ کے ٹیلے پر کہڑے ہوکر ساری دنیا بلکہ امریکا دیکہہ لینا
انہین آنکہوں سے کچہہ مشکل نہین۔ رہی حب جاہ اسکی حالت بہی
آپکی اخلاقی جانچ سے بخوبی ثابت ہو جاتی ہے کہ ذرہ بہر اثر نہ تہا
آپ کی طرز و ضع بود و باش مصاحبت مکالمت مباشرت
عامہ خلائق سے کہین سے بہی ذرہ بہر حب جاہ کا نہین پایا جاتا
اگر کوئی ضعیف سے ضعیف بہی روایت تمہارے پاس موجود ہو تو

قایم کرو- نہ کہ دشمنان و حاسدان کذب پیشہ و حاطب اللیل کے بیانات داخل کلندرہ کرو- کیا قانون شہادت کے روسے ایسے غیر معتبر سادہ لوح لوگونکی شہادت مقبول ہوسکتی ہے- خصوصًا جبکہ تردید نہایت قوی اور مضبوط شہادتونسے ہو اور شہادتین بہی ایسی جبکے مکتوبکے سمجھنے والی تیرہ سو برس بعد پیدا ہوئے ہین اسکلے لوگونکو یہہ بہی معلوم نہ تہا کہ یہہ احکام کن مصالح پر مبنی ہوئے ہین یا انکی کیا مصلحتین ہین جو آپنے نبی کے عیب چھپانے اور اسکی خوبیان جتلانے کے لئے موضوع کرلے فافہم ان لک فہم سلیم-

سنت انچہ حق بود گفتم تمام
تو دانی دگر بعد ازین والسلام

تمت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۱۵	انتطامات	انتظامات
ایضاً	۱۶	مستعبد	مستبعد
۴	۵	ہوے	ہوئی
ایضاً	۹	ہوبا	ہونا
ایضاً	۱۳	فبل	لیکن
ایضاً	۱۴	مختصر	مخفف
۵	۴	دلہ	دہلہ
ایضاً	۱۷	گوارا کرتا	گوارا کرنا
ایضاً	۲۱	نصایج	نصائح
۶	۲	مغنیانہ	مقننانہ
ایضاً	۱۴	ٹڈل	ٹنڈل
ایضاً	۱۶	عاملونکا	غافلونکا
۷	۱۰	خقابق	حقایق
۸	۳	قضا	فضا
ایضاً	۵	قضا	فضا
ایضاً	۱۴	طبعت	طبیعت
۹	۱۳	لفرو جہم	لغرو جہم
۱۰	ایضاً	بپتی	پنپتی
ایضاً	۳	صدر اور اسکی مذہب سے علیحدہ اور اس سے	اتنی عبارت زیادہ ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۲	۱۹	وجہہ	وجہہ
۲۳	۹	حبرت	حیرت
ایضاً	۹	قوت	ثوت
ایضاً	۳	العلۃ خاصیۃ	العلۃ الخاصۃ
ایضاً	۱۴	احرار	احتراز
ایضاً	۱۶	تجاور	تجاوز
۲۴	۴	روس سے	اوس سے
ایضاً	۵	سہیل	تسہیل
ایضاً	۷	اثم	اثم
ایضاً	۹	ومن التقیمہ	ومن القیمہ
۲۶	۳	اورزجن	اورجن
ایضاً	۳	فواید	قواعد
ایضاً	ایضاً	ہوتا	ہوتا
ایضاً	۱۰	بجوث	ثبوت
ایضاً	۱۵	انبیا	انبیا
۲۷	۱۳	اور ہی	اور یہی
ایضاً	۱۶	بعینت	لینت
ایضاً	۱۷	رالنسخہ	راسخہ
ایضاً	۱۹	صفت	وہ صفت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۸	۹	بالحو	بالحق
ایضاً	ایضاً	لتدخس	لتدخلن
ایضاً	۱۰	آمنین	آمنین
۳۹	۶	انیے	اپنے
ایضاً	۹	تاویل	تاویل
۴۰	ایضاً	دہم	سبز دہم
۴۱	۱۵	اشتعال	استعمال
۴۲	ایضاً	دوسری چیز سے	دوسری چیز نہیں ہے
۴۳	۵	سنہ ۱۲۱۳ء	سنہ ۱۲۱۳ ہجری
ایضاً	۱۰	دردنشون	درویشون
ایضاً	۲۰	مناسب	مناسبت
۴۴	۱	چیر	چیز
ایضاً	ایضاً	تحمل	تخیل
۴۹	۵	تجربہ ء	تجربہ وعقل
ایضاً	ایضاً	ہوتیر	ہو تکلی
۴۸	۱۹	گرگیا	گر لگا
۴۹	۵	نوعی	نوعی کے
ایضاً	۱۳	ہوئی رہتے	ہوتے رہتی
۵۵	۳	ثربیت	تربیت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٧١	١٣	صحیح	وصحیح
٧٢	١٠	اسکتے	آسکتے
٧٧	٩	مسلمین	مسلمانون عنہا
٧٨	٣	کوٹیکا ڈورا	کوڑا
ایضاً	٢١	ایسے	اپیسے
٨٠	٣	تنبہا	تنبیہا
٨١	١٣	پریسان	پریشان
٨٥	١٦	بہی	بسکہ
ایضاً	٢١	تہک	ٹہونک
٨٩	٢	تعذیر	تعزیر
ایضاً	٧	لبس	لیس
ایضاً	١٧	لحب	یجب
ایضاً	٢٠	اپنے مردے	اپنے بہائی مردے
٩٢	١٥	حشم	نشہم
ایضاً	٢٠	ہمت	ہیبت
٩٣	١٠	لمحوسہم	لتخویفہم
ایضاً	ایضاً	بقصد تہم	بقصد حفظہ
٩٥	١	جہوٹ والونپر	جہوٹ بولنے والونپر
ایضاً	٩	حسب	جب
٩٧	١٣	ہوگئی	ہوگئی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱۰	۹	والساکس	والمساکین
ایضاً	۱۳	صداحو	صدقواو
ایضاً	۱۴	بہی	یہی
۱۱۱	۱۵	جبنب	نت
۱۱۳	۱۳	یپے ا	اپنے
ایضاً	۱۵	سر	پر
۱۱۴	۴	بیٹان	بیٹیان
ایضاً	۱۴	بجبر	غیرت
ایضاً	۱۵	دورخ	دوزخ
۱۱۵		ہا	یا
ایضاً		حرصہ	حرصتم
ایضاً	۱۰	کالملعہ	کالمعلقۃ
ایضاً	۱۱	مین	ہین
۱۱۷	۱۵	متمنر	متنبرہ
ایضاً	۱۶	جبار	چار
۱۱۸	۵	حاصل ہوا	حاصل ہونا
۱۱۹	۱۳	سلاتی ساکی	تبلدی جاتی ہین
۱۲۰	۲۰	امدورفت	آمدورفت
۱۲۱	۲۱	فصلت	فضیلت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۸	۱	معغود	مقصود
۱۰۰	۵	تبنبہ	تنبیہ
۱۰۰	۳	مبعوض	مبغوض
۱۰۱	۹	ارا	اٹہا
۱۰۳	۳	ہوبجاسے	بہولجاوے
۱۰۴	۱۳	اجبنی	اجنبی
۱۰۵	۱۴	دوسریکی	دوسریکی
ایضاً	۵	کسکی	کسیکی
ایضاً	۱۴	سوتا	ہوتا
۱۰۶	۱۰	بباعثِ تسورا	بباعثِ منقشورا
ایضاً	۱۴	نبالہ	نبالہ
۱۰۷	۱۳	کیا	کسیا
۱۰۸	۱۵	جاتی	جانتی
ایضاً	۱۶	جزئت	جزئیت
ایضاً	۱۷	خیر خواہو	خیر خواہیونکے
۱۰۹	۸	عزیز	عزیز
ایضاً	۱۷	دہیتے	دیتے
ایضاً	۱۹	کرنے	نکرنے
۱۱۰	۹	والدین	دالشیئین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۴۰	۱	جہون پپر	جہونٹپر
۱۴۲	۱۹	ہیں	انہین
۱۴۶	۳	اوسکی	اور اوسکی
ایضاً	۹	چینر	چینز
۱۴۷	۱۴	حیرون	حیران
۱۴۹	۱۹	اولتو	اُلتوا
۱۵۰	۱۷	چینرین	چیزین
۱۵۱	۵	حاصل	حاصلہ
ایضاً	۱۶	ہوسے	نہ ہوئے
۱۵۲	۳	تغییر	تغیر
ایضاً	۵	پیدا کیا گیا	پیدا کیا
ایضاً	۹	علتنہ	علقتہ
۱۵۴	۱۹	دہر	کہ ہر
۱۵۵	۱۰	اخلاق	اخلاق کے سوا
ایضاً	ایضاً	چنیر	چیزمین
۱۵۸	۹	جسمنیات	جزئیات
۱۶۱	۷	طیح	طبع
ایضاً	۸	شوق،	سوق
ایضاً	ایضاً	ہوکے	ہوکر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳۲	۱۳	دورح	دوزخ
ایضاً	۱۵	ممون	ثیمیون
۱۳۳	۱۹	سم	یتیم
۱۳۴	۱	سمہ	یتیمہ
ایضاً	۵	ڑنکر	بڑنکر
ایضاً	۸	ربار	ایثار
ایضاً	۱۰	نغرمائی	نغرماتے
ایضاً	۱۴	س	بین
۱۳۸	۲۰	مجالس	مجالست
۱۳۰	۳	عذر	غدر
ایضاً	ایضاً	للاوحر	للآخر
۱۳۳	۱۴	مادس	بادین
ایضاً	۲۰	اوںکا	آپکا
۱۳۵	۱۴	کے	
۱۳۶	۱۷	نابو	نابود
۱۳۸	۱۷	ذدلی	زدالی
ایضاً	۱۸	ستادو	تہادو
۱۳۹	۵	نکمر	نکرو

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۶۶	۷	بلاعنت	بلاغت
ایضاً	۱۲	کے	کی
ایضاً	۱۵	نظیر	نظیر
ایضاً	۱۹	اوٹی	امی
۱۶۷	۳	نقض	نقص
۱۶۸	۴	ایاشت	آیات
ایضاً	۱۳	ہوئے	ہوئی
ایضاً	۱۸	شدجبیل	شرحبیل
ایضاً	۲۱	بتی	ہتی
۱۷۰	۱	بین الدفین	بین الدفتین
ایضاً	۹	بتدوشے	ہندوستے
۱۷۱	۶	مبغرضین	معترضین
۱۷۲	۹	کلے	کے
۱۷۶	۱۹	اور	یہ لفظ زیادہ ہے
۱۷۷	۲	تعفصل	تفصیل
۱۷۸	۹	بسیل	پہیل
ایضاً	۲۰	اسخاص	اشخاص
۱۷۹	۱۶	نجاستات	نجاسات
۱۸۰	۱۷	التطییر	التطہیر

صحیح	غلط	سطر	صفحہ
جانفشانی	جانفانی	۱۵	۱۶۱
پر	بر	۱۸	ایضاً
کے رو	کے ر	۱۹	ایضاً
بلاغت	ملاعدت	۲۰	ایضاً
ایرانیون سے	ایبانٹیونسے	۱۱	۱۶۲
رجز	جز	۱۳	ایضاً
جسقدر	جسقدر	۱۶	ایضاً
خیال	غال	۱۸	ایضاً
السنان	السان	۱۹	ایضاً
مذاکرہ	تذاکرہ	۹	۱۶۳
والتجارۃ	ولتجارۃ	۱۴	ایضاً
جسکی	جسکے	۱۷	ایضاً
لوتب بھی	لوتب ہی	۴	۱۶۴
اغراً	اغرا	۱۲	ایضاً
چیرٹہتی	چیرٹہتی	۱۶	ایضاً
ربّانی	ربانی	۱۴	۱۶۵
آتین	آتنین	۲۰	ایضاً
چیتماڑ	چیماڑ	۵	۱۶۶

التماس منجانب مؤلف

محققین و ناظرین کتاب ہذا کے خدمت مین نہایت صدق و ادب کے ساتھہ گذارش ہی
کہ مؤلف کی بے بضاعتی و کم مایگی مقتضی اسبات کی ہی کہ اس مجموعہ مین یقینی کچھہ
کچھہ ضرور نقص رہجاوے جسکو مؤلف نہ معلوم کرسکا ہو۔ پس اگر کوئی لغزش یا غلطی
کسی قسم کی اس تالیف مین پائیجاوے تو ہر شخص پر یہہ فرض ہی کہ اوسکا اظہار کرے
تاکہ مسائل حقۂ اسلامیہ کا انکشاف ہر کس و ناکس پر ہوجاوے اور مؤلف
کی زلت کے باعث کوئی شخص دہوکا نہ کہاوے اور اوسکا مظلمہ ناظر و
مؤلف کی گردن پر نہ رہے۔ وما علینا الا البلاغ

درحقیقت یہہ کام کسی بڑے متبحر عالم و دیندار و متقی کا تہا (جسکا قول و
فعل صدق کے ساتھہ ہمدوش اور ظاہر باطن یکسان ہو) نہ کہ مجہہ ایک
ایسے جاہل کا یہہ کام تہا کہ اسرار دین کے رہنما اور نبی امی کے معجزنما
اخلاق کا بیان کرون۔ مگر درحقیقت اسلام کا معجزہ اور خاتم النبیین
کی خوبی ہدایت کا پرتو ہی کہ ایسے واضح اور روشن طرز و خوش اسلوبی
سے کی گئی ہی کہ مجہہ بے بصرت کی سمجھہ مین بلاتکلف آگئی۔ پس یہہ خوبی مذہب
اسلام و ربانی شریعت کی ہی نہ اس بے بضاعت کی بلکہ درحقیقت میری کم لیاقتی
و کم مایگی کے باعث روشن دلائل استدلالات و مسائل حقہ مین بہی بہت
کچھہ خفا و تاریکی آگئی ہو تو عجب نہین انسان کا کام نہین ہے کہ خدا سا
قادر اور رسول اللہ سا طلیع الکلام ادائے مطالب ہوسکے۔ اس کتاب کا کاپی رائٹ محفوظ ہی اور قیمت
اٹھہ ۸ آنہ محصول ۶ پائی۔